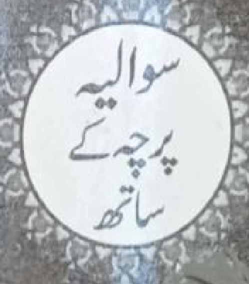
تنظیم المدارس (اہلِ سنّت)، پاکستان کے جدید نصاب کے عین مطابق

برائے طالبات

نورانی گائیڈ

حل شُدہ پرچہ جات







مفتی محمد احمد نورانی دامت برکاتہم عالیہ

درس نظامی کے طلباء وطالبات کے لیے

خوشخبری

الحمدللہ نورانی گائیڈز اپڈیٹ کردی گئی ہیں

2014 سے 2020 تک کے تمام حل شدہ پرچہ جات

برائے طالبات





Read Online

Download PDF

پیشکش
حافظ محمد حسنین اسدی +923145879123

ترتیب

﴿درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2016ء﴾

﴿درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2017ء﴾

﴿درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2018ء﴾

﴿درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2019ء﴾

﴿درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2020ء﴾

عرضِ ناشر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ!

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

ہمارے ادارہ کے قیام کے بنیادی مقاصد میں سے ایک یہ بھی تھا کہ قرآن کریم کے تراجم وتفاسیر، کتب احادیث نبوی کے تراجم وشروحات، کتبِ فقہ کے تراجم وشروحات، کتبِ درس نظامی کے تراجم وشروحات اور بالخصوص نصاب تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے تراجم وشروحات کو معیاری طباعت اور مناسب داموں میں خواص وعوام اور طلباء وطالبات کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ مختصر عرصہ کی مخلصانہ سعی سے اس مقصد میں ہم کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں؟ یہ بات ہم قارئین پر چھوڑتے ہیں۔ تاہم بطور فخر نہیں بلکہ تحدیث نعمت کے طور پر ہم اس حقیقت کا اظہار ضرور کریں گے کہ وطن عزیز پاکستان کا کوئی جامعہ، کوئی لائبریری، کوئی مدرسہ اور کوئی ادارہ ایسا نہیں ہے جہاں ہماری مطبوعات موجود نہ ہوں۔ فالحمد للہ علٰی ذٰلک

علوم وفنون کی اشاعت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ طلباء وطالبات کی آسانی اور امتحان میں کامیابی کے لیے تنظیم المدارس (اہل سنت) پاکستان کے سابقہ پرچہ جات حل کر کے پیش کیے جائیں۔ اس وقت ہم ''نورانی گائیڈ (حل شدہ پرچہ جات)'' کے نام سے تمام درجات کی طالبات کے لیے علمی تحفہ پیش کر رہے ہیں، جو ہمارے قلمی معاون جناب مفتی محمد احمد نورانی صاحب کے قلم کا شاہکار ہے۔ نصابی کتب کا درس لینے کے بعد اس حل شدہ پرچہ جات کا مطالعہ سونے پر سہاگہ کے مترادف ہے اور یقینی کامیابی کا ضامن ہے۔ اس کے مطالعہ سے ایک طرف تنظیم المدارس کے پرچہ جات کا خاکہ سامنے آئے گا اور دوسری طرف ان کے حل کرنے کی عملی مشق حاصل ہوگی۔ اگر آپ ہماری اس کاوش کے حوالے سے اپنی قیمتی آراء دینا پسند کریں، تو ہم ان آراء کا احترام کریں گے۔

آپ کا مخلص: شبیر حسین

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2014ء

پہلا پرچہ: قرآن مجید واصول تفسیر

حصہ اوّل: قرآن مجید

سوال: لفظی ترجمہ، بامحاورہ ترجمہ، سلیس اور تحت اللفظ ترجموں میں کیا فرق ہے؟ مثالوں سے وضاحت کریں۔

جواب: لفظی، بامحاورہ، سلیس اور تحت اللفظ ترجموں میں فرق مع امثلہ۔

۱۔ لفظی ترجمہ:

ایسا ترجمہ ہے جس میں متن کے ہر لفظ کو پیش نظر رکھ کر کیا جائے اور کسی لفظ کا معنی چھوٹا ہوا نہ ہو مثلاً لَارَیْبَ فِیْہِ: اس میں شک نہیں ہے۔

۲۔ بامحاورہ ترجمہ:

ایسا ترجمہ ہے جس میں زبان وبیان کے محاورات کو مدنظر رکھ کر کیا گیا ہو اسے آزاد ترجمہ بھی کہا جاتا ہے۔ مثلاً لَارَیْبَ فِیْہِ: یہ شک سے بلند ہے۔

۳۔ سلیس ترجمہ:

ایسا ترجمہ ہے جس میں متعلقہ زبان کے ادب کو پیش نظر رکھا گیا ہو مثلاً لَارَیْبَ فِیْہِ: اس میں شک کی گنجائش نہیں ہے۔

۴۔ تحت اللفظ ترجمہ:

ایسا ترجمہ کہ متن کے ہر ہر لفظ کے نیچے ترجمہ تحریر ہو اسے ترتیلی ترجمہ بھی کہا جاتا ہے۔ مثلاً لا (نہیں) ریب (شک) فی (میں) ہ (اس)۔

سوال 2: فَلَمْ تَقْتُلُوْھُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ قَتَلَھُمْ ص وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ

اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ○

(الف): آیت مبارکہ کالفظی ترجمہ اور مفہوم بیان کریں؟

(ب): مذکورہ واقعہ کامختصر تذکرہ کریں؟

جواب:

(الف): آیت کالفظی ترجمہ:

پس تم نے انہیں قتل نہیں کیا اور لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں قتل کیا ہے اور جب آپ کنکریاں مار رہے تھے، آپ نے کنکریاں نہیں ماریں اور لیکن اللہ تعالیٰ نے کنکریاں ماریں، تاکہ وہ (اللہ تعالیٰ) مومنوں کو اس کا اچھا اجر عطا کرے۔ بیشک اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے۔

مفہوم آیت:

حقیقت میں اعداء و کفار کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا تھا اور ان کی آنکھوں میں مٹی بھی دراصل اللہ تعالیٰ نے ڈالی تھی۔ یہ تمام معاملہ مسلمانوں کو حسن نیت کا بہترین اجر عطا کرنے کے لیے کیا گیا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے کیونکہ وہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔

(ب): مذکورہ واقعہ کامختصر ذکر:

آیت مبارکہ میں اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ غزوہ بدر میں کامیابی کے بعد جب مجاہدین واپس آرہے تھے تو کوئی کہتا تھا کہ میں نے فلاں شخص کو قتل کیا اور کوئی کہتا تھا کہ میں نے فلاں دشمن کو واصل جہنم کیا تو اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں بتایا گیا ہے کہ کسی کے قتل کی نسبت اپنی طرف مت کرو کیونکہ ہلاکت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

اسی طرح (ہجرت کے موقع پر) جب کفار نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے مکان کا محاصرہ کرلیا تو آپ نے مٹی پھینکی جو دشمن کی آنکھوں میں پڑی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم بسلامت ان کے محاصرہ سے نکل کر عازم سفر ہوگئے۔ اس واقعہ میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم

کے پھینکنے کو اللہ تعالیٰ نے اپنا پھینکنا قرار دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان میں اضافہ کردیا۔

سوال 3: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ○

(الف): بامحاورہ ترجمہ کریں؟

(ب) شان نزول بتائیں؟

جواب:

(الف): بامحاورہ ترجمہ:

اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ اور رسول معظم کے بلانے پر حاضر ہوجاؤ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں ایسی چیز کی طرف بلائیں جو تمہیں زندگی بخشتی ہے۔ اس بات سے تم خبردار ہوجاؤ کہ اللہ کا حکم اس کے دلی ارادوں میں حائل ہوتا ہے اور تم نے اسی کے پاس پیش ہونا ہے۔

(ب): شان نزول:

اس آیت کریمہ کے شان نزول کے حوالے سے صدرالافاضل حضرت علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بلانا اللہ تعالیٰ ہی کا بلانا ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت سعید بن معلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں میں مسجد میں نماز ادا کررہا تھا تو مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا، میں نے جواب نہ دیا۔ پھر میں نے حاضر خدمت ہوکر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نماز ادا کررہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا: اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر حاضر ہوجاؤ۔ دوسری حدیث میں بھی اسی طرح ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نماز ادا کررہے تھے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں طلب کیا تو انہوں نے تیزی سے نماز مکمل

کر کے سلام عرض کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں جواب دینے کے لیے کیا چیز مانع ہوئی؟ عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں حالت نماز میں تھا۔ اس پر آپ نے فرمایا: کیا تم نے قرآن کریم میں یہ نہیں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر تم حاضر ہو جایا کرو؟ میں نے عرض کیا: آئندہ بیشک ایسا ہی ہوگا۔ (خزائن العرفان)

مفسر شہیر حضرت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اسی ایت کے تحت لکھتے ہیں:

اس سے چند مسائل معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بلانا اللہ تعالیٰ کا ہی بلانا ہے کیونکہ بلاواسطہ رب کسی کو نہیں بلاتا۔ دوسرے یہ کہ مسلمان کسی حال میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر حاضر ہو جائے بلکہ اگر کوئی نمازی بحالت نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر حاضر ہو جائے اور جس کام کو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم بھیجیں وہ کر بھی آئے، جب بھی نماز ہی میں ہوگا۔ جتنی رکعات رہ گئی تھیں وہی پوری کرے گا۔ اگر نمازی کا وضو ٹوٹ جائے تو وضو کر آنے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرنا نماز فاسد نہیں کرتا۔ خیال رہے کہ اللہ تعالیٰ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے بلاتا ہے۔ قرآن وحدیث ایک ہی زبان سے ادا ہوتی ہیں یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے جس کے متعلق آپ نے فرمایا: یہ قرآن ہے، ہم نے اسے قرآن مان لیا، جس کے متعلق فرمایا یہ حدیث ہے، ہم نے اسے حدیث تسلیم کر لیا۔ زبان ایک ہے مگر کلام کی نوعیتیں دو ہیں۔ لہٰذا بلانے والے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہوں گے۔ کہیں اپنا نام لے کر، کہیں رب کا نام لے کر، کہیں رب کا حکم سنا کر اس لیے دعا میں دعا صیغہ واحد ارشاد ہوا۔
اس سے معلوم ہوا حدیث پر عمل کرنا اتنا ہی لازم ہے جتنا قرآن پر۔ (تفسیر نور العرفان)

سوال 4: اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ وَاَیَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِیْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا ؕ وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝
آیت کریمہ کالفظی وبامحاورہ ترجمہ کریں؟

جواب:

آیت مبارکہ کالفظی وبامحاورہ ترجمہ:

اگر تم نے اس کی مدد نہ کی پس اللہ تعالیٰ نے اس کی مدد کی جب وہ کافر لوگوں سے نکلے۔ جب وہ دونوں غار میں تھے، جب انہوں نے اپنے ساتھی سے فرمایا: تم غم مت کرو! بیشک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ پس اللہ تعالیٰ (ان پر) اپنا سکینہ اتارا فوجوں کی مدد کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے کفار کی بات خاک میں ملادی اور اللہ کا کلمہ بلند ہو گیا اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔

لفظی ترجمہ:

اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَ
اگر نہ تم نے مدد کی ان پس بیشک مدد کی ان اللہ جب نکالا آپ
الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ
وہ لوگ وہ کافر ہوئے دوسرے دونوں جب وہ دونوں غار میں
اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ
جب کہہ رہے تھے کو کے لیے ساتھی اپنے نہ غمگین ہو بیشک اللہ ساتھ ہمارے
فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلَیْهِ وَاَیَّدَهٗ
پس اتارا اللہ سکونت ان پر ان اور مدد کی
بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ
ان کی ساتھ لشکر کے لیے آپ نہیں تم نے دیکھا اسے اور کر دیا بات
الَّذِیْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ؕ وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِیَ الْعُلْیَا ؕ
وہ لوگ وہ کافر ہوئے نیچے اور بات اللہ وہ بلند
وَاللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ۝
اور اللہ غالب حکمت والا ہے

سوال نمبر 5: سوال نمبر 4 کی آیت میں خط کشیدہ الفاظ کی تشریح کریں؟

جواب:

خط کشیدہ الفاظ کی تشریح:

ثَانِيَ اثْنَيْنِ: (دونوں میں سے دوسرے) اس سے مراد ایک تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی اور دوسری شخصیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مراد ہے کیونکہ آقا اور خادم اعلیٰ نے ایک ساتھ ہجرت کی تھی۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صحابیت قرآن سے ثابت ہے اور ان کی صحابیت کا انکار کفر ہے کیونکہ نص قرآنی کا انکار ہے۔

لَا تَحْزَنْ: (تم غم نہ کرو) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی جان نثاری پر تسلی وتشفی دیتے ہوئے فرمایا: تم غم مت کھاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے، لہٰذا دشمن ہمارا تعاقب نہیں کرسکتا اور ہمیں تکلیف وگزند نہیں پہنچا سکتا۔

بِجُنُوْد: لفظ "جنود" جمع ہے جس کا واحد "جند" ہے بمعنی لشکر۔ یہاں جنود ولشکر سے مراد ملائکہ (فرشتے) ہیں جنہوں نے دشمن کی بھاری فوجوں کے رخ تبدیل کردیے اور مسلمانوں کی افرادی قوت میں بے پناہ اضافہ کرکے کامیابی سے ہمکنار کیا۔

سوال نمبر 6: وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ؕ حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ؕ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ۠

ترجمہ ومفہوم بیان کریں؟

واقعہ کے پس منظر کی وضاحت ہو تو بہت خوب ہوگا؟

جواب: (ترجمہ): اور ان تینوں کو موقوف رکھا گیا تھا یہاں تک زمین وسیع ہونے کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی اور وہ اپنی جانوں سے بھی تنگ آچکے تھے۔ انہیں اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ پناہ صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے، پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی توبہ قبول کی گئی اور وہ تائب ہی رہے کیونکہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے۔

مفہوم عبارت:

مندرجہ بالا عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ تین صحابہ کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع تینوں انصاری تھے مگر جہاد میں شریک ہونے کی سعادت سے محروم رہے۔ انہیں موقوف رکھا گیا یعنی ان سے دوست واحباب، اعزو اقارب اور سب لوگوں نے مکمل بائیکاٹ کیا، اس طرح زمین وسیع ہونے کے باوجود ان پر تنگ ہوگئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر چھوڑ رکھا تھا۔ لہٰذا وہ مجبور ہوگئے کہ اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کریں اور جہاد میں عدم شرکت کے گناہ کی معافی طلب کریں۔ آخر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی توبہ قبول کرلی گئی اور انہیں معاف کردیا گیا۔

مذکورہ واقعہ کا پس منظر:

مندرجہ بالا عبارت میں میں واقعہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ تینوں انصاری صحابہ جنگ تبوک میں شرکت سے محروم رہے۔ جنگ سے واپسی پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے جہاد میں عدم شرکت کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے مختلف وجوہات بتائیں آپ نے فرمایا: تمہارے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فیصلہ آنے تک ہم انتظار کریں گے اور ساتھ ہی ان سے گفتگو کرنے، حالات دریافت کرنے اور سلام کہنے کی ممانعت کردی گئی۔ اس طرح سب لوگ پہچان کے باوجود اجنبی بن گئے، احباب ہونے کے باوجود عدم توجہ کا شکار ہوگئے اور اعزاء واقارب بھی اجنبی ثابت ہوئے۔ ایسے حالات میں وہ بہت پریشان ہوئے۔ اس پریشان کن صورت حال نے انہیں مجبور کردیا کہ وہ اپنے کیے کی سزا بھگتیں آخر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول کی اور وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر تائب ہوئے تو اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انہیں معاف کردیا۔

حصہ دوم: اصول تفسیر

سوال 1: "نزول" کا کیا معنی ہے اور اس کی کتنی صورتیں ہیں، پہلی کتابوں اور نزول قرآن میں کیا فرق ہے؟

جواب:

نزول کا معنی اور اس کی صورتیں:

لفظ "نزول" کا مطلب کسی چیز کا بلندی سے پستی کی طرف آنا ہے اور اس میں حرکت لازم ہوتی ہے جبکہ کلام حرکت سے منزہ ہوتی ہے۔ نقل و نزول کی تین صورتیں ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- کسی چیز پر کلام لکھا جائے اور اس چیز کو منتقل کیا جائے، جس طرح ہم دوست واحباب کے نام کلام کو قرطاس پر منتقل کرتے ہیں اور پھر قرطاس آگے منتقل کر دیتے ہیں۔ پہلی آسمانی کتب کے نزول کا یہی طریقہ کار تھا۔

۲- وہ کلام کسی شخصیت کے ذریعے دوسرے مقام کی طرف منتقل کیا جائے، اس صورت میں پیغام لیجانے والا حرکت کرے گا اور کلام اس کے ذریعے دوسرے مقام میں منتقل ہو جائے گا۔ اس طرح کلام کسی ذات کے باعث منتقل ہوگا۔

۳- کسی واسطہ و وسیلہ کے بغیر براہ راست سننے والے سے بات کی جائے۔ نزول قرآن ان (آخری) صورتوں میں نازل ہوا ہے۔ یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام قاصد کی حیثیت سے اللہ تعالیٰ کا کلام لاتے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھ کر سناتے تھے اور شب معراج میں براہ راست اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہوا۔

سابقہ کتب سماوی اور قرآن کے نزول میں فرق:

سابقہ آسمانی کتب اور قرآن کے نزول میں تین طرح کا فرق ہو سکتا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- سابقہ آسمانی کتب اور صحائف دینے کے لیے انبیاء کرام کو مقررہ مقامات پر طلب کیا گیا لیکن قرآن وہاں پہنچایا گیا جہاں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔

۲- پہلی آسمانی کتب کا نزول دفعتہً ہوا جبکہ قرآن کریم کا نزول بتدریج تقریباً 23 سال تک ہوتا رہا۔ اس تدریج میں امت محمدیہ کے عمل میں آسانی پیدا کرنا مقصود تھا۔

سوال 2: وحی ہونے کے اعتبار سے قرآن وحدیث دونوں میں فرق کیسے کریں گے؟ تفصیل سے لکھیں۔

جواب: قرآن اور حدیث میں فرق کی تفصیل:

بلاشبہ قرآن وحدیث دونوں اللہ تعالیٰ کی وحی ہیں لیکن دونوں کے مابین فرق کئی اعتبار سے کیا جا سکتا ہے:

۱- قرآن وحی متلو ہے اور حدیث وحی غیر متلو ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کی تلاوت حدیث کے مقابلہ میں کثرت سے کی جاتی ہے۔

۲- قرآن کے مضامین اور الفاظ دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں جبکہ حدیث کے مضامین اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں جبکہ ان کا لباس یعنی الفاظ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہیں۔

۳- قرآن وحی جلی ہے جبکہ حدیث وحی خفی ہے۔ وحی جلی کا انکار صراحتاً کفر ہے جبکہ وحی خفی کا انکار قریب الکفر یا گمراہی و بے دینی ہے۔

۴- قرآن کریم کی نماز میں تلاوت کی جاسکتی ہے جبکہ قرآن کی بجائے کسی حدیث کی نماز میں تلاوت کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ عمل دونوں کے مضامین پر کرنا ضروری ہے۔

سوال 3: سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قرآن کے کچھ نسخوں کو جلا دیا تھا۔ ایسا کیوں کیا گیا؟

جواب: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف سے قرآنی نسخوں کو جلانے کی وجہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا سب سے بڑا یہ کارنامہ ہے کہ آپ نے پوری ملت کو قرآن کے ایک نسخہ پر متحد کر دیا تھا۔ آپ نے اپنے عہد ہمایوں میں حضرت حذیفہ بن الیمان کو آمینیہ اور آذربائیجان کا کمانڈر مقرر کر رکھا تھا۔ وہ جب وہاں کی مہمات سے فارغ ہو کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے قرآن کریم کے حوالے سے مشورہ دیتے ہوئے گزارش کی حضور! قرآن کریم کے حوالے سے اختلاف کی صورت پیدا

ہو چکی ہے اگر اس پر "بونہ پایا گیا تو ہماری حالت یہود ونصاریٰ سے مختلف نہیں ہوگی۔لہٰذا اس کا جلدی اہتمام کریں۔بعض صحابہ کے پاس قرآن کے نسخے تھے جن میں متن قرآن کے علاوہ تفسیری فوائد بھی درج تھے جو انہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھائے تھے۔ انہوں نے اپنی تمام تحریر کو قرآن سمجھ لیا تھا جس طرح مصحف ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔حفاظ قرآن کرام شبہ کی صورت میں اسی مصحف سے تصحیح کرتے تھے' اس سے لقمہ کی تصحیح میں دشواری بھی پیش آتی تھی۔حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور ان کی معاونت کے لیے حضرت ابن زبیر' حضرت سعید بن عاص اور حضرت عبداللہ بن حارث کو بھی تعینات کیا۔حضرت ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نسخہ طلب کیا۔پھر صحابہ سے مختلف نسخہ جات طلب کیے۔تمام نسخوں کو بالخصوص حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نسخہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے نہایت تحقیق ومحنت شاقہ سے قرآن کریم کے چند نسخے تیار کرائے جو شام' عراق اور مصر وغیرہ ممالک میں بھیجے گئے۔حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نسخہ انہیں واپس کر دیا گیا۔باقی صحابہ کے نسخہ جات جن میں متن قرآن اور تفسیری فوائد تھے' کو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اس غرض سے جلا دیے تاکہ مسلمانوں میں قرآن کریم کے حوالے سے اختلاف کا ہمیشہ کے لیے دروازہ بند ہو جائے۔ان نسخوں کو جلا کر اور اصل متن والے نسخے مفتوحہ علاقہ جات' ممالک اور ریاستوں میں پہنچا کر مسلمانوں کو قرآن کریم کے ایک نسخہ پر متحد کر کے سنہری خدمت انجام دی جو آپ کا تاریخ ساز کارنامہ بھی ہے۔

سوال 4: ''تفسیر'' کی کیا تعریف ہے؟ اس کی کتنی قسمیں؟ اور مفسر کی شرائط کیا ہیں؟

جواب: تفسیر کی تعریف:

لفظ تفسیر' فسر یفسر سے مصدر ہے اس کا لغوی معنی ہے معنی ومفہوم کی وضاحت کرنا۔
محاورہ میں تفسیر سے مراد ہے کہ کسی کے کلام کا مقصد اس طرح بیان کر دینا کہ اس پر کوئی شک وشبہ باقی نہ رہے۔مفسرین کے نزدیک تفسیر سے مراد قرآن کریم کی کسی آیت کی اس طرح وضاحت کرنا ہے کہ اس کا شان نزول' احکام اور فقہی مسائل عیاں ہو جائیں۔

اقسام تفسیر:

اقسام تفسیر چار ہیں:

۱-تفسیر القرآن بالقرآن (ایک آیت کی تفسیر دوسری آیت کے ساتھ کرنا)
۲-تفسیر القرآن بالحدیث (قرآن کی تفسیر حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کرنا)
۳-تفسیر القرآن باقوال الصحابۃ والفقہاء (صحابہ وفقہاء کے اقوال سے تفسیر کرنا)
۴-تفسیر القرآن باقوال التابعین وتبع التابعین۔

شرائط مفسر:

مفسر کے لیے کثیر شرائط ہیں جن میں چند ایک درج ذیل ہیں:

۱-قرآن کے مقصد کو مکمل طور پر جانتا ہو۔
۲-ناسخ ومنسوخ آیات پر گہری نظر رکھتا ہو۔
۳-آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ میں تطبیق دینے میں مہارت رکھتا ہو۔
4-آیات مبارکہ کے شان نزول اور مواقع نزول سے مطلع ہو۔
۵-آیات مبارکہ کی توجیہات بیان کر سکتا ہو۔
۶-آیات کے ضمن میں قواعد عربیہ کے مطابق محذوفات نکالنے پر قادر ہو۔
۷-اہل عرب کے محاورات سے مکمل طور پر واقف ہو۔
۸-محکم اور متشابہ آیات پر گہری نظر رکھتا ہو۔
۹-قرآنی واقعات ومضامین میں اختلافات سے آگاہ ہو۔
۱۰-مکی اور مدنی آیات کریمہ پر گرفت رکھتا ہو۔

☆☆☆☆☆

﴿درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2014ء﴾

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

القسم الاوّل: حدیث شریف

سوال ۱: درج ذیل احادیث کالفظی ترجمہ اور مختصر مفہوم تحریر کریں؟

۱- عن ابى هريرة رضى الله تعالىٰ عنه ان النبى صلى الله عليه وسلم قال من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليكر ضيفه، ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليصل رحمه، ومن كان يؤمن بالله واليوم الآخر فليقل خيراً اوليصمت ۔

۲- عن امية بن مخشى الصحابى رضى الله تعالى عنه قال كان رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم جالساو رجل يأكل، فلم يسم حتىٰ لم يبق من طعامه الالقمة فلما رفعها الى فيه قال بسم الله اوله وآخره، فضحك النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فقال مازال الشيطان يا كل معه فلما ذكر اسم الله استقاء مافى بطنه ۔

۳- عن ابى سعيد الخدرى رضى الله تعالىٰ عنه ان النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم نهى عن النفخ فى الشراب فقال رجل القذاة اراهافى الاناء ؟ فقال اهرقها قال انى لا اروى من نفس واحد؟ فقال فابن القدم اذا عن فيك ۔

۴- عن ابى سعيد الخدرى رضى الله تعالىٰ عنه قال، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ازارة المسلم الى نصف ساق، ولا حرج، اولا جناح فيما بينه وبين الكعبين مكان اسفل من

العكبين فهوفى النار ومن جرازاره بطرالم ينظر الله اليه ۔

۵- عن معاذ بن انس رضى الله تعالىٰ عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من ترك اللباس تواضعا لله وهو يقد عليه، دعاه الله يوم القيامة على رؤس الخلائق حتىٰ يخيره من اى حلل الايمان شاء يلبسها ۔

۶- عن شريد بن سويد رضى الله تعالىٰ عنه قال مربى رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم وانا جالس هكذا وقد وضعت يدى اليسرى خلف الظهرى واتكات على الية يدى فقال اتقعد قعدة المغضوب عليهم ۔

جواب: احادیث مبارکہ کاترجمہ ومفہوم:

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ کا بالترتیب ترجمہ اور مفہوم ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:

۱- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کا احترام کرے، جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرے اور جو شخص اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔

مفہوم:

اس روایت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلم کو تین نصیحتیں فرمائیں:

۱- وہ اپنے مہمان کا ادب واحترام بجالائے اور اسکی خدمت وتواضع کرے۔

۲- اپنے اعزاء واقارب کے ساتھ اچھا سلوک کرے کیونکہ ان سے اچھا سلوک کرنے کی وجہ سے دوگنا ثواب ملتا ہے ایک رشتہ داری کی وجہ سے اور دوسرا مسلمان ہونے کی وجہ سے۔

۳- وہ اچھی، نصیحت آموز اور سبق آموز بات کرے یا سکوت اختیار کرے کیونکہ فضول گفتگو کرنا مسلمان کی شایانِ شان نہیں ہے۔

۲- حضرت امیہ بن مخشی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ایک شخص کھانا کھا رہا تھا جبکہ اس نے بسم اللہ نہیں پڑھی تھی، یہاں تک کہ کھانا ختم ہو گیا لیکن ایک لقمہ باقی تھا۔ اس نے وہ لقمہ اپنے منہ کی طرف لاتے وقت یوں کہا: "بسم اللہ اولہ و اخرہ" تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان اس شخص کے ساتھ کھانا کھا رہا تھا۔ پس جب اس نے بسم اللہ پڑھی تو شیطان نے کھایا ہوا کھانا قے کر دیا۔

مفہوم:

بسم اللہ پڑھ کر کھانا کھانے سے کھانا شیطان سے محفوظ اور بابرکت ہو جاتا ہے۔ جس کھانے کے وقت بسم اللہ نہ پڑھی جائے اس میں شیطان بھی کھانے میں شامل ہو جاتا ہے اور کھانا بے برکت ہوتا ہے۔ لہٰذا کوئی بھی چیز کھائی ہو یا پینی ہو اس کے آغاز میں بسم اللہ ضرور پڑھنی چاہیے تاکہ شیطان کی شرکت سے نجات حاصل ہو جائے۔

۳- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی رویات ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی میں پھونک مارنے سے منع کیا۔ ایک آدمی نے عرض کیا: اگر برتن میں تنکہ موجود ہو؟ آپ نے جواب دیا: اسے بہادو۔ اس نے پھر عرض کیا: میں ایک سانس میں پانی پینے سے سیراب نہیں ہوتا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے منہ سے برتن کو الگ کر لیا کرو۔

مفہوم:

اس روایت میں زبانِ نبوت سے یہ تلقین کی گئی ہے کہ مشروب میں پھونک نہیں مارنی چاہیے کیونکہ ایسی صورت میں مشروب میں تھوک مل جاتا ہے جو بیماری کا سبب بن سکتا ہے۔

البتہ مشروب میں تنکا ہو تو برتن کو انڈھیل دیا جائے۔ پانی تین سانسوں میں پینا چاہیے تاکہ یکبارگی پینے سے انتڑیوں پر گہرا اثر نہ ہو۔

۴- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کا تہبند اس کی نصف پنڈلی تک ہونا چاہیے، نصف پنڈلی سے لے کر ٹخنوں پر تہبند ہونے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے، جو ٹخنوں کے نیچے ہو گا وہ جہنم میں ہو گا اور جو آدمی تکبر و غرور کی وجہ سے اپنا کپڑا (تہبند وغیرہ) لٹکائے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظرِ رحمت نہیں کرے گا۔

مفہوم:

اس روایت میں تکبر و غرور ترک کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ جو شخص تکبر و غرور کی وجہ سے اپنا تہبند ٹخنوں کے نیچے لٹکاتا ہے تو اسے جہنم کی سزا سے دوچار ہونا پڑے گا اور ایسے متکبر شخص کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نظرِ رحمت سے نہیں دیکھے گا۔

۵- حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی عجز و انکسار کے باعث سادہ لباس زیبِ تن کرتا ہے وہ اس کے لیے درست ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام لوگوں کے سامنے اسے طلب کرے گا اور اسے ایمان کا لباس زیبِ تن کرائے گا۔

مفہوم:

عجز و انکسار اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے، جو شخص دنیا میں معمولی اور سادہ لباس زیبِ تن کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن پُروقار، باعزت اور خوشنما لباس پہنائے گا۔

۶- حضرت شرید بن سوید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا میرے پاس سے گزر ہوا جبکہ میں اس طرح بیٹھا ہوا تھا، میں اس دوران اپنا بایاں ہاتھ اپنی پشت پر رکھا ہوا تھا اور ٹیک لگائی ہوئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: تم اللہ تعالیٰ کے ناپسند بندے کی طرح بیٹھے ہوئے

ہو۔

مفہوم:

اس روایت میں ہمیں ہدایت کی گئی ہے کہ جانوروں اور چار پایوں کی طرح زمین پر مت بیٹھیں بلکہ انسان کو اپنے مقام و مرتبہ کے مطابق انسانوں کی ہی طرح بیٹھنا چاہیے۔

سوال 2: درج ذیل احادیث کا لفظی ترجمہ اور مختصر مفہوم تحریر کریں؟

۱ – عن ابی قتادة رضی اللہ تعالیٰ عنه قال قال النبی صلی اللہ علیه وسلم الرؤیا الصالحة وفی روایة الرؤیا الحسنة من اللہ والحلم من الشیطن ممن رأی شیئا یکرهه فلینفث عن شماله ثلاثا ویتعوذ من الشیطان فانها لا تضره ۔

۲ – عن ابی عمارة البراء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنهما قال امرنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم بسبع بعیادة المریض واتباع الجنائز و تشمیت العاطس ونصر الضعیف، وعون المظلوم، وافشاء السلام وابرار المقسم۔

۳ – عن مقداد رضی اللہ تعالیٰ عنه فی حدیثه الطویل قال کنا نرفع النبی صلی اللہ علیه وسلم نصیبه من اللبن فجیئ من اللیل فلیسلم تسلیما لا یوقظ نائما ویسمع الیقظان فجاء النبی صلی اللہ علیه وسلم فسلم کما کان یسلم ۔

۴ – عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنه قال عطس رجلان عندالنبی صلی ال للہ علیه وسلم فشمت احد هما ولم یشمت الاخر فقال الذی لم یشمته عطس فلان فسمته وعطست فلم تشمتنی فقال ان هذا حمداللہ وانك لم تحمداللہ ۔

۵ – عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها قالت قدم زید بن حارثة المدینة ورسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فی بیتی فاتاه فقرع

الباب، فقام الیه النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یجر ثوبه فاعتنقه وقبله ۔

۶ – عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنه ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اتی منی، فاتی لجمرة فرماها، ثم اتی منزله بمنی و نحر ثم قال للحلاق خذوا اشار الی جانبه الایمن ثم الایسر ثم جعل یعطیه الناس ۔

جواب:

احادیث مبارکہ کا ترجمہ و مفہوم:

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ کا بالترتیب ترجمہ اور مفہوم ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے:

۱۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رؤیائے صالحہ اور ایک روایت کے مطابق رؤیائے حسنہ کے بارے میں فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتے ہیں جبکہ برے خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔ تم میں سے جب کوئی شخص برا خواب دیکھے تو وہ اپنی دائیں طرف تین بار تھوک ڈالے اور شیطان کی پناہ مانگے تو وہ اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

مفہوم:

اس روایت میں بتایا گیا ہے کہ اچھے خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں اور برے خواب شطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔ برے خوابوں کی تاثیر سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ تین دفعہ بائیں طرف تھوکا جائے، شیطان کی پناہ مانگی جائے تو شیطان نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

۲۔ حضرت ابو عمارہ براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا:

۱- بیمار کی تیمارداری کرنے کا' ۲- نماز جنازہ میں شامل ہونے کا' ۳- چھینکنے والے کا جواب دینے کا' ۴- مظلوم کی معاونت کرنے کا' ۵- کمزور کی امداد کرنے کا' ۶- سلام کو عام کرنے کا' ۷- قسم کو پورا کرنے کا۔

مفہوم:

اس روایت میں خصوصیت کے ساتھ سات چیزوں کی تلقین کی گئی ہے: بیمار کی عیادت کرنے' نماز جنازہ میں شامل ہونے' چھینکنے والے کا جواب دینے' مظلوم کی معاونت کرنے' ضعیف کی مدد کرنے' سلام کی ترویج کرنے اور قسم پوری کرنے کی۔

۳- حضرت مقداد رضی اللہ عنہ طویل روایت بیان کرتے ہیں کہ ہم اپنے حصہ سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دودھ رکھا کرتے تھے آپ رات کے وقت تشریف لاتے تو آہستہ سلام فرماتے تاکہ جاگنے والے سن سکیں اور سونے والے پریشان نہ ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری ہوتی تو حسب معمول سلام فرماتے تھے۔

مفہوم:

اس روایت میں یہ درس دیا گیا ہے کہ رات کے وقت جب کسی کے گھر جائیں تو بلاوجہ اہل خانہ کو پریشان کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے حتی کہ سلام کرنے یا نہ کرنے میں بھی نہایت احتیاط سے کام لینا چاہیے۔

۴- حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں دو شخصوں نے چھینکا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کی چھینک کا جواب دیا مگر دوسرے کی چھینک کا جاب نہ دیا۔ جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھینک کا جواب نہیں دیا تھا' اس نے عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں کی چھینک کا جواب دیا ہے جبکہ میری چھینک کا جواب نہیں دیا؟ آپ نے فرمایا: اس نے چھینک آتے ہی اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی تھی جبکہ تو نے

اللہ تعالیٰ کی حمد بیان نہیں کی تھی۔

مفہوم:

اس روایت میں چھینک کا جواب دینے کے لیے ایک ضابطہ بیان کر دیا گیا ہے کہ چھینک آتے وقت جو شخص اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرے اس کی چھینک کا جواب دیا جائے گا جبکہ اللہ تعالیٰ کی حمد نہ بیان کرنے والے کی چھینک کا جواب دینا ضروری نہیں ہے۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ چھینک آنے پر فوراً اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کریں تاکہ اس کے جواب کے حقدار بن سکیں۔

۵- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ آئے تو اس وقت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا کپڑا گھسیٹتے ہوئے دروازہ کی طرف بڑھے' آپ نے ان سے معانقہ کیا اور بوسہ بھی دیا تھا۔

مفہوم:

اس روایت میں مہمان کے احترام واکرام کا درس دیا گیا ہے کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ میں آئے تو زیارت سے مشرف ہونے کے لیے دار عائشہ میں آئے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بڑھ کر دروازہ کھولا' ان کے گلے ملے اور بوسہ بھی دیا تھا۔

۶- حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں تشریف لائے تو شیطان کے پاس کھڑے ہو کر اسے کنکریاں ماریں' پھر منی میں تشریف لائے اور قربانی کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجام کو اپنی دائیں طرف اور بائیں طرف کے بال تراشنے کا حکم دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ بال لوگوں میں تقسیم فرمائے۔

مفہوم:

اس روایت سے ثابت ہوا کہ شیطان کو کنکریاں مارنا، قربانی کرنا، حجامت کرانا اور موئے مبارک بطور تبرک لوگوں میں تقسیم کرنا جائز ہے۔

سوال نمبر 3: درج الفاظ کے معانی تحریر کریں؟

الشکل، اللهوات، البر، الایضاع، الربیع، احتفزت، شنوا، رحیما، رفیقاً، شیب۔

جواب:

الفاظ کے معنی:

مندرجہ بالا الفاظ کے معانی درج ذیل ہیں:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
الشکل	ڈھانچہ، تصویر	اللهوات	کھیلیں
البر	نیکی	الایضاح	تفصیل، تشریح
الوبیع	موسم بہار	احتفزت	سرین کے بل بیٹھنا
شنوا	موٹا	رحیماً	بہت مہربان
رفیقاً	دوست	شیب	نوجوان

القسم الثانی: مقدمہ تذکرۃ المحدثین

سوال نمبر 4: حجت حدیث پر نوٹ لکھیں؟

جواب:

حجیت حدیث پر نوٹ:

حجیت حدیث پر نوٹ درج ذیل ہے:

رب کائنات نے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور اسوہ حسنہ

اپنانے کی تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ اس حوالے سے چند ایک ارشادات ملاحظہ فرمائیں:

۱- مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۔

(رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو چیز تمہیں دیں وہ حاصل کرلو اور جس چیز سے آپ منع کریں اس سے تم باز آجاؤ۔)

۲- اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ ۔

(تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور تم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو۔)

۳- قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ ۔

(اے محبوب! آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو تم میری پیروی کرو۔)

۴- لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ۔

(بیشک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ تمہارے لیے بہترین نمونہ عمل ہے۔)

ان آیات سے ثابت ہو رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال واقوال اور معمولات کی پیروی واجب وضروری ہے۔ آپ کی اطاعت کے بغیر اللہ تعالیٰ کی پیروی ہرگز نہیں ہوسکتی۔ قرآن کریم میں نماز، روزہ اور حج وغیرہ عبادات واعمال کو فرض قرار دیا گیا ہے، جب تک احادیث مبارکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور معمولات کو نہ اپنایا جائے ان پر کمال طریقے سے عمل نہیں ہوسکتا۔ مثلاً تعداد رکعات، رکوع وسجود کی کیفیات ہمیں صرف احادیث سے معلوم ہوئیں۔ اسی طرح تعداد طواف، میدان عرفات ومزدلفہ میں قیام، رمی جمار، قربانی اور سعی صفا ومروہ تمام امور احادیث سے معلوم ہوئے۔ علی ہذا القیاس روزے کے تفصیلی مسائل بھی احادیث سے حاصل ہوئے۔

اگر احادیث قرآن سے الگ کردی جائیں تو قرآن پر عمل ناممکن ہوجائے گا، کیونکہ قرآن کی بہترین تفسیر احادیث مبارکہ کی روشنی میں ہوسکتی ہے یعنی احادیث قرآن کی تفسیر

ہیں۔اس مختصر مگر نہایت جامع تقریر سے ثابت ہوا کہ شریعت مطہرہ میں احادیث مبارکہ کو ایک بہترین ماخذ کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے جس سے ''حجت حدیث'' کا مسئلہ بھی واضح ہو جاتا ہے۔

سوال نمبر5: درج ذیل اصطلاحات کی تعریفات کریں؟

(۱) مقطوع' (۲) مضطرب' (۳) مرسل' (4) عزیز' (۵) مستدرک' (۶) معجم' (۷) اطراف۔

جواب:

اصطلاحات حدیث کی تعریفات:

اصطلاحات فن حدیث کی بالترتیب تعریفات درج ذیل ہیں:

۱-مقطوع: ایسی حدیث ہے جس میں تابعین کے اقوال' افعال اور تقریرات کا ذکر ہو۔

۲-مضطرب: وہ روایت ہے جس کی سند یا متن حدیث میں تقدیم وتاخیر یا کمی وزیادتی کی گئی ہو۔

۳-مرسل: وہ حدیث ہے جس کی سند کے اختتام سے کسی راوی کو حذف کیا گیا ہو مثلاً تابعی' صحابی کو چھوڑ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرے۔

۴-عزیز: وہ حدیث ہے جس کے دو راوی ہوں اور سلسلہ سند میں ہر دور میں کم از کم دو راوی روایت کریں۔

۵-مستدرک: وہ کتاب حدیث ہے جس میں مختلف ابواب کے تحت ان احادیث مبارکہ جمع کیا جائے جو مصنف سے چھوٹ گئی ہوں۔ مثلاً المستدرک للحاکم علی الصحیحین۔

۶-معجم: وہ کتاب حدیث ہے جس میں شیوخ کی ترتیب سے احادیث مبارکہ جمع کی گئی ہوں۔ مثلاً المعجم للطبرانی۔

۷-اطراف: وہ کتاب حدیث ہے جس میں......احادیث کا وہ حصہ ذکر کیا گیا ہو جو بقیہ پر دلالت کرے۔ پھر حدیث کے تمام طرق اور اسانید بیان کر دی گئی ہوں یا بعض کتب مخصوصہ کی اسانید بیان کی گئی ہوں۔ مثلاً اطراف الکتب الخمسۃ لابی العباس وغیرہ۔

سوال نمبر6: متن اور سند میں احکام کا فرق واضح کریں؟

جواب: متن اور سند میں احکام کا فرق:

راوی کے قوی وضعف اور طعن وجرح کا تعلق محض سند سے ہے جبکہ متن کا حکم قرآن سے ہے۔اس بات کا امکان ہے کہ کسی صحیح حدیث کو وضاح راوی بیان کرے' تو سند کے اعتبار سے ایسی روایت کو موضوع کہا جائے گا مگر بنفسہ وہ روایت موضوع نہیں ہوگی۔ جس حدیث کی سند میں وضاح راوی موجود ہو جبکہ متن حدیث کسی طریقہ سے ثابت نہ ہو تو اس حدیث کو مطلقاً موضوع کہا جائے گا۔ مثلاً امام شمس الدین ذہبی رحمۃ اللہ علیہ میزان الاعتدال میں لکھتے ہیں: حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے متعدد روایات کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حدیث ''طلب العلم فریضۃ'' موضوع ہے۔امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق سند کے اعتبار سے یہ روایت موضوع ہو سکتی ہے لیکن متن کے لحاظ سے ہرگز موضوع نہیں ہو سکتی ہے کیونکہ دیگر طرق خواہ ضعیفہ سے متن ثابت ہے۔

اسی طرح علامہ عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف تمہید میں حدیث مبارکہ ''الصلوٰۃ بسواک خیر من سبعین صلوٰۃ'' کو باطل قرار دیا ہے مگر علامہ سخاوی فرماتے ہیں یہ حکم اس خاص سند کے اعتبار سے ہو سکتا ہے نہ کہ مطلقاً۔ علیٰ ھذا القیاس حدیث ضعیف میں بھی ضعف کا حکم بلحاظ سند کے ہوتا ہے جبکہ متن حدیث کا یہ حکم نہیں ہو سکتا۔ الغرض اگر راوی ضعیف ہو تو اس کی روایات میں صحیح' ضعیف اور موضوع ہر کسی کی روایت موجود ہوتی ہیں جن سے فن جرح وتعدیل کے علماء ہر روایت کو اپنے معیار اور تحقیق کے مطابق الگ کر کے کتب احادیث مرتب کرتے ہیں کیونکہ یہ کام آسانی کے ساتھ وہی لوگ انجام دے سکتے ہیں۔

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2014ء

تیسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

القسم الاوّل: فقہ

سوال نمبر 1: (۱) حج کا لغوی واصطلاحی معنی تحریر کریں۔(۲) وجوب حج کی شرائط لکھیں؟ (۳) مواقیت حج تحریر کریں؟ (۴) ارکان حج لکھیں؟

جواب: فقہی اصطلاحات کی تعریفات:

مندرجہ بالا فقہی اصطلاح کی تعریفات ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

(۱)۔حج کا لغوی واصطلاحی معنی:

لفظ ''حج'' کا لغوی معنی قصد وارادہ کے ہیں۔شرعی اصطلاح میں حج سے مراد ارکان مخصوصہ ہیں مثلاً طواف، احرام، سعی صفا ومروہ، قیام عرفات ومزدلفہ، رمی جمار، قرآن اور طواف الوداع وغیرہ۔

(۲)۔شرائط وجوب حج:

شرائط وجوب حج درج ذیل ہیں:

(۱)۔مسلمان ہونا، (۲) دارالحرب میں ہونے کی صورت میں فرضیت حج کا علم ہونا بھی ضروری ہے۔(۳) بالغ ہونا، (۴) عاقل وباہوش ہونا، (۵) آزاد ہونا، (۶) صحت مند ہونا، (۷) زادراہ پر قدرت ہونا، (۸) وقت یعنی حج کے مہینے میں ان شرائط کا پایا جانا۔

(۳)۔مواقیت حج:

مواقیت، میقات کی جمع ہے۔جس سے مراد وہ مقام ہے جہاں سے احرام زیب تن کیے بغیر آگے بڑھنا منع ہے۔مواقیت درج ذیل ہیں:

(۱)۔ذوالحلیفہ: اہل مدینہ کے لیے۔

(۲)۔ذات عرق: اہل عراق کے لیے۔

(۳)۔جحفہ: اہل شام کے لیے۔

(۴)۔قرن: اہل نجد کے لیے۔

(۵)۔یلملم: اہل یمن کے لیے۔

(۴)۔ارکان حج:

ارکان حج چار ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) احرام، (۲) اسلام، (۳) نو (۹) ذی الحجہ کے زوال سے لے کر قربانی کی صبح تک احرام کی حالت میں میدان عرفات میں قیام کرنا۔(۴) بروقت طواف کرنا۔

سوال نمبر 2: (۱) صوم کا لغوی واصطلاحی معنی لکھیں؟ (۲) کفارہ صوم واجب کرنے والی چیزیں لکھیں؟ (۳) صدقہ فطر کے مسائل پر نوٹ لکھیں؟

جواب: (۱)۔صوم کا لغوی واصطلاحی معنی:

لفظ ''صوم'' کا لغوی معنی رکنا، باز آنا ہے۔شرعی اصطلاح میں صوم سے مراد صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے، پینے اور جماع سے رکے رہنے کا نام ہے۔

(۲)۔کفارہ واجب کرنے والی اشیاء:

کفارہ واجب کرنے والی یا جن سے کفارہ واجب ہوتا ہے، وہ اشیاء درج ذیل ہیں:

(۱)۔حالت روزہ میں سبیلین میں سے کسی ایک میں عمداً جماع کرلیا۔

(۲)۔حالت روزہ میں ایسی چیز کھا پی لی جو بطور غذا یا دواء استعمال کی جاتی ہو تو ایسے شخص پر قضاء وکفارہ دونوں واجب ہوں گے۔

(۳)۔صدقہ فطر کے مسائل:

جو شخص مسلمان، آزاد اور اتنے نصاب کا مالک ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، پر صدقہ فطر واجب ہوتا ہے۔جس شخص کی ملکیت میں کچھ مقدار کپڑے کے تھان، گھوڑے،

سامان اور ہتھیار وغیرہ ہوں ان سب کی قیمت نصاب کو پہنچ جائے تو صدقہ فطر واجب ہوگا ورنہ نہیں۔ صدقہ فطر کے وجوب کے لیے نصاب پر سال گزرنا ضروری نہیں ہے۔ گھر کا سربراہ اپنی طرف سے، اپنی نابالغ اولاد اور خدمت کے غلاموں کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرے گا۔ اپنی بیوی اور بڑی (بالغ) اولاد کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا واجب نہیں ہے، ہاں ادا کرنے کی صورت میں ادا ہو جائے گا۔ صدقہ فطر کے مصارف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں۔ وہ یہ لوگ ہیں: فقراء، مساکین، غارمین، عاملین، ابن السبیل، فی سبیل اور نومسلم لوگوں کو تالیف قلوب کی غرض سے۔

سوال نمبر3: قال ابو حنیفة رحمة الله تعالٰی علیه فی قلیل ما اخرجة الارض و کثیره العشر واجب سواء سقی سیحا اورسقته السماء الاالحطب والقصب والحشیش' وقال ابو یوسف و محمد رحمهما الله لایجب العشر الا فیما له ثمرة باقیة اذا بلغت خمسة اوسق ۔

(۱)۔ ترجمہ لکھیں' (۲) زکوٰۃ اور عشر کا لغوی و اصطلاحی معنی لکھیں؟ (۳) مصارف زکوٰۃ اور عشر تحریر کریں؟

جواب: (۱) ترجمہ عبارت:

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لکڑی، بانس اور گھاس کے علاوہ ہر وہ چیز جو زمین سے پیدا ہوتی ہے خواہ وہ قلیل مقدار میں ہو یا کثیر مقدار میں، علاوہ ازیں خواہ اسے نہر سیراب کرتی ہو یا بارش کا پانی، اس میں عشر واجب ہے۔ حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے فرمایا: عشر واجب نہیں ہوتا مگر ان اشیاء پر جن کا پھل باقی رہتا ہو بشرطیکہ ان کی مقدار پانچ وسق کو پہنچ جائے۔ (جن کا وزن اٹھائیس (28) سیر بنتا ہے۔)

(۲)۔ زکوٰۃ اور عشر کا لغوی و اصطلاحی معنی:

لفظ زکوٰۃ کا لغوی معنی پاک اور صاف کے ہیں۔ اصطلاح شرع میں زکوٰۃ سے مراد

مال انصاف سے اڑھائی فیصد کے حساب دولت یا جنس الگ کر دینا تا کہ وہ مستحقین کو پیش کی جاسکے۔

لفظ "عشر" کا لغوی معنی دس کے ہیں جبکہ اصطلاحی معنی زمین کی ہر پیداوار کا دسواں حصہ ہے جو اس کے حقدار لوگوں میں تقسیم کیا جاسکے۔

(۳)۔ مصارف زکوٰۃ:

مصارف زکوٰۃ سات ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱)۔ فقیر: جس کے پاس بالکل دولت نہ ہو۔

(۲)۔ مسکین: جس کے پاس ایک وقت کا کھانا ہو۔

(۳)۔ عامل: وہ شخص جسے زکوٰۃ کی وصولی کے لیے تعینات کیا گیا ہو۔

(۴)۔ رقاب: غلام آزاد کروانے کے لیے۔

(۵)۔ غارم: مقروض (یعنی جس پر قرضہ ہو۔)

(۶)۔ فی سبیل اللہ: جہاد وغیرہ مقاصد کے لیے خرچ کرنا۔

(۷)۔ ابن السبیل: ایسا مسافر جس کے پاس حالت سفر میں کوئی دولت نہ ہو۔

سوال نمبر4: (۱) نماز جنازہ کے ارکان لکھیں؟ (۲) صلوٰۃ الخوف کب اور کیسے پڑھی جاتی ہے؟ (۳) نمازوں کے اوقات مستحبہ تحریر کریں؟

جواب: (۱)۔ نماز جنازہ کے ارکان:

نماز جنازہ کے ارکان دو ہیں: (۱) تکبیرات اربعہ (۲) قیام۔

(۲)۔ صلوٰۃ الخوف کا طریقہ:

صلوٰۃ الخوف سے مراد وہ نماز ہے جو دشمن کے خوف اور جلنے کے خوف وغیرہ کے سبب پڑھی جاتی ہے۔ اس کے ادا کرنے کا طریقہ درج ذیل ہے:

امام نمازیوں کے دو گروپ بنائے ایک دشمن کے مقابلے میں تعینات ہو اور دوسرے کو نماز پڑھائے۔ اس گروپ کو ایک رکعت دو سجدوں کے ساتھ پڑھائے۔ جب امام سجدہ سے

فارغ ہوتو یہ گروپ دشمن کے مقابل چلا جائے اور دوسرا گروپ آ جائے۔ امام اس گروپ کو ایک رکعت دو سجدوں کے ساتھ پڑھائے پھر امام خود تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے گا جبکہ یہ (دوسرا گروپ) سلام پھیرے بغیر دشمن کے سامنے چلا جائے گا۔ پہلا گروپ آ کر بغیر قرأت کے ایک رکعت دو سجدوں کے ساتھ اور تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے گا پھر یہ دشمن کے مقابل چلے جائیں۔ پھر دوسرا گروپ آ کر ایک رکعت دو سجدوں کے ساتھ اور قرأت کرتے ہوئے الگ الگ نماز ادا کریں گے۔ پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیر دیں گے۔ اگر امام مقیم ہو تو دونوں گروہوں کو دو دو رکعت پڑھائے گا۔ نماز مغرب پڑھاتے وقت پہلے گروپ کو دو رکعت اور دوسرے گروہ کو ایک رکعت پڑھائے گا۔ اگر لڑائی گھسان کی ہو تو امام مجاہدین کو باجماعت نماز نہیں پڑھائے گا۔ بلکہ کسی بھی طرف منہ کر کے عین لڑائی کے دوران مجاہدین نماز ادا کریں گے۔

(۳)۔نمازوں کے اوقات مستحبہ:

نماز پنجگانہ کے اوقات مستحبہ درج ذیل ہیں:

۱۔نماز فجر: نماز فجر ہر موسم میں تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے کیونکہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ تم نماز فجر اجالے میں ادا کرو اس لیے کہ اس کا ثواب زیادہ ہے۔

۲۔نماز ظہر: موسم گرما میں نماز ظہر کو ٹھنڈا کر کے یعنی تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے جبکہ موسم سرما میں جلدی سے ادا کرنا مستحب ہے۔ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ تم نماز ظہر کو ٹھنڈا کرو اللہ تعالیٰ تمہاری قبر کو ٹھنڈا کرے گا۔

۳۔نماز عصر: ہر موسم میں نماز عصر کو تاخیر سے ادا کرنا مستحب ہے، بشرطیکہ مکروہ وقت شروع نہ ہو۔

۴۔نماز مغرب: ہر موسم میں نماز مغرب کو جلدی سے ادا کرنا مستحب ہے۔

۵۔نماز عشاء: ہر موسم میں نماز عشاء تاخیر سے ادا کرنا مستحب ہے۔

القسم الثانی: اصولِ فقہ

سوال نمبر 5: (۱) اصول فقہ کتنے ہیں؟ وجہ حصر بیان کریں۔ (۲) کتاب اللہ کی تعریف لکھیں؟ (۳) وحی کی تعریف، اقسام اور اقسام میں فرق بیان کریں؟

جواب:

(۱)۔اصول فقہ اور ان کی وجہ حصر:

اصول فقہ چار ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) کتاب اللہ، (۲) سنت رسول، (۳) اجماع، (۴) قیاس۔

اصول فقہ کی وجہ حصر درج ذیل ہے:

فقہی دلائل میں اگر وحی جلی ہو تو کتاب اللہ ہوگی، اگر دلیل وحی خفی ہو تو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوگی۔ اگر دلیل غیر وحی ہو تو اس پر سب کا اتفاق ہوگا تو اجماع ورنہ قیاس ہوگا۔

(۲)۔کتاب اللہ کی تعریف:

کتاب اللہ کی تعریف بایں الفاظ کی گئی ہے:

هو اللفظ المنزل على محمد صلى الله عليه وسلم المنقول عنه بالتواتر المتعبد بتلاوته ۔ (وہ عظیم الفاظ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارے گئے ہوں اور ہم تک تواتر کے ساتھ پہنچے ہوں اور ان کی تلاوت عبادت کا درجہ رکھتی ہو۔)

(۳)۔وحی کی تعریف، اقسام اور ان میں فرق:

وحی: لفظ وحی کا لغوی معنی ہے اشارہ کرنا جبکہ اصطلاح شرع سے مراد وہ کلام ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے انبیاء پر اتارا جاتا ہے یا اولیاء وصالحین کے قلوب پر القاء کیا جاتا ہے۔ یہ کبھی فرشتہ کے واسطہ سے ہوتی ہے جو دکھائی دیتا ہے کبھی دکھائی نہیں دیتا یا کسی کے واسطہ کے بغیر سنا جاتا ہے جیسے شب معراج میں اللہ تعالیٰ اور رسول اعظم علیہ السلام کی باہم گفتگو۔

اقسام وحی دو ہیں:

(۱)-وحی جلی جیسے قرآن کریم۔

(۲)-وحی خفی جیسے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔

وحی کی دونوں اقسام میں کیے اعتبار سے فرق کیا گیا ہے۔جن میں سے مشہور پانچ اقسام درج ذیل ہیں:

۱-وحی جلی کو بغیر وضو کے چھونا حرام ہے۔

۲-وحی جلی کا اجر یہ ہے کہ اس کے ہر حرف پڑھنے پر دس نیکیاں عطا کی جاتی ہیں۔

۳-نماز میں محض وحی جلی کی تلاوت کی جا سکتی ہے۔

۴-وحی جلی کے بیان کرتے وقت من وعن نقل کرنا ضروری ہوتا ہے۔

۵-وحی جلی کے مضامین اور الفاظ دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔

سوال نمبر 6:

(۱)-نہی کا لغوی معنی اور اصطلاحی معنی تحریر کریں؟

(۲)-قبح کے اعتبار سے منہی عنہ کی اقسام مع تعریفات لکھیں؟

(۳)-مطلق ومقید میں سے ہر ایک کی تعریف، مثال اور حکم بیان کریں؟

جواب:

(۱)-نہی کا لغوی واصطلاحی معنی:

لفظ ''نہی'' کا لغوی معنیٰ رکنا، منع کرنا۔جبکہ اصطلاح شرع میں اس سے مراد وہ کلمہ ہے جس سے ترک فعل لازم ہو جائے مثلاً لا تقل لھما اف (تم اپنے والدین کو اف تک نہ کہو۔)

(۲)-نہی کے اعتبار سے منہی عنہ کی اقسام اور ان کی تعریفات:

قبح کے اعتبار سے منہی عنہ کی دو اقسام ہیں جن کی تعریفات درج ذیل ہیں:

۱-قبح لعینہ:

وہ منہی عنہ ہے جس میں قبح غیر کی طرف سے نہ ہو۔اس کی پھر دو اقسام ہیں جو درج

ذیل ہیں:

۱-قبح لعینہ وصفاً: جس کی قباحت عقلاً بھی ظاہر ہو اور نہی سے بھی جیسے کفر منعم ومحسن، عقلی اعتبار سے بھی معیوب ہے۔

۲-قبح لعینہ شرعاً: جس میں قبح شرعاً تو ہو مگر عقلاً نہ ہو مثلاً آزاد شخص کی خرید وفروخت کا حکم۔

۲-قبح لغیرہ:

وہ کلمہ جس میں قبح امر خارج کی وجہ سے ہو۔

قبح لغیرہ کی بھی دو اقسام ہیں:

۱-قبح لغیرہ وصفاً: وہ لفظ ہے جس میں قبح غیر کے سبب سے ہو اور منہی عنہ الگ نہ ہو مثلاً یوم نحر کا روزہ رکھنا۔نفس روزہ میں کوئی قباحت نہیں ہے لیکن یوم ضیافت ہونے کی وجہ سے منع ہے۔

۲-قبح لغیرہ مجاوراً: وہ کلمہ ہے جس میں قبح غیر سے آئے مگر وہ اس سے لازم نہ ہو مثلاً اذان جمعہ کے بعد خرید وفروخت کا حکم۔

۳-مطلق ومقید کی تعریفات مع امثلہ:

مطلق ومقید کی تعریفات مع امثلہ درجہ ذیل ہیں:

۱-مطلق کی تعریف:

وہ لفظ ہے جو ذات مدلول کو ظاہر کرے مگر اس میں صفات کا اعتبار نہ ہو مثلاً رسول، رقبہ۔

۲-حکم مطلق:

یہ اپنے اطلاق پر رہتا ہے، یہ قطعی ہوتا ہے اور اس کی تقیید وتخصیص صرف نص قطعی سے ہو سکتی ہے مثلاً وضو کے لیے اعضاء کو دھونے کا حکم ہے: فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ (پس تم اپنے چہرے اور اپنے ہاتھوں کو دھوؤ۔) اعضاء وضو میں تسمیہ اور ترتیب ضروری نہیں

ہے۔

مقید کی تعریف اوراس کا حکم:

مقید وہ لفظ ہے جو ذات مدلول کو ظاہر کرے اور مع وصف دلالت کرے مثلاً رَجُلٌ بَغْدَادِیٌّ۔

کفارہ قسم یوں بیان فرمایا گیا ہے: فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ ۔ یعنی گردن آزاد کرنا ہے جبکہ کفارہ قتل میں رقبہ مومنہ مراد ہے ۔ فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۔ (کفارہ قتل میں مومن گردن آزاد کرنی ہوگی۔) اس میں اس قید کو پیش نظر رکھا جائے گا کہ کفارہ قتل میں مومن غلام کی آزادی ہوگی۔

سوال 7: درج ذیل اصطلاحات کی تعریفات لکھیں؟

(۱)۔ مقیس علیہ، (۲) اجماع سکوتی، (۳) افعال تشریعیہ، (۴) مشہور، (۵) بیان تغییر، (۶) دلالۃ النص، (۷) مشکل، (۸) محکم، (۹) کنایہ، (۱۰) مؤول۔

جواب: اصطلاحات کی تعریفات:

مندرجہ بالا اصطلاحات کی تعریفات درج ذیل ہیں:

۱۔ مقیس علیہ:

وہ اصل ہے، جس پر قیاس کیا گیا ہو مثلاً حرمت شراب۔

۲۔ اجماع سکوتی:

کوئی ایک مجتہد کوئی حکم بیان کرے یا عمل کرے جبکہ دیگر اہل الرائے اس پر مطلع ہونے کے باوجود خاموشی اختیار کریں۔

۳۔ افعال تشریعیہ:

وہ افعال ہیں جن کا مقصد امت کو شرعی تعلیم دینا ہو۔

۴۔ مشہور:

وہ حدیث ہے کہ عہد صحابہ میں جس کے راوی چند ہوں مگر تابعین اور تبع تابعین کے

دور میں ان کی تعداد حد تواتر کو پہنچ جائے۔

۵۔ بیان تغییر:

متکلم اپنے بیان کے ذریعے اپنے کلام سابق کے مفہوم کو بدل ڈالے یا کسی کلام کے بعد شرط یا حرف استثناء لا کر تبدیلی کی جائے جیسے انت طالق ان دخلت الدار ۔ (شوہر اپنی بیوی سے کہے کہ اگر میں گھر میں داخل ہوا تو تجھے طلاق ہے۔)

۶۔ دلالۃ النص:

عبارت میں مذکور لفظ حکم کی علت پر دلالت کرے۔ مثلاً لاتقل لھما اف ۔

۷۔ مشکل:

وہ لفظ ہے جس میں متعدد معانی کا احتمال ہونے کی وجہ سے ابہام ہو جسے دور کرنے کے لیے نظر وفکر سے کام لیا جائے۔ مثلاً: وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ (طلاق یافتہ خواتین تین طہر تک اپنے آپ کو ٹھہرائی رکھیں۔) لفظ قروء میں متعدد معانی کا احتمال ہے۔ حیض اور طہر۔

۸۔ کنایہ:

ایسا لفظ ہے جس کا معنیٰ واضح نہ ہو بلکہ کسی قرینہ سے معنیٰ کا تعین ہو۔

۹۔ مؤول:

ایسا لفظ ہے جو معنیٰ کے اعتبار سے مشترک ہو اور اس کا معنیٰ ظن غالب کے سبب مراد لیا جائے جیسے: "وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ ۔" یہاں قروء سے مراد حیض بھی ہو سکتا ہے اور طہر بھی۔

☆☆☆☆☆

﴿درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2014ء﴾

چوتھا پرچہ: نحو

القسم الاوّل: ہدایۃ النحو

سوال 1: علم نحو کی تعریف، موضوع اور غرض بیان کریں؟ نیز مصنف ہدایۃ النحو کا نام کیا ہے؟

جواب: علم نحو کی تعریف، موضوع اور غرض:

علم نحو کی تعریف، موضوع اور غرض درج ذیل ہے:

تعریف:

علم نحو ان قواعد کے جاننے کا نام ہے جن کے سبب تینوں کلمات اسم، فعل اور حرف کی باہم ترکیب کا اسلوب اور اعراب کے اعتبار سے آخر کے حالات معلوم ہوں۔

موضوع:

علم نحو کا موضوع کلمہ اور کلام ہے۔

غرض وغایت:

عربی زبان میں اعراب کی غلطی سے بچنا ہے۔

ہدایۃ النحو کے مصنف کا نام:

کتاب "ہدایۃ النحو" کے مصنف کا نام شیخ سراج بن عثمان ہے۔

سوال 2: فَحَدُّ الْإِسْمِ كَلِمَةٌ تَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِيْ نَفْسِهَا غَيْرَ مُقْتَرِنٍ بِاَحَدِ الْاَزْمِنَةِ الثَّلٰثَةِ اَعْنِي الْمَاضِيَ وَالْحَالَ وَالْاِسْتِقْبَالَ۔

(۱)۔ مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور عبارت پر اعراب لگائیں؟

(۲)۔ مذکورہ عبارت میں فعل کی تعریف کی گئی ہے یا اسم؟ اگر فعل کی ہے تو فعل کی علامات اور وجہ تسمیہ بیان کریں؟ اگر اسم کی ہے تو اسم کی علامات اور وجہ تسمیہ بیان کریں؟

جواب: (۱)۔ عبارت پر (اوپر) اعراب لگا دیے گئے ہیں جبکہ اس کا ترجمہ درج ذیل ہے:

اسم وہ کلمہ ہے جو از خود معنیٰ بتائے اور اس میں تینوں زمانوں ماضی، حال اور مستقبل میں سے کوئی زمانہ نہ پایا جائے۔

(۲)۔ اسم کی علامات اور وجہ تسمیہ:

مندرجہ بالا عبارت میں اسم کی تعریف کی گئی ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ "سمو" سے بنا ہے اور اس کا معنی ہے بلندی، چونکہ یہ بھی اپنے مقابلین (فعل اور حرف) سے بلند ہے کیونکہ اسم اکیلے سے کلام بن سکتا ہے جبکہ اس کے مقابلین میں سے کسی ایک سے کلام نہیں بن سکتا۔

علامات اسم گیارہ ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱)۔ مسند ہو مثلاً زَيْدٌ قَائِمٌ، (۲) مضاف ہو مثلاً غُلَامُ زَيْدٍ، (۳) شروع میں الف لام ہو مثلاً اَلْحَمْدُ، (۴) شروع میں حرف جار ہو مثلاً بِزَيْدٍ، (۵) آخر میں تنوین ہو مثلاً كِتَابٌ، (۶) تثنیہ ہو مثلاً رَجُلَانِ، (۷) جمع ہو مثلاً رِجَالٌ، (۸) موصوف ہو مثلاً جَاءَ نِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ، (۹) مصغر ہو مثلاً قُرَيْشٌ، (۱۰) منادیٰ ہو مثلاً يَا رَجُلُ، (۱۱) آخر میں علامت تانیث ہو مثلاً عَائِشَةُ۔

سوال نمبر 3: (۱) اسم معرب اور اسم مبنی میں سے ہر ایک کی تعریف اور حکم مع مثال بیان کریں؟ (۲) درج ذیل اسماء کا اعراب مع امثلہ بیان کریں؟

(۱) غیر منصرف، (۲) جمع مؤنث سالم، (۳) اسم مقصور، (۴) اسم منقوص، (۵) اسماء ستہ مکبرہ۔

جواب: (۱)۔ اسم معرب و اسم مبنی کی تعریف اور حکم مع امثلہ:

اسم معرب وہ اسم ہے جو مبنی الاصل کے مشابہ نہ ہو اور مختلف عوامل کے آنے سے اس

کااعراب تبدیل ہوجائے مثلاً جَاءَ زَیْدٌ، رَاَیْتُ زَیْدًا مَرَرْتُ بِزَیْدٍ۔

• اسم مبنی: وہ اسم ہے جو مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت رکھے اور مختلف عوامل کے آنے سے اس کا اعراب تبدیل ہوجائے گا مثلاً جَاءَنِیْ هٰؤُلَاءِ رَاَیْتُ هٰؤُلَاءِ مَرَرْتُ بِهٰؤُلَاءِ۔

(۲)۔مذکورہ اسماء کا اعراب مع امثلہ:

مذکورہ اسماء کا بالترتیب اعراب مع امثلہ درج ذیل ہیں:

(۱)۔غیر منصرف: اس کا اعراب رفع ضمہ لفظی سے اور نصب وجر فتح لفظی سے آتا ہے مثلاً: جَاءَ اَحْمَدُ رَاَیْتُ اَحْمَدَ مَرَرْتُ بِاَحْمَدَ۔

(۲)۔جمع مؤنث سالم: رفع ضمہ لفظی سے اور نصب وجر کسرہ لفظی سے آتا ہے مثلاً جَاءَنِیْ مُسْلِمَاتٌ رَاَیْتُ مُسْلِمَاتٍ مَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ۔

(۳)۔اسم مقصور: اس کا رفع ضمہ تقدیری سے، نصب فتح تقدیری سے اور جر کسرہ تقدیری سے آتا ہے۔مثلاً جَاءَنِیْ مُوْسٰی رَاَیْتُ مُوْسٰی مَرَرْتُ بِمُوْسٰی۔

(۴)۔اسم منقوص: رفع ضمہ تقدیری، نصب فتح لفظی سے اور جو کسرہ تقدیری سے آتا ہے۔مثلاً جَاءَ الْقَاضِیْ رَاَیْتُ الْقَاضِیَ مَرَرْتُ بِالْقَاضِیْ۔

(۵)۔اسماء ستہ مکبرہ: رفع واؤ لفظی سے، نصب الف لفظی سے اور جر یاء لفظی سے آتا ہے: مثلاً جَاءَنِیْ اَبُوْكَ رَاَیْتُ اَبَاكَ مَرَرْتُ بِاَبِیْكَ۔

سوال ۴(الف): مرفوعات کل کتنے اور کون کون سے ہیں؟ کسی ایک کی تعریف اور مثال بیان کریں؟

(ب) منصوبات کل کتنے ہیں اور کون کون سے ہیں؟ کسی ایک کی تعریف مع مثال بیان کریں؟

جواب: (۱)۔مرفوعات اور ان کی تعداد اور ایک کی تعریف ومثال:

مرفوعات کی کل تعداد آٹھ ہے جو درج ذیل ہیں:

(۱) فاعل، (۲) مفعول مالم یسم فاعلہ، (۳) مبتداء، (۴) خبر، (۵) اِنَّ اور اس کے

بھائیوں کی خبر، (۶) کَانَ اور اس کے بھائیوں کا اسم، (۷) مَاوَلَا مشبھتین بِلَیْسَ کا اسم، (۸) لائے نفی جنس کی خبر۔

فاعل کی تعریف ومثال:

وہ اسم ہے جس سے پہلے فعل یا شبہ فعل ہو اور وہ اس کی طرف مسند ہو اس طریقے سے کہ اس کے ساتھ قائم ہو مثلاً قَامَ زَیْدٌ۔ زَیْدٌ ضَارِبٌ اَبُوْهُ۔

(۲)۔منصوبات، ان کی تعداد اور ایک کی تعریف معہ مثال:

کل منصوبات بارہ ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) مفعول مطلق، (۲) مفعول بہ، (۳) مفعول فیہ، (۴) مفعول لہ، (۵) مفعول معہ، (۶) حال، (۷) تمیز، (۸) مستثنیٰ، (۹) کَانَ اور اس کے بھائیوں کی خبر، (۱۰) لائے نفی جنس کا اسم، (۱۱) اِنَّ اور اس کے بھائیوں کا اسم، (۱۲) مَاوَلَا مشبھتین بِلَیْسَ۔

مفعول بہ مع مثال:

وہ مفعول ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو مثلاً ضَرَبَ زَیْدٌ خَالِدًا۔

سوال نمبر5: درج ذیل اصطلاحات کی تعریفات مع امثلہ تحریر کریں؟

(۱) مبتداء کی قسم ثانی، (۲) مفعول مالم یسم فاعلہ، (۳) تابع بدل، (۴) اضافت معنویہ۔

جواب: مندرجہ بالا اصطلاحات کی تعریفات مع امثالہ درج ذیل ہیں۔

(۱)۔مبتداء کی قسم ثانی:

حرف استفہام کے بعد واقع ہونے والا صیغہ صفت جو اسم ظاہر کو رفع دے مثلاً اَقَائِمٌ نِ الزَّیْدَانِ میں لفظ قَائِمٌ ہے یہ مبتداء کی قسم ثانی ہے۔

(۲)۔مفعول مَالَمْ یُسَمَّ فاعلہ:

اس فعل کا مفعول جس کا فاعل بیان نہ کیا گیا ہو یا فاعل کو حذف کرکے مفعول بہ کو اس کے قائم مقام کردیا جائے۔مثلاً ضُرِبَ زَیْدٌ۔

(۳)۔تابع بدل:

وہ دوسرا لفظ ہے جس پر پہلے لفظ کا اعراب ہو اور اعراب بھی ایک جہت سے ہو مثلاً جَاءَنِیْ زَیْدٌ نِ الْعَالِمُ میں لفظ اَلْعَالِمُ۔

(۴)۔اضافت معنویہ:

اپنے معمول کی طرف مضاف ہونے والا صیغہ صفت نہ ہو مثلاً غُلَامُ زَیْدٍ۔

القسم الثانی: شرح مائۃ عامل

سوال نمبر 6: حروف جارہ کتنے اور کون سے ہیں؟ ان کا عمل مع مثال کریں؟

جواب:

حروف جارہ، ان کی تعداد اور عمل ومثال:

حروف جارہ سترہ ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) باء، (۲) تاء، (۳) کاف، (۴) لام، (۵) واو، (۶) مُذْ، (۷) مُنْذُ، (۸) خلاَ، (۹) رُبَّ، (۱۰) حَاشَا، (۱۱) مِنْ، (۱۲) عَدا، (۱۳) فِیْ، (۱۴) عَنْ، (۱۵) عَلٰی، (۱۶) حَتّٰی، (۱۷) اِلٰی۔

حروف جارہ کا عمل یہ ہے کہ یہ اسم پر داخل ہو کر اسے جر دیتے ہیں مثلاً اَلْمَالُ لِزَیْدٍ۔ مال زید کے لیے ہے۔

سوال: 7-شرح مائۃ عامل کی روشنی میں حرف باء کے کتنے کون کونسے معانی ہیں؟ کسی ایک کی مثال بیان کریں؟

جواب: حرف کے معانی اور مثال:

کتاب شرح مائۃ عامل کی روشنی میں حرف جر باء نو (۹) معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے اور وہ معانی درج ذیل ہیں:

(۱) الصاق، (۲) استعانت، (۳) تعلیل، (۴) مصاحبت، (۵) تقدیر، (۶) مقابلہ، (۷) قسم، (۸) استعطاف، (۹) ظرفیت۔

استعانت کی مثال:

کتبت بالقلم (میں نے قلم کی مدد سے لکھا۔)

سوال نمبر 8: درج ذیل عبارت کا ترجمہ کریں اور عوامل کی تعداد تفصیلاً بیان کریں؟

فاللفظية منها على ضربين سماعية وقياسية ۔

جواب:

ترجمہ عبارت:

پس لفظی عوامل کی دو اقسام ہیں: (۱) سماعی (۲) قیاسی۔

تعداد عوامل کی تفصیل:

بنیادی طور پر عوامل کی دو اقسام ہیں: (۱) عوامل لفظی اور (۲) عوامل معنوی۔

عوامل لفظی کی دو قسام ہیں:

(۱) سماعی (۲) قیاسی۔

سماعی عوامل کی تعداد کیانوے (۹۱) ہے۔ قیاسی عوامل کی تعداد سات (۷) ہے۔

عوامل معنوی دو (۲) ہیں۔ اس طرح کل عوامل نحو ایک سو (۱۰۰) ہوئے۔

سوال نمبر 9: درج ذیل جملوں کی ترکیب نحوی کریں؟

(۱) – اِنَّمَا اِلٰـهُكُمْ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ ۔

(۲) – كَتَبْتُ بِالْقَلَمِ ۔

(۳)– بِاللّٰهِ لَاَفْعَلَنَّ كَذَا ۔

(۴)– النوع الاول حروف تجر الاسم ۔

(۵)– زَيْدٌ عَلَى السَّطْحِ ۔

جواب: مندرجہ بالا جملوں کی ترکیب نحوی درج ذیل ہے:

۱-اِنَّمَا اِلٰـهُكُمْ اِلٰـهٌ وَّاحِدٌ: (بیشک تمہارا معبود ایک معبود ہے۔) اِنَّ حرف مشبہ

بالفعل مبنی بر فتح لکفوف عن العمل، ما کافہ مبنی علی السکن، الٰہ: مفرد منصرف صحیح بہ اعراب لفظی مرفوع لفظاً مضاف کُـمْ: ضمیر جمع مذکر حاضر مجرور محلاً مضاف الیہ مضاف با مضاف الیہ مل کر مبتداء۔ الہ : مفرد منصرف صحیح بہ اعراب لفظی مرفوع لفظاً موصوف، وَاحِدٌ: مفرد منصرف صحیح بہ اعراب لفظی مرفوع لفظاً صفت، موصوف با صفت خبر ہوئی مبتداء کی۔ مبتداء اور خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

۲-کَتَبْتُ بِالْقَلَمِ: (میں نے قلم کی مدد سے لکھا) کَتَبْتُ: صیغہ واحد متکلم فعل ماضی معروف ثلاثی مجرد صحیح از نَصَرَ یَنْصُرُ ھُوَ ۔ ضمیر مرفوع متصل فاعلش۔ باء: حرف جارہ مبنی علی الکسر مبنیات اصلیہ سے برائے استعانت۔ القلم: مفرد منصرف صحیح ثلاثی مجرد بہ اعراب لفظی مجرور لفظاً (مجرور با جار متعلق ہوا ظرف لغو کَتَبْتُ کے کَتَبْتُ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

۳-بِاللهِ لَاَفْعَلَنَّ کَذَا: (قسم بخدا میں ایسا ضرور کروں گا۔) با حرف جر مبنی علی الکسر مبنیات اصلیہ سے۔ لفظ اللہ: اسم جلالت مفرد منصرف صحیح بہ اعراب لفظی مجرور لفظاً، جار با مجرور متعلق ہوا ظرف مستقر کے جو اُقْسِمُ ہے۔ اُقْسِمُ صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معروف ثلاثی مزید فیہ از باب افعال، اَنَا ضمیر مرفوع مضمر فاعلش، اُقْسِمُ فعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

لَاَفْعَلَنَّ: صیغہ واحد متکلم فعل مضارع معروف ثلاثی مجرد با نون ثقیلہ، اَنَا ضمیر پوشیدہ مرفوع محلاً فاعلش۔ کَذَا: اسم کنایہ منصوب محلاً مفعول بہ۔ لَاَفْعَلَنَّ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

۴-النوع الاول حروف تجر الاسم: لفظ النوع مفرد منصرف صحیح بہ اعراب لفظی مرفوع لفظاً موصوف، الاول: مفرد منصرف صحیح بہ اعراب لفظی مرفوع لفظاً صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مبتداء، حروف: اسم جمع منصرف بہ اعراب لفظی موصوف تَجُرُّ: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مجرد مضاعف ثلاثی، ھی ضمیر پوشیدہ فاعلش، الاسم: مفرد منصرف صحیح بہ اعراب لفظی منصوب لفظاً مفعول ہے۔ لفظ تجر فعل اپنے فاعل اور مفعول

بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مرفوع محلاً ہو کر صفت ہوئی ''حروف'' کی، موصوف اپنی صفت سے مل کر خبر ہوئی مبتداء کی مبتداء اور خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

۵-زَیْدٌ عَلَی السَّطْحِ: (زید چھت پر ہے) زَیْدٌ: مفرد منصرف صحیح ثلاثی مجرد بہ اعراب لفظی مرفوع لفظاً مبتداء۔ عَلٰی: حرف جارہ مبنی علی السکون مبنیات اصلہ سے اَلسَّطْح : مفرد منصرف صحیح ثلاثی مجرد بہ اعراب لفظی مجرور لفظاً، مجرور با جار ملکر متعلق ہوا ظفر مستقر ثَابِتٌ کے، ثابت صیغہ واحد مذکر اسم فاعل ثلاثی مجرد ھُو ضمیر مستر با علش، ثَابِتٌ اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ جملہ اسمیہ ہو کر خبر ہوئی مبتداء کی، مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

☆☆☆☆☆

﴿درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2014ء﴾

پانچواں پرچہ: عربی ادب و منطق

حصہ اولیٰ: ادب عربی

سوال نمبر 1: درج ذیل اجزاء کا اردو ترجمہ کریں اور خط کشیدہ الفاظ کی لغوی تحقیق لکھیں؟

(الف): فَاسْتَتِمُّوْا مَوْعِدَ اللهِ اِيَّاكُمْ وَاَطِيْعُوْهُ فِيْمَا فَرَضَ عَلَيْكُمْ وَاِنْ عَظُمَتْ فِيْهِ الْمُؤْوْنَةُ وَاشْتَدَّتْ فِيْهِ الرَّزِيَّةُ وَبَعُدَتْ فِيْهِ الشُّقَّةُ وَفُجِعْتُمْ o فِيْ ذٰلِكَ بِالْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ فَاِنَّ ذٰلِكَ يَسِيْرٌ فِيْ عَظِيْمِ ثَوَابِ اللهِ o

(ب) لَقَدْ اَحْبَبْتُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخُلُوِّ نَفْسِهٖ مِنَ الرِّيَاءِ وَالنِّفَاقِ وَبَرَاءَتِهَا مِنَ التَّصَنُّعِ ، وَالطَّمْعِ وَحُبِّ الدُّنْيَا . لَقَدْ كَانَ مُنْفَرِدًا بِنَفْسِهِ الْعَظِيْمَةِ وَخَالِقِ الْكَوْنِ وَالْكَائِنَاتِ وَقَدْ رَاٰى سِرَّ الْوُجُوْدِ يَسْطَعُ اِمَامَ عَيْنَيْهِ بِاَهْوَالِهٖ وَمُحَاسِنِهٖ .

(ج) اَيُّهَا النَّاسُ ! اِنَّكُمْ لَمْ تُخْلَقُوْا عَبَثًا وَلَمْ تُتْرَكُوْا سُدًى وَاِنَّ لَكُمْ مَعَادًا يَحْكُمُ اللهُ بَيْنَكُمْ فِيْهِ فَخَابَ وَخَسِرَ مَنْ خَرَجَ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ الَّتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ وَحُرِّمَ الْجَنَّةَ الَّتِيْ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْاَمَانَ غَدًا لِمَنْ خَافَ اللهَ الْيَوْمَ .

جواب: (الف) ترجمہ: پس تم اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے اپنے وعدہ کو پورا کرو اور اس کی اطاعت کرو اس معاملے میں جو اس نے تم پر ضروری قرار دیا، خواہ

اس میں زیادہ مشقت ہو اور منزل مقصود دور ہو۔ اس کے ایفاء میں خواہ تمہیں مالی اور جانی نقصان بھی اٹھانا پڑے۔ بیشک اللہ تعالیٰ کے بڑے ثواب کے مقابل آسانی ہے۔

خط کشیدہ الفاظ کے لغوی تحقیق:

۱-اِسْتَتِمُّوْا: (تم پورا کرو) صیغہ جمع مذکر حاضر ہو فعل امر حاضر معروف ثلاثی مزید فیہ از باب استفعال۔

۲-فُجِعْتُمْ: (تم پریشانی میں ڈالے جاؤ) صیغہ جمع مذکر حاضر فعل ماضی حاضر مجہول ثلاثی مجرد از باب فَتَحَ يَفْتَحُ۔

۳-یسیر: (مصدر) آسانی، سہولت۔

(ب): میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب اس لیے کیا ہے کہ ان میں ریاکاری اور دھوکا دہی کا نام تک نہیں تھا، ان کی ذات تصنع، لالچ اور حب دنیا سے پاک ہے۔ البتہ آپ کی ذات عظیم اور اپنے خالق کے ساتھ تعلق کے سبب ممتاز ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تخلیق کائنات کے اسرار اپنی آنکھوں سے ملاحظہ فرمائے اور اس کے اوصاف و محاسن ملاحظہ کیے۔

خط کشیدہ الفاظ کے لغوی تحقیق:

۱-براء: (مصدر) پاک ومنزہ ہونا۔

۲-يُسْطَعُ: صیغہ وہ مذکر غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مجرد صحیح از باب فَتَحَ يَفْتَحُ، نمایاں ہونا، چمکنا۔

۳-مُحَاسِنُ: خوبیاں، نیکیاں، اوصاف حسنہ کی جمع ہے۔

(ج): اے لوگو! بیشک تم بے فائدہ پیدا نہیں کیے گئے اور نہ تمہیں بے کار رکھا گیا ہے۔ یقیناً تمہارے لیے وعدہ کا ایک دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ تمہارے

درمیان فیصلہ کرے گا۔ جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہا وہ یقیناً خسارے میں ہے جبکہ اس کی رحمت ہر چیز کو محیط ہے اور وہ اس جنت سے محروم رہے گا جس کی چوڑائی زمین وآسمان کے برابر ہے۔ یہ جان لو کہ جو شخص آج ڈرتا ہے کل امن وحفاظت اس کے لیے ہے۔

خط کشیدہ الفاظ کے لغوی تحقیق:

۱-لَمْ تُتْرَكُوْا: صیغہ جمع مذکر حاضر فعل نفی جحد مجہول ثلاثی مجرد صحیح از باب نَصَرَ يَنْصُرُ ۔ (تم نہ چھوڑے گئے)

۲-يَحْكُمُ: (اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے گا۔) صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مجرد صحیح از باب نَصَرَ يَنْصُرُ ۔

۳-اِعْلَمُوْا: (تم جان لو) صیغہ جمع مذکر حاضر فعل امر حاضر معروف ثلاثی مجرد از باب فَعِلَ يَفْعَلُ۔

سوال نمبر 2: درج ذیل اجزاء کا ترجمہ تحریر کریں؟

(۱)- المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضاثم شبك بين اصابعه ۔

(۲)- والذى نفسى بيده! لايؤمن احدكم حتى اكون احب اليه من والده وولده والناس اجمعين ۔

(۳)- افة العلم النسيان واضاعته ان تحدث به غير اهله ۔

(۴) - المؤمن مرأة المؤمن والمؤمن اخوالمؤمن يكف عنه ضيعته ويحوطه من ورائه ۔

(۵)- اياك وكثرة الضحك فانه يميت القلب ويذهب بنور الوجه ۔

(۶)- خيركم من تعلم القرآن وعلمه ، طلب العلم فريضة علىٰ كل مسلم ومسلمة ۔

جواب:

ترجمہ اجزاء عربیہ:

(۱)-ایک مومن دوسرے مومن کے لیے مثل دیوار کی ہے جس کا ایک حصہ، دوسرے حصہ کو مضبوط کرتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیں۔

(۲)-اس ذ[illegible] کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم میں سے اس وقت کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اسے اس کے باپ، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ بن جاؤں۔

(۳)-علم کا نقصان اسے بھلا دینا ہے اور اس کا ضیاع یہ ہے کہ نا اہل کو تعلیم دی جائے۔

(۴)- ایک مومن دوسرے مومن کے لیے آئینہ کی مثل ہے، ایک مومن، دوسرے مومن کا بھائی ہے جو اسے برباد ہونے سے بچاتا ہے اور اس کی غیر موجودگی میں اس کی حفاظت کرتا ہے۔

(۵)-تم زیادہ ہنسنے سے بچو کیونکہ یہ دل کو مردہ کر دیتا ہے اور اس سے چہرہ کی رونق ختم ہوجاتی ہے۔

(۶)-تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس نے قرآن خود سیکھا اور دوسروں کو سکھا۔ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔

سوال نمبر 3: درج ذیل جملوں کا عربی میں ترجمہ کریں؟

(۱)- کیا آپ کو کوئی لطیفہ یاد ہے؟ (۲) پاکستان ایک جمہوری اور آزاد ملک ہے، (۳) ہماری یہ زندگی بے کار نہیں ہے، (۴) انسان کی زبان قابو میں ہونا چاہیے، (۵) آپ کس درجہ میں سفر کرنا چاہتے ہیں؟ (۶) ٹیلی وژن عجیب وغریب ایجادات میں سے ہے، (۷) دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے۔ (۸) یقیناً صحت اور روزی محنت میں ہے۔

جواب:

اردو فقرات کا عربی میں ترجمہ:

(۱) هل تستحضر لطيفة؟(۲) باكستان دولة جمهورية حرية'

(۳)ليست حياتنا هٰذه عبثا'(۴) ولتكن لسان الانسان محفوظاً'

(۵) فى اى حصة تـ يدان تسافر' (۶) التلفزيون مين المخترعات المعجبية'(۷) حب الدنيا رأس كل خطيئة '

(۸)انما الصحة والرزق فى الجهد ۔

سوال نمبر 4:(الف): درج ذیل سوالات کے عربی میں جواب دیں؟۔

(۱)– مامبداء التلفزيون؟(۲) اين ومتى عقد مؤتمر القصة الاسلامى الثانى؟(۳)– اتحسبن جمال الطبيعة؟ (۴) ماهى اهم المنتوجات الصناعية لباكستان؟ ۔

(ب): درج ذیل الفاظ سے عربی جملے بنائیں؟

(۱)اساس' (۲) عاصمة' (۳) جناح' (۴) حظ' (۵) اف' (۶)مهد ۔

جواب:(الف):

سوالات کے عربی میں جوابات:

مندرجہ بالا سوالات کے عربی میں جوابات درج ذیل ہیں:

(۱)– مبداء التلفزيون هو تحويل الصور والا صوات وفى جهاز الاستقبال نتحول الموجبات الى صور واصوات بوسيلة الكهربائى'

(۲) كان عقد مؤتمر القصة الاسلامى الثانى فى سنة ۱۹۷۴ء بمدينة الاهور ۔

(۳)– نعم' احب الجمال الطبيعة ۔

(۴)– اهم المنتوجات الصناعية لباكستان هى الاقمشة القطنية والسليكة والاحذية الجلدية والا دوات الرضية والجراحية ۔

(ب): عربی الفاظ کا جملوں میں استعمال:

مندرجہ بالا الفاظ ذیل میں عربی جملوں میں استعمال کیے گئے ہیں:

(۱)– حب الرسول صلى الله عليه وسلم اساس الايمان ۔

(۲)– الان عاصمة باكستان مدينة اسلام آباد ۔

(۳)– لنا القاعدالاعظم محمد على جناح رحمته الله تعالى ۔

(۴)– اعطا الله لنا حظ الزراعة ۔

(۵)– ولاتقل لهما اف ۔

(۶)– اسم مهدنا جامعة نظامية ۔

حصہ ثانیہ: منطق

سوال نمبر 5: (الف): منطق کی تعریف' موضوع' غرض' فائدہ اور وجہ تسمیہ تحریر کریں؟

(ب): علم اور اس کی اقسام کی تعریفات وامثلہ مع وجہ حصر تحریر کریں؟

جواب: (الف): منطق کی تعریف' موضوع' غرض اور وجہ تسمیہ درج ذیل ہیں:

منطق کی تعریف:

"هوالة قانونية تعصم مرعاتها الذهن عن الخطأ فى الفكر'' منطق وہ آلہ قانونیہ ہے جس کی رعایت کرنا ذہن کو فکری غلطی سے بچاتا ہے۔

موضوع: منطق کا موضوع معرف وقول شارح اور حجۃ ودلیل ہے۔

غرض: ذہن کو فکری غلطی سے بچاتا ہے۔

فائدہ: کسی بھی فعل کا نتیجہ اس طور پر کہ اس کا تصور فاعل سے صادر ہونے کا سبب بنا ہو غرض اور علت غائیہ کہلاتی ہے اور اس حیثیت سے کہ وہ فعل، صدور کے بعد حاصل ہو، منفعت اور فائدہ کہلاتا ہے۔ اس طرح صیانۃ الذھن عن الخطاء الفکر بحیثیت اول غرض منطق جبکہ بحیثیت ثانی منفعت وفائدہ ہے۔

وجہ تسمیہ: لفظ منطق کلمہ ''نطق'' سے بنا ہے اور نطق کی دو اقسام ہو سکتی ہیں: (۱)۔ نطق ظاہری (تکلم)۔ (۲)۔ نطق باطنی (ادراک) یہ علم ان دونوں امور کو تقویت وقوت دیتا ہے۔ اس لیے اسے منطق کہا جاتا ہے۔

(ب): علم کی اقسام، تعریفات، امثلہ اور وجہ حصر:

علم کی تعریف بایں الفاظ کی گئی ہے: ھو حصول صورۃ الشئ فی العقل یعنی علم کسی چیز کی صورت کا عقل میں حاصل ہونے کا نام ہے۔

علم کی دو اقسام ہیں:

۱۔ تصور: وہ علم ہے جو حکم سے خالی ہو مثلاً تصور انسانی۔

۲۔ تصدیق: وہ علم ہے جو حکم کے ساتھ ہو مثلاً زَیْدٌ کَاتِبٌ (زید کاتب ہے)

وجہ حصر:

علم دو حال سے خالی نہیں ہوگا وہ حکم ساتھ ہوگا یا حکم کے بغیر ہوگا، صورت اول میں تصدیق اور صورت ثانی میں تصور ہوگا۔

سوال نمبر 6: (الف): دلالت اور اس کی چھ اقسام کی تعریفات مع امثلہ لکھیں؟

(ب): دلالت لفظیہ وضعیہ کی اقسام مع تعریفات وامثلہ اور وجہ حصر لکھیں؟

جواب: (الف):

دلالت اور اس کی اقسام ستہ کی تعریفات مع امثلہ:

دلات: دلالت کا لغوی معنیٰ ہے راہنمائی کرنا جبکہ اصطلاح منطق میں اس سے مراد ہے کہ ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ اس طرح خاص ہونا کہ جب پہلی چیز بولی جائے تو

دوسری چیز کا بھی علم حاصل ہو جائے۔ پہلی چیز کو دال جبکہ دوسری چیز کو مدلول کہا جاتا ہے۔

دلالت کی اقسام ستہ کی تعریفات مع امثلہ درج ذیل ہیں:

۱۔ دلالت لفظیہ وضعیہ: وہ دلالت ہے جس میں وضع کو دخل ہو مثلاً زید کی دلالت ذات زید پر۔

۲۔ دلالت لفظیہ طبعیہ: وہ دلالت ہے جس میں طبیعت کے تقاضا کو دخل ہو مثلاً اح اح کی دلالت درد سینہ پر۔

۳۔ دلالت لفظیہ عقلیہ: وہ دلالت ہے جس میں وضع اور طبیعت کے تقاضا کو دخل نہ ہو مثلاً دیوار کے پیچھے بولا جانے والا لفظ دیز (جو زید سے تبدیل شدہ ہے) کی دلالت بولنے والے کی ذات پر۔

۴۔ دلالت غیر لفظیہ طبعیہ: وہ دلالت ہے جس میں وضع کو دخل ہو مثلاً دوال اربعہ (عقود، خطوط، نصب اور اشارات) کی دلالت اپنے مدلولات پر۔

۵۔ دلالت غیر لفظیہ طبعیہ: وہ دلالت ہے جس میں طبیعت کے تقاضا کو دخل ہو مثلاً چہرے کی سرخی کی دلالت شرمندگی پر جبکہ چہرے کی زردی کی دلالت خوف پر۔

۶۔ دلالت غیر لفظیہ عقلیہ: وہ دلالت ہے جس میں وضع اور طبیعت دونوں کے تقاضا کو دخل نہ ہو مثلاً دھوئیں کی دلالت آگ پر۔

(ب): دلالت لفظیہ وضعیہ کی اقسام، تعریفات مع امثلہ اور وجہ حصر:

دلالت لفظیہ وضعیہ کی تین اقسام ہیں جن کی تعریفات مع امثلہ درج ذیل ہیں:

۱۔ دلالت مطابقی: وہ دلالت لفظیہ وضعیہ ہے جس میں لفظ اپنے تمام معنی موضوع لہ پر دلالت کرے۔ مثلاً لفظ انسان کی دلالت: حَیْوَانٌ نَاطِقٌ پر۔

۲۔ دلالت تضمنی: وہ دلالت لفظیہ وضعیہ ہے جس میں لفظ اپنے موضوع لہ کی جز پر دلالت کرے۔ مثلاً لفظ انسان کی دلالت صرف حیوان پر یا ناطق پر۔

۳۔ دلالت التزامی: وہ دلالت لفظیہ وضعیہ ہے جس میں لفظ اپنے معنی موضوع ۔

کے خارج لازم پر دلالت کرے۔ مثلاً انسان کی دلالت قابل علم پر۔

وجہ حصر:

کسی بھی لفظ کی دلالت تین حالتوں سے خالی نہیں ہو سکتی، وہ لفظ اپنے پورے معنیٰ موضوع لہ پر دلالت کرے گا یا موضوع لہ کی جزء پر دلالت کرے گا یا موضوع لہ کے خارج لازم پر دلالت کرے گا۔ پہلی صورت میں دلالت مطابقی، دوسری صورت میں دلالت تضمنی اور تیسری صورت میں دلالت التزامی ہوگی۔

سوال 7: (الف): تناقض کی تعریف و شرائط تحریر کریں؟

(ب): درج ذیل اصطلاحات پر نوٹ لکھیں؟

(۱)۔ حقیقت و مجاز، (۲) متواطی و مشکک، (۳) جنس قریب و جنس بعید، (۴) قضیہ محصورہ کی اقسام۔

جواب: (الف): تناقض کی تعریف اور اس کی اقسام:

تناقض کی تعریف اور اس کی اقسام کی تفصیل درج ذیل ہے:

تناقض:

ایسے دو قضیے جو ایجاب و سلب کے لحاظ سے مختلف ہوں ان میں سے ایک کا صدق دوسرے کے کذب کو مستلزم ہو مثلاً زَیْدٌ قَائِمٌ اور زَیْدٌ لَیْسَ بِقَائِمٍ۔

شرائط تناقض:

شرائط تناقض آٹھ ہیں جن میں اتحاد ضروری ہے، وہ درج ذیل ہیں:

(۱)۔ وحدت موضوع، (۲)۔ وحدت محمول، (۳)۔ وحدت مکان، (۴)۔ وحدت زمان، (۵)۔ وحدت قوت و فعل، (۶)۔ وحدت شرط، (۷)۔ وحدت جزو کل، (۸)۔ وحدت اضافت۔

(ب) اصطلاحات منطقیہ پر نوٹ:

مندرجہ بالا اصطلاحات منطقیہ پر نوٹ درج ذیل ہیں:

(۱)۔ حقیقت و مجاز:

کوئی لفظ ابتداءً ایک معنیٰ کے لیے وضع کیا گیا ہو پھر وہ کسی مناسبت سے دوسرے معنیٰ میں استعمال ہونا شروع ہو جائے، وہ نہ تو دوسرے معنیٰ میں مشہور ہوا ور نہ پہلا معنیٰ متروک ہو، وہ کبھی پہلے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہو اور کبھی دوسرے معنیٰ میں۔ پہلے معنیٰ کے لحاظ سے اسے حقیقت اور دوسرے معنیٰ کے اعتبار سے اسے مجاز کہیں گے مثلاً لفظ اسد کا استعمال حیوان مفترس کے معنیٰ میں حقیقت ہے جبکہ رجل شجاع کے معنیٰ میں مجاز ہے۔

(۲)۔ متواطی و مشکک:

متواطی اس لفظ مفرد المعنی کو کہا جاتا ہے جس کا معنیٰ معین و مشخص نہ ہو مگر وہ تمام افراد پر مساوی طور پر صادق آتا ہو مثلاً لفظ انسان ہے جو زید، عمر اور بکر پر برابر برابر صادق آتا ہے۔

مشکک وہ مفرد لفظ ہے جس کا معنیٰ معین و مشخص نہ ہو جبکہ اس کے افراد کثیر ہوں مگر وہ معنیٰ تمام افراد پر مساوی طور پر صادق نہ آتا ہو بلکہ بعض افراد پر اولیٰ جبکہ بعض افراد پر انیٰ، بعض افراد پر مقدم جبکہ بعض افراد پر مؤخر اور بعض افراد پر اشد جبکہ بعض افراد پر اضعف طور پر صادق آتا ہے مثلاً سواد و بیاض۔

(۳)۔ جنس قریب و جنس بعید:

جنس قریب اور جنس بعید کی تعریفات مع امثلہ درج ذیل ہیں۔

جنس قریب: کسی بھی ماہیت کی جنس قریب وہ جنس ہوتی ہے جس کے افراد میں سے کسی بھی فرد کو اس ماہیت کے ساتھ ملا کر مَا هُمَا کے ساتھ سوال کیا جائے تو جواب میں وہی جنس واقع ہو مثلاً حیوان، انسان کے لیے، کیوں حیوان کے جس بھی فرد کو انسان کے ساتھ ملا کر "مَا هُمَا" کے ساتھ سوال کیا جائے تو جواب میں صرف حیوان آئے گا۔

جنس بعید: کسی بھی ماہیت کی جنس بعید وہ ہے جس کے بعض افراد کو اس کی ماہیت کے ساتھ ملا کر "مَا هُمَا" کے ساتھ سوال کیا جائے تو جواب میں وہ جنس واقع ہو مگر بعض

دوسرے افراد کو ماہیت کے ساتھ ملا کر "مَاھُمَا" کے ساتھ سوال کیا جائے تو جواب میں دوسری جنس واقع ہو مثلاً جسم نامی انسان کے لیے کیونکہ جسم نامی کے افراد میں سے جب شجر کو انسان کے ساتھ ملا کر "مَاھُمَا" کے ساتھ سوال کیا جائے تو جواب میں "جسم نامی" واقع ہوگا۔

۴-قضیہ محصورہ کی اقسام:

قضیہ محصورہ کی چار اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱-قضیہ موجبہ کلیہ مثلاً کُلُّ اِنْسَانٍ حَیْوَانٌ ۔ (تمام انسان حیوان ہیں۔)

۲-قضیہ موجبہ جزئیہ مثلاً بَعْضُ الْحَیْوَانِ اَسْوَدُ۔ (بعض حیوان سیاہ ہیں۔)

۳-قضیہ سالبہ کلیہ مثلاً لَاشَیْءَ مِنَ الزِّنْجِیِّ بِاَبْیَضَ ۔ (کوئی سیاہ فام سفید نہیں ہے۔)

۴-قضیہ سالبہ جزئیہ مثلاً بَعْضُ الْاِنْسَانِ لَیْسَ بِاَسْوَدَ۔ (بعض انسان سیاہ نہیں ہیں۔)

☆☆☆☆☆

﴿درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2014ء﴾

چھٹا پرچہ: سیرت و تاریخ

القسم الاوّل: سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سوال نمبر ۱: درج سوالات کے مختصر جوابات تحریر کریں؟

(۱)-حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسب پانچ پشتوں تک بیان کریں؟

(۲)-حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد مکرم حضرت عبداللہ نے ترکہ میں کیا چھوڑا؟

(۳)-حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَنَا ابْنُ الذَّبِیْحَتَیْن سے کیا مراد ہے؟

(۴)-رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت خلاف عادات آمور ظاہر ہوئے ان میں سے دو بیان کریں؟

(۵)-شق الصدر کا واقعہ کتنی بار پیش آیا؟

(۶)-حلف الفضول کا واقعہ کب پیش آیا؟

(۷)-حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حق مہر کتنا مقرر ہوا؟

(۸)-اصحاب صفہ سے کیا مراد ہے؟ بعض اصحاب صفہ کے نام لکھیں؟

(۹)-خلیفہ رسول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت بیان کریں؟

(۱۰)-جنگ بدر میں مسلمانوں کی تعداد کتنی تھی؟

جواب:

سوالات کے مختصر جوابات:

مندرجہ بالا سوالات کے بالترتیب مختصر جوابات درج ذیل ہیں:

(۱)-آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب مبارک والد گرامی کی طرف سے یوں ہے:

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن مناف

بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

(۲)۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد گرامی حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے ترکہ میں ایک لونڈی ام ایمن، پانچ اونٹ اور کچھ بکریاں چھوڑی تھیں۔

(۳)۔ارشاد نبوی: انا ابن الذبیحتین (میں دو ذبیحوں کا بیٹا ہوں) سے مراد ہے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ۔

(۴)۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے وقت کعبہ نے حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کی طرف سجدہ کیا۔

(۵)۔ولادت باسعادت کے وقت اتنی روشنی ظاہر ہوئی کہ حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی آنکھوں سے ملک شام کے محلات دیکھ لیے۔

(۶)۔شق صدر مبارکہ کا واقعہ چار بار پیش ایا۔

(۷)۔حلف الفضول کا واقعہ اس وقت پیش آیا جب قریش مکہ حرب فجار سے واپس پلٹے تھے۔

(۸)۔ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حق مہر پانچ صد (500) درہم مقرر ہوا تھا۔

(۹)۔لفظ صفہ چبوترا (بلند جگہ) کو کہا جاتا ہے۔مسجد نبوی شریف میں ایک چبوترا بنایا گیا تھا (جو تا حال موجود ہے) جس پر تشریف فرما ہو کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تعلیم دیتے تھے۔جو لوگ تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوتے انہیں اصحاب صفہ کہا جاتا ہے۔اصحاب صفہ میں سے چند ایک نام یہ ہیں:

(۱) حضرت ابو ذر غفاری، (۲) حضرت سلمان فارسی، (۳) حضرت عمار بن یاسر، (۴) حضرت صہیب رومی، (۵) حضرت ابو ہریرہ، (۶) حضرت بلال حبشی، (۷) حضرت حذیفہ بن الیمان، (۸) حضرت خباب بن ارث، (۹) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

(۱۰)۔حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مدت خلافت دو سال، دو ماہ اور چند ایام ہے۔

(۱۱)۔غزوہ بدر میں مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ (313) تھی۔

سوال نمبر 2: واقعہ اصحاب فیل کب پیش آیا؟ اس واقعہ کو اپنے الفاظ میں تحریر کریں؟ نیز اس واقعہ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات ظاہر ہوئیں، انہیں بھی بیان کریں؟

جواب:

واقعہ اصحاب فیل:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے سال بلکہ ولادت باسعادت سے پچپن روز قبل کا واقعہ ہے کہ یمن کے حاکم ابرہہ نے اپنے دارالحکومت "صنعاء" میں ایک خوبصورت گرجا گھر تعمیر کروایا اور اس کی دلی خواہش تھی کہ آئندہ سے لوگ مکہ میں کعبہ کا حج کرنے کے بجائے اس کلیسا کا حج کریں گے۔اس کی بات اور خواہش کی صدائے بازگشت مکہ میں بھی سنی گئی۔اس کا یہ پروگرام کنانہ کے ایک شخص تک پہنچا تو وہ ناراض ہوا اور یمن پہنچا۔ابرہہ کے تیار کردہ گرجا گھر میں پاخانہ کر کے اس کی بے حرمتی کی۔ابرہہ کو اس کا علم ہوا تو اس نے انتقامی کارروائی کے لیے کعبہ کو گرانے کا پروگرام بنایا۔وہ اپنے مذموم مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کے لیے مکہ کے دو میل کے فاصلہ پر مقام "مغمس" میں رکا۔اس کے لشکر میں افواج کے علاوہ کثیر تعداد میں ہاتھی بھی تھے۔یہاں قیام کے دوران اس نے اپنے فوجیوں کو حکم دیا کہ اہل مکہ کے مویشیوں کو قبضہ میں لے کر یہاں لے آؤ۔چنانچہ وہ تعمیل حکم کرتے ہوئے اونٹ اور بکریاں قبضے میں لے کر یہاں لے آئے جن میں دو سو اونٹ حضرت عبدالمطلب کے بھی تھے۔ابرہہ نے سردار قریش حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو اپنے دربار میں طلب کیا۔حضرت عبدالمطلب ایک خوبصورت نوجوان اور کثیر الصفات کے مالک تھے۔ابرہہ آپ کو آتے ہوئے دیکھ کر احتراماً کھڑا ہو گیا۔دوران ملاقات حضرت عبدالمطلب نے ابرہہ سے صرف اپنے اونٹ واپس کرنے کا مطالبہ کیا، جس پر ابرہہ پریشان ہو گیا۔اس نے کہا: اے سردار قریش! میں کعبہ کو گرانے اور مسمار کرنے کے لیے آیا

ہوں لیکن آپ نے کعبہ کے بارے میں کوئی بات نہ کر کے میری نظر میں اپنا مقام کم کر لیا ہے۔اس پر آپ نے جواب دیتے ہوئے کہا: اے ابرہہ! یاد رکھ اونٹ میرے ہیں اس لیے میں ان کی واپسی کا مطالبہ کیا ہے اور کعبہ اللہ کا گھر ہے میرا گھر نہیں ہے' لہٰذا وہ خود اپنے گھر کی حفاظت کرے گا۔اس گفتگو کے بعد ابرہہ نے آپ کے اونٹ واپس کر دیے اور متکبرانہ لہجہ میں آپ سے یوں مخاطب ہوا! اے سردار قریش! اہل مکہ نے ہمارے کلیسا کی بے حرمتی کی ہے لہٰذا میں اس کا انتقام لینے آیا ہوں اور کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجا کر دم لوں گا۔آپ نے فرمایا: یہ تیرا اور اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہے۔لہٰذا میں اس میں دخل اندازی نہیں کر سکتا۔اس کے بعد آپ اپنے اونٹ لے کر مکہ میں داخل ہوئے اور اہل مکہ کو خبردار کرتے ہوئے اعلان کیا کہ تم لوگ اپنے جانوروں کو لے کر پہاڑوں کی چوٹیوں اور دروں میں پہنچ جاؤ۔اس کے بعد کعبہ کے پاس پہنچ کر اس کی چوکھٹ کو تھام کر اللہ تعالیٰ کے حضور یوں عرض گزار ہوئے۔

اے اللہ! ہر شخص اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے' لہٰذا تو بھی اپنے گھر کی حفاظت کر' اہل کلیسا اور صلیب کے پجاریوں کے خلاف تو اپنے اطاعت شعار لوگوں کی مدد فرما۔پھر آپ بھی اپنے اہل خانہ اور اونٹوں کو لے کر پہاڑ کی بلندی پر چڑھ گئے۔دوسری طرف ابرہہ اپنے لشکر اور ہاتھیوں کو لے کر کعبہ پر حملہ آور ہوا۔ابھی وہ کعبہ کی طرف بڑھ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے سمندر کی طرف سے ابابیل کے جھنڈ کے جھنڈ آنا شروع ہو گئے اور ہر ایک کے منہ اور دو پنجوں میں تین تین کنکریاں تھیں' انہوں نے لشکر ابرہہ پر کنکریاں پھینکنا شروع کر دیں۔وہ کنکری سوار کو چھیدتی ہوئی ہاتھی تک پہنچتی اور پھر اس کے جسم کو گولی کی طرح عبور کرتی ہوئی نیچے سے نکل جاتی۔جس پر ایک کنکری گرتی وہ لشکری اور ہاتھی ختم ہو جاتا۔اس طرح چند لمحوں میں خدائی لشکر نے ابرہہ' اس کے لشکر اور ہاتھیوں کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا تھا۔اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کعبہ کی حفاظت فرمائی اور دشمن کے عزائم خاک میں ملا دیے۔یہ واقعہ سورۃ الفیل میں بیان کیا گیا ہے۔

اصحاب فیل کے واقعہ میں برکات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

اصحاب فیل کے واقعہ میں ..طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات بیان ہوئی

ہیں یا ظاہر ہوتی ہیں۔

۱۔اصحاب فیل اگر اپنے عزائم میں بالفرض کامیاب ہو جاتے تو تمام اہل مکہ کو یرغمال بنا کر انہیں قیدی بناتے جو انتہائی درجہ کی خواری' ذلت اور بدنامی کا باعث ہوتا۔بالخصوص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حمل یا عہد طفولیت میں اسیری کا دھبہ لگتا' جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شایان شان ہرگز نہیں تھا۔

۲۔کعبۃ اللہ کی ولایت و تولیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے پاس تھی۔اگر کعبہ مسمار کیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کی توہین کا سبب بنتا' اللہ تعالیٰ نے آپ کے خاندان کی بالخصوص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات کے نتیجہ میں دشمن کو ناکام کیا اور کعبہ کی حفاظت فرمائی۔

سوال نمبر 3: وحی کا آغاز کب اور کہاں ہوا؟ پہلی وحی اور اس کی کیفیت کے بارے میں تفصیلی مضمون لکھیں؟

جواب:

وحی کا آغاز اور پہلی وحی کی تفصیل:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پینتیس سال کی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے الگ تھلگ رہ کر اللہ تعالیٰ کی یاد اور عبادت و ریاضت میں وقت گزارنا شروع کر دیا تھا۔آپ کھانے پینے کی اشیاء لے کر مکہ سے تین میل کے فاصلے پر غار حراء میں تشریف فرما ہوتے تھے اور کئی کئی ایام وہاں گزار دیتے تھے۔یہ سلسلہ جاری رہا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمر مبارک چالیس سال کی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس غار میں عبادت میں مصروف تھے کہ اچانک فرشتہ غار کے منہ کے سامنے ظاہر ہوا۔اس نے آپ سے کہا: اقرأ (آپ پڑھیں) تو آپ نے جواب دیا: ما انا بقارء (میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔) فرشتہ نے آپ سے معانقہ کیا پھر چھوڑ کر عرض کیا: آپ پڑھیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: میں پڑھنے والا نہیں ہوں' فرشتہ نے دو یا تین بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے معانقہ کیا۔پھر عرض کیا: آپ پڑھیں اقرأ بسم ربك الذی خلق ا لخ تو آپ صلی

اللہ علیہ وسلم نے بھی پوری آیت پڑھ کر سنادی۔ اچانک فرشتہ کی آمد اور پہلی وحی کے نزول کے سبب آپ پر گھبراہٹ طاری ہوگئی۔ آیت مبارکہ کے الفاظ آپ کی زبان پر تھے کہ گھر تشریف لائے۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: مجھے کمبل اوڑھا دو او آپ کا جسم مبارک کانپ رہا تھا۔ قدرے آپ نے آرام کیا تو گھبراہٹ کے عالم میں فرمایا مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: آپ کا پروردگا آپ کو نقصان نہیں پہنچائے گا' کیونکہ آپ رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرتے ہیں' اپنی کمائی سے بے سہاروں کا سہارا بنتے ہیں اور مسافروں کی مہمان نوازی کرتے ہیں۔ بعدازاں آپ کو اپنے چچازاد بھائی حضرت ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو آسمانی کتب کے عال وماہر تھے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام واقعہ سنا تو بہت خوش ہوئے اور انہوں نے آپ کو تسلی دیتے ہوئے خوشخبری دی کہ آنے والا فرشتہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہر رسول کے پاس وحی لے کر آتے رہے ہیں اور آثار بتاتے ہیں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں جس کا تذکرہ آسمانی کتب میں بالتفصیل موجود ہے۔ کاش آپ کے اعلان نبوت تک میں زندہ رہتا تو آپ پر ایمان لانے کی سعادت حاصل کرتا۔

سوال نمبر 4: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کی طرف سفر کب کیا؟ نیز سفر شام کے واقعات کو اپنے الفاظ میں بیان کریں؟

جواب:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سفر شام:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ سال کی عمر میں اپنے چچا ابو طالب کی رفاقت میں پہلا سفر کیا۔ دوسرا سفر شام 25 سال کی عمر میں تجارت کی غرض سے کیا تھا۔

سفر شام کے واقعات:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرا سفر شام حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مال تجارت کے لیے کیا تھا اور آپ کے ساتھ ان کا غلام میسرہ بھی تھا۔ ملک شام میں بصر

بازار میں نسطورا نامی راہب کی خانقاہ کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام فرمایا تھا۔ راہب' میسرہ کو پہلے سے جانتا تھا' اس نے میسرہ سے دریافت کیا: اے میسر! بتاؤ یہ کون شخص ہے جو اس درخت کے نیچے ٹھہرا ہوا ہے؟ اس نے جواب دیا: ان کا تعلق قریش اور اہل حرم سے ہے۔ راہب نے کہا: اس درخت کے نیچے آج تک نبی کے علاوہ کوئی نہیں ٹھہرا۔ پھر اس نے دریافت کیا: کیا ان کی دونوں آنکھوں میں سرخی ہے؟ میسر نے جواب دیا: ہاں! سرخی ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتی۔ راہب نے بتایا: ہاں! ہاں! یہ وہی ہیں جو خاتم الانبیاء ہیں۔ کاش میں ان کے اعلان نبوت کے زمانہ کو پاؤں۔ میسرہ سے یوں مخاطب ہوا: تم ان سے جدا نہ ہونا اور نیک نیتی سے ان کے ساتھ رہنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنا نبی آخر الزماں بنایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تجارت سے فراغت حاصل کر کے مکہ واپس تشریف لائے تو قافلہ کی آمد کا منظر حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے بالا خانہ میں بیٹھ کر ملاحظہ کر رہی تھیں۔ انہوں نے یہ بھی ملاحظہ کیا کہ دو فرشتے آپ پر اپنے پروں سے سایا کناں ہیں۔ اس کیفیت کا ذکر آپ نے حضرت میسرہ سے کیا تو انہوں نے کہا: تمام سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی کیفیت تھی۔ برکات نبوت' صداقت اور امانت کی وجہ سے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس تجارت میں اتنا منافع ہوا کہ اس سے قبل کبھی نہیں ہوا تھا۔

القسم الثانی: التاریخ

سوال نمبر 5: خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی اور ان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عشق تفصیلی مضمون قلم بند کریں؟

جواب:

حالات صدیق اکبر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عشق:

ولادت باسعادت: حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ 573ء میں پیدا ہوئے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے تقریباً اڑھائی سال چھوٹے تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب "مرۃ" نامی بزرگ میں جا کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ آپ کا نام

عبداللہ، والد گرامی کا نام ابوقحافہ عثمان بن عامر تھا۔ عتیق وصدیق آپ کے مشہور القاب ہیں۔

نفیس زندگی: زمانہ جاہلیت میں معاشرہ بے شمار امراض و رسومات بد میں گھرا ہوا تھا۔ زنا کاری، شراب نوشی، لڑکیوں کو زندہ درگور کرنا، بت پرستی اور حرام خوری وغیرہ۔ عیوب و نقائص عروج پر تھے لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بچپن، جوانی اور بڑھاپا بے مثل تھا اور کبھی بھی ان امور ونقائص کا ارتکاب نہ کیا۔

اول المسلمین: اللہ تعالیٰ کے حکم سے جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرمایا تو آپ کے خلاف طوفان بدتمیزی برپا ہو گیا، سب نے مخالفت کی صدا بلند کی اور آپ کی مخالفت کے لیے مختلف طریقے اختیار کیے گئے۔ ایسے ماحول میں ایک صدا ایسی بھی تھی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تائید وتصدیق میں تھی، وہ آواز حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تھی۔ سب لوگوں نے قبول اسلام کے لیے بطور دلیل معجزہ کا مطالبہ کیا لیکن آپ نے بغیر کسی مطالبہ کے قبول اسلام کیا۔ اس طرح آپ کو اول المسلمین ہونے کا اعزاز حاصل ہوا۔

خلیفہ اول: احادیث مبارکہ میں آپ کے خلیفہ ہونے کے اشارات ملتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک عورت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے اس کی ضرورت پوری کی اور پھر آنے کا بھی حکم دیا۔ عورت نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں دوبارہ حاضر ہوں اور آپ سے ملاقات نہ ہو سکے تو پھر میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: تم ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس چلی جانا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عقیدت: ابتداء اسلام میں مسلمانوں کو کفار مکہ کے مظالم کا بار بار شکار ہونا پڑا۔ قبول اسلام کے بعد لوگ اظہار اسلام نہیں کرتے تھے تا کہ کفار کے مظالم ومصائب کا شکار نہ ہونا پڑے۔ جب مسلمانوں کی تعداد چالیس کے قریب پہنچ گئی تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب آپ حق پر ہیں تو پھر نماز وغیرہ چھپ کر کیوں؟ علی الاعلان کعبہ میں جا کر ادا کرنی چاہیے۔ ابتداء تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انکار کرتے

رہے۔ مگر جب اصرار حد سے بڑھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تیار ہو گئے۔ چالیس کے قریب مسلمان پہلی مرتبہ کعبہ میں پہنچے اور نماز ادا کی۔ آپ نے نماز سے فارغ ہو کر حقانیت اسلام کے حوالے سے خطبہ شروع کیا۔ خطبہ کا آغاز کرنا تھا کہ کفار ومشرکین نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا بالخصوص حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا۔ آپ بے ہوش ہو گئے۔ آپ کے خاندان کے لوگ اٹھا کر گھر لائے۔ جب آپ ہوش میں آئے تو دریافت کیا: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کس حالت میں ہیں؟ لوگوں نے اظہار تعجب کیا یہ مصائب ومشکلات کا پہاڑ تو ان کی وجہ سے ٹوٹا اب ہوش آتے ہی پھر ان کا حال دریافت کرتے ہیں۔ والدہ نے کھانا تیار کر کے پیش کیا اور کھانے کا حکم دیا تو آپ نے فرمایا: خدا کی قسم جب تک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لوں، میں نہ کچھ کھاؤں گا اور نہ پیوں گا۔ یہ والہانہ عقیدت ومحبت کرنے والے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی ہو سکتے ہیں۔

سوال نمبر 6: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام، طرز حکمرانی اور شہادت کو اپنے الفاظ میں بیان کریں؟

جواب:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام:

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے مسلمانوں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہو رہا تھا اور اس صورتحال سے دشمن تلملا اٹھے۔ انہوں نے اس کا سدباب کرنے کے لیے ایک اجلاس منعقد کیا جس میں شرکاء کی طرف سے مختلف آراء سامنے آئیں۔ ایک تجویز یہ پیش ہوئی کہ موجودہ صورتحال اور مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی تعداد پر قابو پانے کا واحد راستہ یہ ہے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو قتل کر دیا جائے۔ پھر مسئلہ یہ پیش آیا کہ یہ کام کون کرے گا؟ اجلاس میں خاموشی طاری تھی کہ عمر نے کہا: یہ کام میں کروں گا، لوگوں نے بخوشی تسلیم کیا کہ یہ کام صرف آپ ہی کر سکتے ہیں۔ اس وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دار ارقم میں تشریف فرما تھے۔ عمر حسب وعدہ تلوار ہاتھ میں لی اپنے مذموم عزم کو عملی جامہ پہنانے کے لیے نکلا۔ راستہ میں نعیم بن عبداللہ نے دریافت کیا: اے عمر! آج کہاں جانے کا ارادہ ہے؟

عمر نے اپنا مقصد بیان کیا تو دوسرے ہی لمحہ میں نعیم بن عبداللہ نے کہا: اگر بالفرض تم اپنے اس مقصد میں کامیاب ہو جاتے ہو تو بنی مخزوم اور نبی ہاشم قبائل سے تم کیسے محفوظ رہ سکو گے؟ عمر کو یقین ہو گیا کہ یہ بھی مسلمان ہو گیا ہے۔ قریب تھا کہ عمر اپنی تیز دھار تلوار کا وار کرتے، اس نے کہا: اے عمر! تم اپنے گھر کی خبر لو تمہاری بہن اور بہنوئی دونوں مسلمان ہو چکے ہیں۔ یہ بات سن کر عمر غصہ سے آگ کا انگارہ بن گئے اور آگے جانے کی بجائے اپنی بہن کے گھر کا رخ کیا۔ دروازہ کے ساتھ کان لگا کر سنا کہ کچھ پڑھنے کی آواز آ رہی ہے۔ یک دم دروازہ کھٹکھٹایا، بہن اور بہنوئی حضرت خباب کو علم ہو گیا کہ عمر آ گئے ہیں۔ انہوں نے اجزاء قرآن چھپا دیے اور دروازہ کھول دیا۔ عمر اندر داخل ہوا اور دریافت کیا کہ مجھے پتہ چلا ہے کہ تم لوگ مسلمان ہو گئے ہو؟ انہوں نے بات کو قدرے مبہم رکھا۔ عمر کو بہت غصہ آیا، بہن اور بہنوئی کو خوب پیٹا اور انہیں زخمی کر دیا۔ آخر تھک ہار کر عمر نے کہا: جو کچھ تم پڑھ رہے تھے، لاؤ مجھے دکھاؤ؟ انہوں نے جواب دیا: اس مقدس کلام کو چھونے اور پڑھنے سے قبل غسل ضروری ہے۔ عمر نے غسل کیا۔ پھر قرآن کریم کے اجزاء اپنے ہاتھ میں لے کر تلاوت کی۔ یہ آیت نظر نواز ہوئی: انی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدنی واقم الصلوٰۃ لذکری ۔ (بیشک میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے پس تم میری عبادت کرو اور مجھے یاد کرنے کے لیے نماز قائم کرو۔) یہ آیت پڑھی تو عمر پر گہرا اثر ہوا۔ آخر انہوں نے حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ لوگ مجھے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی خدمت میں لے چلو۔ جب عمر دار ارقم کے قریب پہنچا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے آنے کی خبر دی گئی۔ آپ نے فرمایا: اگر عمر اچھے ارادہ سے آ رہا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ ان کی تلوار سے ان کی گردن اڑا دی جائے گی۔ جب عمر دار ارقم میں داخل ہوئے تو انہوں نے اپنی نظریں جھکائی ہوئی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر کے دامن کو پکڑا، جھنجھوڑا اور فرمایا: اے عمر! کیا ابھی تمہارے قبول اسلام کا وقت نہیں آیا؟ عرض کیا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم! قبول اسلام کے لیے ہی تو حاضر ہوا ہوں۔ پھر آپ کے قدموں میں گر کر عمر مسلمان ہو گیا۔ اس موقع پر مسلمانوں میں خوشی و مسرت کی لہر دوڑ گئی اور مسلمانوں کی قوت و وقار میں اضافہ ہو گیا۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ اللہ تعالیٰ کے حضور یہ دعا کی: **اللھم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب اور بعمر بن الھشام** ۔ (اے اللہ! تو عمر بن خطاب یا عمر بن ہشام (ابو جہل) کے ایمان کے سبب اسلام کو وقار عطا کر۔) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے حق میں قبول ہوئی تو وہ مسلمان ہو گئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا طرز حکمرانی:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا طرز حکمرانی منفرد، انوکھا اور ممتاز تھا۔ جب آپ کسی کو کسی صوبہ کا حاکم مقرر کرتے تو اس کے اموال و اثاثہ کی فہرست تیار کر کے اپنے پاس محفوظ کر لیتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے تمام حاکموں کے نام خط لکھا جس میں تحریر تھا کہ آپ اپنے اثاثے مرکز میں جمع کرائیں۔ سب نے اپنے اثاثہ جات جمع کرا دیے تو آپ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (جن کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہوتا ہے) کے اثاثوں کے دو حصے کیے، ایک حصہ ان کے پاس رہنے دیا جبکہ دوسرا حصہ بیت المال میں جمع کرا دیا۔

شہادت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ عموماً یہ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! تو مجھے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس شہر میں شہادت کی موت عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دعا قبول فرمائی۔

ایک دفعہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا غلام ابولؤلؤ آپ کی خدمت میں بطور شکایت حاضر ہوا اور عرض گزار ہوا: ان کا مالک چار درہم یومیہ کے حساب سے وصول کرتا ہے جو زیادتی ہے لہٰذا آپ کچھ رقم کم کروا دیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ رقم تمہارے کام کے اعتبار سے زیادہ نہیں ہے، کیونکہ تم بڑھئی بھی ہو اور نقاشی بھی خوب جانتے ہو تو چار درہم یومیہ کے حساب سے زیادہ نہیں ہیں۔ اپ کا یہ ارشاد اس پر بجلی بن کر گرا اور وہ غصہ سے آگ کا انگارہ بن کر غائب ہو گیا۔

کچھ دنوں بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس غلام کو طلب کیا اور فرمایا: اے

ابولؤلؤ! تم نے کہا تھا کہ میں آپ کو چکی بنا کر دوں گا جو ہوا سے چلے گی؟ تم وہ چکی کب بنا گے؟ اس نے جواب میں کہا: میں ایسی چکی تیار کروں گا جسے لوگ ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ آپ اس کی دھمکی سمجھ گئے لیکن عمداً کوئی کارروائی نہ کی۔ دوسرے دن فجر کی نماز میں ابولؤلؤ غلا پہلی صف میں شامل ہوا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نماز کا آغاز کرنے سے قبل صفیں درست کرا رہے تھے کہ اس نے خنجر کے ساتھ آپ پر حملہ کر دیا۔ علاوہ ازیں بارہ نمازیوں کو بھی زخمی کر دیا جن میں سے چھ جام شہادت نوش کر گئے۔ ایک عراقی نمازی نے کپڑا پھینک کر قاتل پر قابو پایا تو وہ خودکشی کر کے واصل جہنم ہو گیا۔ آپ کو اٹھا کر گھر لایا گیا تو نبیذ او دودھ پلایا گیا جو زخموں کے ذریعے جسم سے باہر آ گیا۔ آپ کی شہادت کے آثار نمایاں تھے کسی نے مشورہ دیا اپنے صاحبزادہ عبداللہ کو اپنا جانشین مقرر فرما دیں، آپ نے جواب میں فرمایا: عمر اپنے ایسے بیٹے کو جانشین نہیں بنا سکتا جسے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا طریقہ نہ آ ہو۔ بعد ازاں آپ نے ایک کمیٹی تشکیل دی اور انہیں اختیار دیا کہ ان ہی میں سے جسے چاہیں اپنا خلیفہ مقرر کر لیں۔ کمیٹی کے ارکان یہ ہیں: (۱)۔ حضرت عثمان، (۲)۔ حضرت علی (۳) حضرت طلحہ، (۴)۔ حضرت زبیر، (۵)۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، (۶)۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اپنے بیٹے سے یوں مخاطب ہوئے: تم حساب لگاؤ ہم پر کتنا قرضہ ہے؟ صاحبزاد صاحب نے عرض کیا: ابا حضور! چھیاسی ہزار (86000) کا قرضہ ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ قرضہ ہمارے مال سے ادا کیا جائے۔ اگر ضرورت پڑے تو قریش سے حاصل کر لینا پھر ضرورت محسوس ہو تو قبیلہ بنو عدی سے حاصل کر لینا۔ بعد ازاں اپنے صاحبزادہ کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پیغام دے کر بھیجا کہ اگر آپ کی اجازت ہو تو عمر کی خواہش ہے کہ حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رفاقت میں لیٹ جائے۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا: خواہ یہ جگہ میں نے اپنے لیے محفوظ کر رکھی تھی لیکن آج میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے آپ پر ترجیح دیتی ہوں اور یہ جگہ انہیں پیش کرتی ہوں۔ چنانچہ آپ نے ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ میں جا

شہادت نوش فرمایا اور حجرہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں مدفون ہوئے۔

سوال نمبر 7: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت اور علمی مقام پر سیر حاصل گفتگو کریں؟

جواب: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت و بہادری:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے القاب اسد اللہ، فاتح خیبر اور حیدر کرار ہیں جو آپ رضی اللہ عنہ کی شجاعت و بہادری پر دلالت کرتے ہیں۔ صحابہ کرام میں آپ کا امتیاز ہی شجاعت و بہادری تھا۔ آپ کی شجاعت عرب تک محدود نہیں تھی بلکہ عرب و عجم میں مشہور تھی۔ غزوہ بدر کا آغاز ہوا تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسود بن عبدالاسد کو واصل جہنم کیا۔ بعد ازاں رئیس کفار عتبہ بن ربیعہ اپنے برادر شعبہ بن ربیعہ اور اپنے لخت جگر خالد بن ولید بن عتبہ کو لے کر میدان میں اترا اور اس نے اعلان کیا: اے محمد! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) قریش میں سے ہمارے جوڑ کے لوگ بھیجیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنو ہاشم! تم اٹھو اور حق کی خاطر لڑو جس کے لیے اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کو بھیجا ہے۔ یہ اعلان سن کر حضرت حمزہ، حضرت علی اور حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میدان میں اترے اور بہادری و شجاعت کے خوب جوہر دکھائے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے عتبہ کو واصل جہنم کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار حیدری سے ولید بن عتبہ اور شعبہ بن ربیعہ پر حملہ آور ہو کر انہیں کاٹ کر کفار کا تکبر و غرور خاک میں ملا دیا۔

غزوہ خیبر کے موقع پر یکے بعد دیگرے مختلف افراد کے ہاتھوں میں اسلام کا جھنڈا دیا گیا لیکن خیبر فتح نہ ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا: کل ایسے شخص کے ہاتھ میں جھنڈا دیا جائے گا جو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے محبوب رکھتے ہیں اور اس کے ہاتھوں خیبر فتح ہو گا۔ یہ اعلان سنتے ہی رات بھر صحابہ اس اعزاز کو حاصل کرنے کے لیے تڑپتے رہے۔ صبح ہونے پر صحابہ کرام علیہم الرضوان حاضر خدمت ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ آشوب چشم میں مبتلا ہیں۔ آپ نے فرمایا انہیں لایا جائے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو دریافت فرمایا: اے علی! کیا ماجرا ہے؟

عرض کیا: یارسول اللہ! آنکھوں میں تکلیف ہے، آپ نے لعاب دہن آنکھوں میں ڈالا تو درست ہوگئیں۔ پھر انہیں علم اسلام عطا فرماتے ہوئے فتح خیبر کے لیے بھیجا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قلعہ خیبر کا دروازہ (جسے چالیس آدمی بھی نہیں اٹھا سکتے تھے) اکھاڑ کر اپنی پشت پر اٹھالیا اور مجاہدین کو حملہ آور ہونے کا حکم دیا تو اس حملہ کے نتیجہ میں خیبر فتح ہوگیا اور آپ فاتح خیبر کے لقب سے بھی ملقب ہوئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا علمی مقام:

حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے شجاعت و بہادری میں منفرد تھے اسی طرح علمی اعتبار سے بھی ممتاز تھے۔ آپ مدینۃ العلم کا دروازہ تھے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور ارشاد گرامی ہے: انا مدینة العلم و علی بابھا ۔ (میں شہر علم ہوں اور حضرت علی اس کا دروازہ ہیں)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے کہ اگر میں سورۃ الفاتحہ کی تفسیر لکھوں تو اس سے ستر اونٹ بھر جائیں۔ مزید ارشاد گرامی ہے: اگر میری رسی بھی گم ہو جائے تو میں قرآن کریم کی روشنی میں اسے تلاش کرسکتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خوب علم وفضل سے نوازا تھا۔ آپ بہترین مفسر، محدث، مفتی اور فقیہہ تھے۔ خلفاء اور صحابہ آپ رضی اللہ عنہ سے علمی مسائل حل کرواتے تھے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک زانیہ عورت پیش کی گئی جس کا حمل نمایاں تھا۔ ثبوت مہیا ہونے پر آپ نے اسے سنگسار کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے گزارش کی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ کہ وضع حمل کے بعد عورت کو سنگسار کیا جائے، کیونکہ بچے کا تو اس میں کوئی قصور نہیں ہے۔ یہ بات سنتے ہی حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس مسئلہ میں رجوع کرلیا اور فرمایا: **لولا علی لھلک عمر** (اگر حضرت علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔)

اس مختصر مگر جامع گفتگو سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا علمی مقام ومرتبہ عیاں ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

﴿درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2015ء﴾

پہلا پرچہ: قرآن واصول تفسیر

القسم الاول: ترجمہ قرآن مجید

سوال نمبر 1: درج ذیل آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں؟

(۱)- وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ○

(۲)- كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَاَغْرَقْنَآ اٰلَ فِرْعَوْنَ ۚ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ○

(۳)- وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ؕ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِىْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ○

(۴)- يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِىْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ ؕ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ○

(۵)- فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِى الْحَرِّ ؕ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ○

(۶)- وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ؕ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۛ لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ؕ

سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ۝

(۷)۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ۝

(۸)۔ وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۝

(۹)۔ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ۝

جواب: ترجمۃ الآیات:

(۱)۔ اور یاد کرو اس وقت کو جب وعدہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے دو گروہوں میں سے ایک کا کہ بے شک وہ (ایک گروہ) تمہارے لیے ہے۔ تم چاہتے تھے کہ ہو تمہارے لیے وہ جس میں نقصان کا ڈر نہیں اور اللہ تعالیٰ ارادہ رکھتا ہے کہ حق کر دکھائے اپنے کلمات کو اور کاٹ دے کافروں کی جڑ کو۔

(۲)۔ جیسے فرعون کی آل اور ان سے پہلوں کا طریقہ اور جھٹلایا انہوں نے اپنے رب کی آیات کو' پس اللہ نے ان کو ہلاک کر دیا ان کے گناہوں کے سبب اور ہم نے غرق کر دیا آل فرعون کو اور وہ سب حد سے بڑھنے والے تھے۔

(۳)۔ اور وہ لوگ جو ایمان لائے اس کے بعد اور انہوں نے ہجرت کی اور جہاد کیا تمہارے ساتھ پس وہ لوگ تم ہی میں سے ہیں اور قریبی رشتہ دار زیادہ قریب ہے ان کا بعض کے اللہ کی کتاب میں۔ بے شک اللہ ہر شئی کو جانتا ہے۔

(۴)۔ جس دن گرم کیا جائے گا وہ جہنم کی آگ میں' پس داغا جائے گا اس کے ساتھ ان کی پیشانیوں کو۔ ان کے پہلوؤں کو اور ان کی پشتوں کو (پھر ان سے کہا جائے گا)۔ یہ ہے وہ جس کو تم نے اپنی جانوں کے لیے جمع کر رکھا تھا پس چکھو تم مزہ اس کا جو تھے تم جمع کرتے۔

(۵)۔ خوش ہوئے پیچھے رہ جانے والے اس وجہ سے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے رہے۔ ناپسند کیا انہوں نے کہ وہ جہاد کریں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں۔ انہوں نے کہا! گرمی میں مت نکلو۔ آپ فرما دیجیے کہ جہنم کی آگ زیادہ سخت ہے از روئے حرارت کے۔ کاش کہ وہ سمجھتے۔

(۶)۔ تمہارے اردگرد کے بعض دیہاتی منافق ہیں اور بعض اہل مدینہ بھی۔ ان کی عادت ہو گئی ہے نفاق' آپ انہیں نہیں جانتے ہم جانتے ہیں انہیں۔ عنقریب ہم ان کو عذاب دیں گے دو مرتبہ' پھر لوٹائے جائیں گے بڑے عذاب کی طرف۔

(۷)۔ بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیے' رہنمائی کرتا ہے ان کا رب ان کے ایمان کے سبب جنت نعیم کی طرف جن کے باغات کے نیچے نہریں جاری ہیں۔

(۸)۔ اور بے شک اگر جان لیتا ہر ظالم کہ وہ جو زمین میں ہے تو ضرور اس کو فدیہ میں دیتا (تا کہ اس کی جان چھوٹ جائے) اور انہوں نے چھپائے رکھا ندامت کو جب انہوں نے عذاب دیکھا اور فیصلہ فرما دیا اللہ نے ان کے درمیان انصاف کے ساتھ اور وہ (ذرا برابر بھی) ظلم نہیں کیے جائیں گے۔

(۹)۔ پھر بھیجے ہم نے اس کے بعد کئی رسول ان کی قوموں کی طرف۔ پس آئے وہ رسول اپنی قوموں کے پاس روشن نشانیوں کے ساتھ۔ پس کہ وہ نہ ایمان لاتے اس پر جس کو انہوں نے پہلے سے جھٹلا دیا تھا۔ ایسے ہی مہر لگاتے ہیں ہم سرکشی کرنے والوں کے دلوں پر۔

سوال نمبر 2۔ درج ذیل الفاظ کے معانی بتاؤ؟

جواب:١- نَطْبَعُ: (ہم مہر کرتے ہیں یا کریں گے)

٢-الْمُمْتَرِيْنَ: (شک کیے ہوئے)

٣-فَخُوْرًا: (فخر کرنے والا)

٤-مِدْرَارًا: (مسلسل، موسلا دھار)

٥-يَلْمِزُوْنَ: (وہ آنکھوں سے اشارہ کرتے ہیں)

٦- غِلْظَةً: (موٹا، سخت)

٧- الْمِكْيَالُ: (ماپ تول کرنا)

القسم الثانی: مقدمہ تفسیر نعیمی

سوال نمبر3: درج ذیل میں سے کوئی سے تین اجزاء حل کریں؟

(الف)-نزول کا معنیٰ لکھیں نیز بتائیں کہ آسمانی کتب کا نزول کس انداز میں ہوا؟

(ب)-تفسیر کا معنیٰ اور اس کے مراتب (اقسام) لکھیں؟

(ج)-مفسر ہونے کی کوئی پانچ شرطیں لکھیں؟

جواب:-تینوں اجزاء کا جواب 2014ء کے پرچہ میں دیکھیں۔

(د)-قرآن کریم کے ایسے پانچ فوائد لکھیں جو احادیث سے ثابت ہوں؟

جواب:-قرآن کریم کے عقلی و نقلی بہت سے فوائد ہیں جن میں سے پانچ نقلی فوائد یہ ہیں:

١-جو شخص قرآن کی تلاوت کرتا ہے قیامت کے دن یہ قرآن اس کی سفارش کرے گا۔

٢-اگر کسی بیمار پر سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا جائے تو اس کو شفا حاصل ہو گئی، اسی وجہ سے سورت فاتحہ کا ایک نام سورۃ ''شفاء'' بھی ہے۔

٣-جس قبرستان میں سورۃ یٰسین کی تلاوت کی جائے چالیس دن تک اہل قبور کا عذاب اٹھالیا جاتا ہے۔

٤-سورۃ اخلاص پڑھنے کا ثواب تہائی قرآن پڑھنے کے مساوی ہے۔

٥-سورۃ یٰسین کی تلاوت دس قرآن پاک کی تلاوت کے مساوی ہے۔

٦-آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے مردوں کے پاس سورۃ یٰسین کی تلاوت کیا کرو کہ اس کی برکت سے جان آسانی سے قبض ہو جاتی ہے۔

(ہ)-حفاظت قرآن پر نوٹ لکھیں؟

جواب: جتنی بھی کتابیں اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی رہنمائی کے لیے نازل فرمائیں قرآن کے علاوہ وہ تمام کتابیں محفوظ نہ رہیں بلکہ ان کی قوموں نے اپنی منشاء و چاہت کے مطابق ان میں کمی وزیادتی کر ڈالی۔ بہت جلد ان انبیاء علیہم السلام کے اس دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد وہ کتابیں بھی ختم ہو گئیں۔ لیکن قرآن کریم ایسی کتاب ہے کہ اس کی حفاظت کا ذمہ خود باری تعالیٰ عزاسمہ نے لیا ہے۔ جس کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا ہو اس میں تحریف کی کیا مجال؟ آج تک کفار و دشمنان اسلام لاکھوں کوششیں کر بیٹھے ہیں مگر قرآن مجید کا ایک حرف بھی کم نہ کر سکے اور نہ کسی قسم کی کوئی زیادتی کر سکے۔ بلکہ اس جیسا کلام لانے سے بھی فصحاء عرب و بلغاء عرب بے جان و بے بس نظر آئے۔ اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت امام احمد رضا خان بریلوی قادری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

تیرے آگے یوں ہیں دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے
کوئی جانے منہ میں زباں نہیں، نہیں بلکہ جسم میں جان نہیں

آج تک نہ کوئی پاک کتاب میں تغیر و تبدل کر سکا اور نہ ہی قیامت تک کر سکے گا۔ ایسا ہو بھی کیسے سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ٥

ہم نے اس قرآن کو اتارا اور ہم ہی اس کی حفاظت فرمادی (ویسے وہ ذات تو بے نیاز ہے اس کو کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے یہ طریقے نہ بھی ہوں تو بھی وہ حفاظت کر سکتا ہے۔ مگر پھر بھی رائج طریقے عقل کے اندھوں کو راہ راست پر لانے کے لیے اختیار کیے گئے) ان طریقوں میں مشہور طریقہ جس کا ہم گلی گلی، محلے محلے، قریہ قریہ، شہر شہر اور رمضان

شریف کے مہینہ میں مسجد مسجد مظاہرہ ومشاہدہ بھی کرتے ہیں۔ وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اتنی بڑی کتاب کو بچہ بچہ کے سینہ میں محفوظ کردیا۔ آج مسلمان کا بچہ بچہ اس کتاب کو اپنے سینے میں محفوظ کیے ہوئے ہے۔ جبکہ قرآن کریم کے علاوہ باقی کتابیں صرف انہی ہستیوں کو زبانی یاد ہوتیں جن پر وہ کتابیں نازل ہوتی تھیں۔ مگر قرآن کریم کا یہ ایک فقید المثال معجزہ ہے کہ چھوٹی چھوٹی عمر کے نابالغ بچوں اور بچیوں کو زبانی یاد ہے اور محفوظ ہے۔ قیامت تک قرآن کریم جیسا نازل ہوا تھا ویسا ہی رہے گا۔ (یہ کلام لفظی کے متعلق بات ہے جو حادث ہے۔ البتہ کلام نفسی تو وہ اللہ تعالیٰ کی ازلی صفت ہے جس طرح وہ ذات قدیم ہے اسی طرح کلام نفسی یعنی اس کا معنی بھی قدیم) نہ کوئی اس کو بدل سکتا ہے نہ بدل سکے گا چاہے تمام جن وانس مل جائیں۔

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2015ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

القسم الاوّل: ریاض الصالحین

سوال نمبر ۱: درج ذیل احادیث مبارکہ کا اردو ترجمہ کریں؟

حدیث نمبر۱:- عن ابی سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نھی عان النفخ فی الشراب فقال رجل القذاۃ اراھا فی الاناء فقال اھرقما ۔ قال انی لا اروی من نفس واحد' قال فابن ا[illegible]ح اذا عن فیک ۔

حدیث نمبر۲:- عن یعیش بن طخفۃ الغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال ابی بینما انا مضطجع فی المسجد علی بطنی ازا زجل یحرکنی برجلہ فقال ان ھذہ ضجعۃ یبخضھا اللہ قال فنظرت فاذا رسول اللہ ﷺ

حدیث نمبر۳:- عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ یحب العطاس ویکرہ التثاؤب فاذا عطس احدکم حمد اللہ تعالیٰ کان حقا علی کل مسلم سمعہ ان یقول لہ یرحمک اللہ واما التثاؤب فانما ھو من الشیطان فاذا تثاء ب احدکم فلیردہ ما استطاع فان احدکم اذا تثاء ب ضحک منہ الشیطان ۔

جواب: ترجمۃ الاحادیث:

حدیث نمبر۱ کا ترجمہ:

2014ء کے حل شدہ پرچہ میں دیکھیے۔

حدیث نمبر۲:۔حضرت یعیش بن طخفہ الغفاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے والد نے کہا: ایک دن میں مسجد میں اپنے پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا کہ اچانک ایک مرد مجھے اپنے پاؤں کے ساتھ ہلا رہا تھا۔ پس اس نے کہا: یہ لیٹنا ایسا ہے کہ اللہ اس سے ناراض ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا تو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

حدیث نمبر۳ کا ترجمہ:۔حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند فرماتا ہے اور جمائی کو ناپسند فرماتا ہے پس جب تم میں سے کسی ایک کو چھینک آئے تو وہ اللہ تعالیٰ کی حمد کرے (یعنی الحمد للہ کہے) جو بھی مسلمان (اس کی حمد کو) سنے اس پر لازم ہے کہ یہ کہے "اللہ تجھ پر رحم کرے"۔ جمائی تو وہ شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔ پس جب تم میں سے کسی ایک کو جمائی آوے پھر اس کو چاہیے کہ استطاعت کے مطابق روکے کیونکہ تم میں کوئی ایک جب جمائی لیتا ہے تو شیطان ہنستا ہے۔

سوال نمبر2: درج ذیل احادیث مبارکہ پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

الاعراب علی الحدیث:

۱۔عَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَۃَ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ کُنْتُ غُلَامًا فِیْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَتْ یَدِیْ تَطِیْشُ فِی الصَّحْفَۃِ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا غُلَامُ سَمِّ اللہَ وَکُلْ بِیَمِیْنِکَ وَکُلْ مِمَّا یَلِیْکَ۔

۲۔عَنْ اَبِیْ شُرَیْحٍ خُوَیْلِدِ بْنِ عُمَرَ الْخُزَاعِیِّ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ جَائِزَتَہٗ قَالُوْا وَمَا جَائِزَتُہٗ یَا

رَسُوْلَ اللہِ؟ قَالَ یَوْمُہٗ وَلَیْلَتُہٗ۔

جواب: ترجمۃ الاحادیث:

حدیث نمبر۱ کا ترجمہ:۔حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت میں لڑکا تھا اور میرا ہاتھ گھومتا تھا پیالے میں پس مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لڑکے نام لے تو اللہ کا، کھا تو اپنے دائیں ہاتھ کے ساتھ اور کھا تو اپنی طرف سے۔

حدیث نمبر۲ کا ترجمہ:۔حضرت ابوشریح خویلد بن عمر الخزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے پس اسے چاہیے کہ وہ اپنے مہمان کی اچھی طرح خاطر تواضع کرے۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ کب تک؟ فرمایا ایک دن اور ایک رات۔

سوال نمبر3: درج ذیل احادیث کا ترجمہ اور خط کشیدہ صیغے لکھیں؟

حدیث نمبر۱:۔عن ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تحقرن من المعروف شیئاً ولو ان تلقیٰ اخاک بوجہ طلیق۔

حدیث نمب۲:۔عن ابی ھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا اقیمت الصلوٰۃ فلاتاتوھا تسعون واتوھا وانتم تمشون و علیکم السکینۃ فما ادرکتم فصلوا وما فتکم فاتموا۔

جواب: ترجمۃ الاحادیث:

۱۔حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی بھی نیکی کو ذرہ بھی حقیر مت سمجھو اگرچہ تم اپنے بھائی کو خوش

روئی سے ملو۔

۲-حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جب جماعت کھڑی ہوجائے تو تم اس کی طرف دوڑتے ہوئے نہ آؤ اور تم اس کی طرف چلتے ہوئے آؤ اور تم پرسکون لازم ہے۔ پس جتنی نماز تمہیں (جماعت کے ساتھ) ملے تو پڑھ لو اور جو رہ جائے تم اسے مکمل کرلو۔

سوال نمبر 4:

درج ذیل الفاظ کے معنی لکھیں؟

جواب: ☆......بَایَعْنَا: (ہم نے بیعت کی) ☆......رَقِیْقٌ: (پتلا)

☆......اَلْاِمَاطَۃُ: (دور کرنا، زائل کرنا، ہٹانا) ☆......حَبْسٌ: (روکنا)

☆......لعب: (کھیل کود) ☆......سر

: (راز)

☆......اللھوات: (حلق کے کوّے)

القسم الثانی: مقدمہ تذکرۃ المحدثین

سوال نمبر 5: طبقات کتب حدیث کو مفصلاً تحریر کریں؟

جواب: علماء کرام نے صحت وشہرت اور مقبولیت کے اعتبار سے کتب حدیث کو چار طبقوں میں تقسیم کیا ہے۔ جن کی اجمالاً تفصیلاً یہ ہے:

۱-پہلا طبقہ ان کتابوں کا ہے جن کی صحت، شہرت اور مقبولیت سب سے زیادہ ہو، جیسے صحیحین، موطا امام مالک۔

۲-دوسرا طبقہ ان کتابوں کا ہے جن میں مذکورہ صفات پہلے طبقہ کے قریب ہیں۔ جیسے جامع ترمذی، سنن داؤد و نسائی وغیرہ۔

۳-تیسرے طبقے میں ان مصنفین کی کتابیں ہیں جو امام بخاری اور مسلم پر مقدم یا ان

کے ہم عصر اور مقارب تھے۔ جیسے مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ وغیرہ۔

۴-چوتھے طبقے میں ان علماء متاخرین کی کتابیں ہیں جن کی روایت کردہ احادیث کا قرون اولیٰ میں ثبوت نہیں ملتا۔ اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں یا تو متقدمین کو ان احادیث کی اصل نہ مل سکی یا انہوں نے ان روایات کو کسی خفیہ علت کی بناء پر ترک فرما دیا ہو، جیسے: دیلمی، ابن عساکر وغیرہ۔

سوال نمبر 6: متن اور سند میں احکام کا فرق واضح کریں؟

جواب: 2014ء کا حل شدہ پرچہ ملاحظہ کریں۔

سوال نمبر 7: درج ذیل اصطلاحات کی تعریفیں کریں؟

جواب:

غریب: اگر حدیث صحیح کا راوی ایک ہو تو اسے غریب کہتے ہیں۔

مضطرب: اس کی تعریف حل شدہ پرچہ 2014ء میں ملاحظہ کریں۔

موقوف: جس حدیث کی سند کسی صحابی تک پہنچتی ہو، اسے موقوف کہتے ہیں۔

معلق: اگر سند کی ابتداء سے کوئی راوی ساقط ہو تو اسے حدیث معلق کہتے ہیں۔

صحیح لذاتہ: جس حدیث کے تمام راوی عادل، تام الضبط اور متصل ہوں، اسے صحیح لذاتہ کہتے ہیں۔

موضوع: جس حدیث کی سند میں کوئی ایسا راوی ہو جس سے وضع فی الحدیث ثابت ہو۔

معلل: جس حدیث میں علت خفیہ قادحہ ہو مثلاً حدیث مرسل کو موصولاً روایت کیا جائے۔

☆☆☆☆☆

﴿درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2015ء﴾

تیسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

القسم الاوّل: فقہ

سوال نمبر 1: (الف) درجہ ذیل عبارت کا ترجمہ اور مسئلہ کی وضاحت کریں؟

واما الماء الجاری اذا وقعت فیه نجاسة جاز الوضوء منه اذا لم یرلها اثر۔

جواب: ترجمہ: بہر حال وہ پانی جو جاری ہو جب اس میں نجاست گر جائے تو اس سے وضو کرنا جائز ہے جب کہ اس میں نجاست کا اثر نظر نہ آئے۔

وضاحت:- اس عبارت میں مسئلہ یہ بیان ہوا ہے کہ چلتے پانی میں اگر نجاست گر جائے تو جب تک وہ نجاست اس پانی کے اوصاف یعنی رنگ، ذائقہ اور بو نہ بدل دے اس وقت تک اس پانی سے طہارت حاصل کرنا جائز ہے۔ کیونکہ اس نجاست کا اثر ظاہر نہ ہونا اس بات کی علامت ہے کہ وہ نجاست وہاں ٹھہری نہیں بلکہ چلتے پانی کے ساتھ چل گزری ہے۔ اگر نجاست کا اثر ظاہر ہو جاتا ہے یعنی وہ پانی کو متغیر کر دیتی ہے تو پھر اس سے طہارت حاصل کرنا جائز نہیں۔

(ب): پانچوں نمازوں کے اوقات مستحبہ تحریر کریں؟

جواب: ☆...... نماز فجر کو مردوں کے لیے روشن کر کے پڑھنا مستحب ہے۔

☆...... نماز ظہر گرمیوں کے موسم میں ٹھنڈا کر کے جبکہ سردیوں کے موسم میں جلدی پڑھنا مستحب ہے۔ البتہ بادلوں کے دنوں میں سردیوں میں بھی تاخیر کی جائے گی۔

☆...... نماز عصر کو سورج کے متغیر ہونے تک مؤخر کرنا مستحب ہے اور بادل کے دن جلدی کرنا۔

☆...... نماز مغرب کو جلدی پڑھنا مستحب ہے البتہ بادل کے دن مؤخر کر کے ادا کرنا مستحب

ہے۔

☆...... نماز عشاء کو تہائی رات تک مؤخر کر کے پڑھنا مستحب ہے۔ البتہ بادل کے دن جلدی۔

☆...... نماز وتر کو آخری رات تک مؤخر کرنا مستحب ہے اس شخص کے لیے جسے اٹھنے کا یقین ہو۔

سوال نمبر 2: (الف): تیمم کب کیا جاتا ہے؟ نیز تیمم کے فرائض اور طریقہ لکھیں؟

(ب): مقیم و مسافر کے لیے مسح علی الخفین کی مدت لکھیں نیز بتائیں کہ نواقض وضو کے علاوہ کونسی چیز مسح کو توڑتی ہے؟

جواب: (الف):

تیمم کا وقت:

جب کسی بندہ کو پانی نہ ملے خواہ وہ مسافر ہو یا شہر سے خارج اس کے اور شہر کے درمیان ایک میل یا زیادہ کی مسافت ہو، تو ایسی صورت میں تیمم کر سکتے ہیں۔

☆...... کوئی شخص بیمار ہو اور پانی کے استعمال سے شدت مرض کا خوف ہو تو بھی تیمم کر سکتا ہے۔

☆...... کوئی آدمی جنبی ہو اور پانی کے استعمال سے مرنے یا بیمار ہونے کا خوف ہو تو بھی تیمم کرنا جائز ہے۔

تیمم کے فرائض:

تیمم کے تین فرض ہیں: (۱) نیت کرنا، (۲) پہلی ضرب کیساتھ چہرے کا مسح کرنا، (۳) دوسری ضرب کے ساتھ دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرنا۔

طریقہ تیمم:

تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ نیت کر کے پاک مٹی پر دونوں ہاتھوں کو مارے اور ان کو آگے سے پیچھے کی طرف لے جائے پھر ہاتھ کے انگوٹھوں کی جڑوں سے دونوں ہاتھوں کو جھاڑے

اور تمام چہرے کا مسح کرے۔ اسی طرح دوسری بار پاک مٹی پر ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرے۔

(ب): مدت مسح:

مسح علی الخفین کی مدت مسافر کے لیے تین دن اور تین راتیں ہیں جبکہ مقیم آدمی کے لیے ایک دن اور ایک رات ہے۔

نواقض مسح:

جو چیز وضو کو توڑ دیتی ہے وہی مسح کو بھی توڑ دیتی ہے۔ علاوہ ازیں موزے کو اتارنا اور مدت کا پورا ہو جانا بھی مسح کو توڑ دیتا ہے۔

سوال نمبر 3: (الف):

درج ذیل عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

وَالْمُسْتَحَاضَةُ وَمَنْ بِهٖ سَلَسُ الْبَوْلِ وَالرُّعَافُ الدَّائِمُ وَالْجُرْحُ الَّذِيْ لَا يَرْقَأُ يَتَوَضَّأُوْنَ لِوَقْتِ كُلِّ صَلٰوةٍ وَيُصَلُّوْنَ بِذٰلِكَ الْوُضُوْءِ۔

جواب: مسئلہ کی وضاحت:

مذکورہ بالا عبارت میں کچھ معذور لوگوں کا حکم بیان کیا ہے کہ جنہیں اتنا وقت بھی نہیں ملتا کہ اس میں وضو کر کے نماز پڑھ سکیں، وہ لوگ یہ ہیں:

☆...... کسی عورت کو استحاضہ کا خون آتا رہتا ہو۔

☆...... کسی شخص کے پیشاب کے مسلسل قطرے ٹپکتے رہتے ہوں۔

☆...... کسی کو دائمی نکسیر ہو۔

☆...... یا کسی کو ایسا زخم پہنچا ہے کہ وہ زخم ٹھہرتا نہیں کچھ نہ کچھ اس زخم سے نکلتا رہتا ہے۔ تو ایسے تمام لوگوں کا حکم یہ ہے کہ وہ ہر نماز کے لیے بروقت وضو کریں اور آئندہ نماز کے وقت تک جو کچھ چاہیں فرائض ونوافل پڑھ سکتے ہیں۔ جونہی اگلی نماز کا وقت شروع ہو گا

ان کا وضو ٹوٹ جائے گا۔

(ب): زکوٰۃ کا لغوی واصطلاحی معنی لکھیں نیز اونٹ، گائے، بکری، گھوڑے، سونے اور چاندی کا نصاب زکوٰۃ لکھیں؟

جواب: (ب):

زکوٰۃ کا لغوی واصطلاحی معنی:

جواب: 2014ء کے حل شدہ پرچہ میں دیکھیے۔

اونٹ کا نصاب: پانچ اونٹ سائمہ یعنی چرنے والے ہوں۔

گائے کا نصاب: تیس گائے میں زکوٰۃ واجب ہے جب ان پر سال گزر جائے اور سائمہ ہوں۔

بکری کا نصاب: چالیس بکریاں ہوں تو ان پر زکوٰۃ واجب ہوگی جبکہ سال گزر جائے۔

گھوڑے کا نصاب: مذکر اور مؤنث دونوں ہوں اور ان پر سال گزر جائے تو زکوٰۃ واجب۔

سونے کا نصاب: ساڑھے سات تولے سونا۔7-1/5۔

چاندی کا نصاب: ساڑھے باون تولے چاندی 52-1/2۔

نوٹ: سائمہ کا مطلب ہے کہ وہ جانور سال کا اکثر حصہ جنگلات وغیرہ میں چرتے ہوں۔ اگر ان کو گھر باندھ کر خود چارہ ڈالا جائے تو پھر بھی ان میں زکوٰۃ نہیں۔

سوال نمبر 4: حج کا لغوی وصطلاحی معنی نیز اقسام حج کی وضاحت کریں؟

جواب: لغوی واصطلاحی معنی:

جواب: حل شدہ پرچہ 2014ء میں دیکھیے۔

حج کی اقسام:

حج کی تین اقسام ہیں:

(۱)۔حج مفرد، (۲)۔قران، (۳)۔تمتع۔

حج قران:

حج قران تمام اقسام سے افضل ہے۔حج قران یہ ہے کہ میقات سے حج اور عمرے دونوں کا اکٹھا احرام باندھا جائے اور دو رکعت نماز کے بعد یہ کہے: ''اے اللہ! میں حج اور عمرے کا ارادہ کرتا ہوں، تو ان کو میرے لیے آسان فرما اور میری طرف سے قبول کر۔

حج تمتع:

حج تمتع، حج مفرد سے افضل ہے۔حج تمتع یہ ہے کہ پہلے عمرے کا احرام باندھا جائے پھر افعال عمرہ ادا کرنے کے بعد حرم شریف سے ہی حج کا احترام باندھا جائے۔پھر افعال عمرہ ادا کرنے کے بعد حرم شریف سے ہی حج کا احترام باندھ کر افعال حج میں شروع ہو جائے۔

حج مفرد:

یہ ہے کہ صرف حج کا احرام باندھ کر افعال حج ادا کرنا۔

القسم الثانیہ: اصول فقہ

سوال نمبر 5: (الف): ادلہ اربعہ مع وجہ حصر لکھیں؟

(ب): وحی جلی وخفی میں فرق لکھیں نیز مصنف کا نام لکھیں؟

جواب:

اس کا جواب 2014ء کے حل شدہ پرچہ میں دیکھیں۔

(ب) وحی جلی اور خفی میں فرق:

حل شدہ پرچہ 2014ء ملاحظہ فرمائیں۔

مصنف کا نام:

منہاج اصول فقہ کے مصنف کا نام ''مفتی محمد خان قادری'' ہے۔

سوال نمبر 6: (الف) خاص، عام، مشترک اور مؤول کی تعریف ومثال لکھیں؟

(ب): اصول فقہ کی تعریف، موضوع اور غرض لکھیں؟

جواب: (الف)

خاص کی تعریف:

خاص وہ لفظ ہے جو کسی معنی معلوم یا مسمیٰ معلوم کے لیے انفرادی طور پر وضع کیا گیا ہو جیسے: زَیْدٌ، رَجُلٌ، اِنْسَانٌ، قُرْاٰنٌ، نَبِیٌّ وغیرہ۔

عام کی تعریف:

عام وہ لفظ ہے جو افراد کی ایک جماعت کو لفظاً وضعاً شامل ہو، جیسے: مُسْلِمُوْنَ۔

مشترک کی تعریف:

وہ لفظ ہے جو اپنے دو یا زیادہ معانی کے لیے موضوع ہو جن کی حقیقتیں مختلف ہوں جیسے لفظ عَیْنٌ اور جَارِیَۃٌ۔

مؤول کی تعریف:

غالب رائے کے ساتھ مشترک کے کسی ایک معنی کو ترجیح دینا مؤول کہلاتا ہے، جیسے: فِیْھَا عَیْنٌ جَارِیَۃٌ۔اب اس جگہ عین سے مراد چشمہ ہے کہ جاریۃ اس پر قرینہ ہے۔

(ب): تعریف اصول فقہ:

ان قواعد کا علم جن کے ذریعے ادلہ شرعیہ سے احکام عملی کے حصول کا طریقہ معلوم ہو۔

موضوع:

ادلہ شرعیہ اور احکام شرعیہ۔

فائدہ:

دلیلوں سے احکام مستنبط کرنے میں غلطی سے بچنا۔

سوال نمبر 7: درج ذیل اصطلاحات کی تعریفیں مع حکم لکھیں؟

جواب:

عبارۃ النص:

عبارۃ النص سے وہ حکم ثابت ہوتا ہے جس کے لیے کلام چلایا گیا ہو۔

اشارۃ النص:

اشارۃ النص سے ثابت ہونے والا حکم نظم نص ہی سے ثابت ہوتا ہے اور تقدیر عبارت کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن من کل الوجود ظاہر نہیں ہوتا اور نہ ہی اس لیے عبارت کو چلایا جاتا ہے۔

دلالۃ النص:

اس سے وہ حکم ثابت ہوتا ہے جو منصوص علیہ حکم کی علت کے طور پر از روئے لغت معلوم ہوتا ہے۔ اجتہاد اور رائے کو اس میں بالکل دخل نہیں ہوتا۔

اقتضاء النص:

کلام کا اپنے مدلول سے باہر کسی ایسی معنی پر دلالت کرنا جس پر شرعاً اس کلام کی صحت یا صدق موقوف ہو۔

حکم:

اقتضاء النص کا حکم ہے کہ اس مقدر کا ضرورت کے مطابق ہی اعتبار کیا جائے گا نہ کہ ضرورت سے زائد۔

دلالۃ النص کا حکم:

جہاں بھی پائی جائے وہاں حکم بھی پایا جائے گا جیسے جو چیزیں والدین کے ایذاء کا باعث بنتی ہیں وہ حرام ہیں چاہے لَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ میں اس کا ذکر نہ بھی ہو۔

☆☆☆☆☆

﴿درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2015ء﴾

چوتھا پرچہ: نحو

القسم الاوّل: شرح مائۃ عامل

سوال نمبر 1: لام اور من میں سے کسی ایک کے بارے بتائیں کہ اس کے کتنے معنی ہیں؟ مثالیں بھی دیں۔

جواب:

مِنْ کے معانی:

من چار معانی کے لیے آتا ہے:

۱- ابتداء مسافت کو بیان کرنے کے لیے۔ جیسے سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ اِلَى الْكُوْفَةِ۔

۲- تبعیض کے لیے جیسے: اَخَذْتُ مِنَ الدَّرَاهِمِ اَىْ بَعْضَ الدَّرَاهِمِ۔

۳- تبیین کے لیے جیسے فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ اى الرِّجْسَ الَّذِىْ هُوَ الْاَوْثَانُ۔

۴- زیادت کے لیے جیسے يَغْفِرْ لَكُمْ مِنْ ذُنُوْبِكُمْ۔

سوال نمبر 2: تیسری نوع میں کن حروف کا ذکر ہے؟ کس پر داخل ہوتے ہیں؟ کیا عمل کرتے ہیں؟

جواب: تیسری نوع میں ما و لا مشابہہ لیس کا بیان و ذکر ہے۔

☆......مَا وَلَا مشابهه لَيْسَ مبتداء اور خبر پر داخل ہوتے ہیں۔

☆......مبتداء کو رفع دیتے ہیں اس کو ان کا اسم کہتے ہیں اور خبر کو نصب دیتے ہیں اس کو ان کی خبر کہتے ہیں جیسے مَا زَيْدٌ قَائِمًا ۔ لَا رَجُلٌ فِى الدَّارِ ۔

سوال نمبر3: درج ذیل جملوں کی نحوی ترکیب کریں؟

جواب: ۱-سَقَی اللّٰهُ ثَرَاهُ ۔سَقٰی، صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف لفظ اللہ اسم مفرد منصرف صحیح سہ اعراب لفظی مرفوع لفظاً فاعل۔(ثرا) اسم مقصورہ سہ اعراب تقدیری منصوب تقدیراً مضاف، (ہ) ضمیر مضاف الیہ۔ مضاف بہ مضاف الیہ خود مفعول بہ ہوا۔ سقٰی فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

۲-ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ ۔ذَهَبَ فعل ماضی کا صیغہ لفظ اللہ مرفوع لفظاً فاعل۔(ب) حرف جار۔(نور) اسم مفرد منصرف صحیح سہ اعراب لفظی مجرور لفظاً مضاف۔(هِمْ) مضاف الیہ۔مضاف، مضاف الیہ سے مل کر مجرور شدہ۔ جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا ظرف لغو ذَهَبَ ،فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

۳-زَيْدٌ عَلَى السَّطْحِ۔ جواب کے لیے حل شدہ پرچہ 2014ء ملاحظہ کریں۔

۴-مَا زَيْدٌ قَائِمًا ۔ مَا مَشَابِهه لَيْسَ رافع اسم وناصب خبر لَيْسَ ۔(زید) اسم مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم، (قَائِمًا) منصوب لفظاً خبر۔ ما اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

القسم الثانی: ہدایۃ النحو

سوال نمبر4: (الف): کلمہ، کلام، اسناد کی تعریفات مع امثلہ لکھیں؟

(ب): تنازع فعلان کی صورت میں عمل کیسے دیں گے؟ بصریوں اور کوفیوں کا مختار کیا ہے؟

(ج): تنازع فلان کسے کہتے ہیں؟ اس کی کتنی قسمیں ہیں؟ ہر ایک کی مثال دیں۔

جواب: (الف):

کلمہ کی تعریف:

کلمہ وہ لفظ ہے جو معنی مفرد کے لیے موضوع ہو، جیسے: زَيْدٌ، ضَرَبَ، مِنْ ۔

کلام کی تعریف:

کلام وہ مرکب ہے جو دو کلموں کو متضمن ہو اسناد کے ساتھ مثلاً زَيْدٌ قَائِمٌ ۔

اسناد کی تعریف:

دو کلموں میں سے ایک کی دوسرے کی طرف نسبت کرنا اس طور پر کہ مخاطب کو فائدہ تامہ حاصل ہو، جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ ضَرَبَ زَيْدٌ ۔

(ب): تنازع کی کل چار صورتیں بنتی ہیں۔ جمہور کے نزدیک ان تمام صورتوں میں پہلے فعل کو عمل دینا جائز ہے اور دوسرے فعل کو بھی عمل دینا جائز ہے۔ یہ تو بصریوں اور کوفیوں کا مذہب ہے۔ البتہ امام فراء کا مذہب یہ ہے کہ پہلی اور تیسری صورت میں دوسرے فعل کو عمل دینا جائز نہیں۔ اگر عمل دیں گے تو دو ممنوعہ باتوں میں سے ایک بات لازم آئے گی۔ وہ یا تو فاعل کا حذف کرنا لازم آئے گا یہ جائز نہیں یا پھر اضمار قبل الذکر لازم آئے گا' یہ بھی جائز نہیں۔

بہر حال یہ اختلاف تو جواز اور عدم جواز میں تھا۔ اب اولویت میں ملاحظہ فرمائیں:

مذکورہ تمام صورتوں میں دوسرے فعل کو عمل دینا مختار ہے اگر چہ پہلے کو بھی دینا جائز ہے۔ یہ بصریوں کا مذہب ہے۔

تمام صورتوں میں پہلے فعل کو عمل دینا مختار ہے اگر چہ دوسرے فعل کو عمل دینا بھی جائز ہے۔ یہ کوفیوں کا مذہب ہے۔

(ج): تنازع فعلان کی تعریف:

جب دو فعل جھگڑا کریں اس اسم ظاہر میں جو ان کے بعد موجود ہے۔ یعنی دونوں میں سے ہر فعل یہ چاہے کہ بعد والا اسم میرا معمول بنے۔

اقسام تنازع:

تنازع فعلان کی چار صورتیں واقسام ہیں:

۱-دونوں فعل یہ تقاضا کریں کہ وہ اسم ظاہر میرا فاعل بنے جیسے ضَرَبَنِيْ وَاَكْرَمَنِيْ

زَیْدٌ۔

۲- دونوں فعل یہ چاہیں کہ وہ اسم ظاہر میرا مفعول بنے جیسے: ضَرَبْتُ وَاَکْرَمْتُ زَیْدًا۔

۳- پہلا فعل چاہے کہ اسم ظاہر میرا فاعل بنے اور دوسرا چاہے کہ مفعول بنے جیسے ضَرَبَنِیْ وَاَکْرَمْتُ زَیْدًا۔

۴- تیسری صورت اس کا عکس جیسے ضَرَبْتُ وَاَکْرَمَنِیْ زَیْدٌ

سوال نمبر5: (الف): مفرد منصرف جاری مجری صحیح، جمع مذکر سالم اور اسم مقصور کی تعریف واعراب لکھیں؟

(ب): مبتدا، خبر کی تعریف اور انہیں عامل کی نشاندہی کریں؟

(ج): ان کے اخوات کون ہیں؟ کس پر داخل ہوتے ہیں؟ کیا عمل کرتے ہیں؟

جواب: (الف):

مفرد منصرف جاری مجری صحیح:

وہ اسم ہے جو تثنیہ وجمع نہ ہو، غیر منصرف نہ ہو، اس کے آخر میں واؤ یا یاء ہو اور ان کا ماقبل ساکن ہو، جیسے: دَلْوٌ، ظَبْیٌ۔

اعراب:

حالت رفع میں ضمہ، حالت نصب میں فتحہ اور حالت جر میں کسرہ ہو، جیسے: جَاءَنِیْ دَلْوٌ وَظَبْیٌ۔ رَأَیْتُ دَلْوًا وَظَبْیًا، مَرَرْتُ بِدَلْوٍ وَظَبْیٍ۔

جمع مذکر سالم:

وہ جمع ہے جس کے مفرد کے آخر میں واؤ ماقبل مضموم یا یاء ماقبل مکسور اور نون مفتوحہ ہو، جیسے: مُسْلِمُوْنَ، مُسْلِمِیْنَ۔

اعراب:

رفعی حالت میں واؤ ماقبل مضموم، نصبی اور جری حالت میں یا ماقبل مکسور کے ساتھ آتا

ہے جیسے جَاءَ الْمُسْلِمُوْنَ، رَأَیْتُ الْمُسْلِمِیْنَ، مَرَرْتُ بِمُسْلِمِیْنَ۔

اسم مقصور:

وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو جیسے: مُوْسٰی۔

اعراب:

سہ اعراب تقدیری یعنی رفع ضمہ تقدیری کے ساتھ، نصب فتحہ تقدیری کے ساتھ اور جر کسرہ تقدیری کے ساتھ جیسے جَاءَنِیْ مُوْسٰی، رَأَیْتُ الْمُوْسٰی، مَرَرْتُ بِالْمُوْسٰی۔

(ب): مبتداء اور خبر کی تعریف:

مبتداء اور خبر وہ اسم ہیں جو عوامل لفظیہ سے خالی ہوں، ان میں سے ایک مسند ہوتا ہے اس کو مبتداء کہتے ہیں اور دوسرا مسند الیہ ہوتا ہے اس کو خبر کہتے ہیں جیسے زید قائم، میں زید مبتداء ہے اور قائم اس کی خبر ہے۔

عامل کون؟:

مبتداء اور خبر دونوں میں عامل معنوی ہوتا ہے اور وہ ابتداء ہے۔

(ج): اِنَّ کے اخوات اور ان کا عمل:

اِنَّ کے پانچ بھائی ہیں اور وہ یہ ہیں: اَنَّ، کَاَنَّ، لٰکِنَّ، لَیْتَ، لَعَلَّ۔

عمل: یہ حروف جملہ اسمیہ یعنی مبتداء اور خبر پر داخل ہوتے ہیں۔ اپنے اسم کو نصب جبکہ خبر کو رفع دیتے ہیں جیسے اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ۔

سوال نمبر6: (الف): اسم فعل اور حرف کی وجہ حصر بمعہ امثلہ تحریر کریں؟

(ب): اسم کی کوئی پانچ علامات لکھیں؟

(ج): فعل کی کوئی پانچ علامات لکھیں؟

جواب: (الف):

وجہ حصر اقسام ثلثہ:

کلمہ دو حال سے خالی نہیں کہ وہ مستقل معنی پر دلالت کرے گا یا نہیں۔ اگر نہ کرے گا تو

حرف جیسے: مِنْ. اگر کرتا ہے تو پھر دیکھیں گے کہ اس کا معنی تین زمانوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ملا ہوا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو وہ اسم ہے جیسے: رَجُلٌ ' اگر ملا ہوا ہے تو فعل جیسے: ضَرَبَ۔

(ب): جواب: 2014ء کے حل شدہ پرچہ میں دیکھیں۔

(ج): علامات فعل:

☆......اس سے خبر دینا صحیح ہو جیسے: یَضْرِبُ زَیْدٌ میں یَضْرِبُ۔

☆......قَدْ کا داخل ہونا مثلاً قَدْ ضَرَبَ ' سین کا داخل ہونا مثلاً سَیَضْرِبُ۔ سوف کا داخل ہونا جیسے: سَوْفَ یَضْرِبُ ۔

☆......امر ہو جیسے: اِضْرِبْ ۔

☆......نہی ہو جیسے: لَا تَضْرِبْ۔

☆☆☆☆☆

﴿درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2015ء﴾

پانچواں پرچہ: منطق وادب عربی

القسم الاوّل: منطق

سوال نمبر 1: (الف): تصور اور تصدیق میں سے ہر ایک کی اقسام بالتفصیل بیان کریں؟

(ب): برہانی انی اور برہانی لمی کی تعریف ومثال لکھیں؟

جواب: (الف):

تصور وتصدیق کی اقسام:

تصور اور تصدیق کی دو قسمیں ہیں:

اقسام تصور:

تصور بدیہی: وہ تصور ہے جو غور وفکر کے بغیر حاصل ہو جیسے: ٹھنڈک کا تصور اس کو تصور ضروری بھی کہتے ہیں۔

تصور کسبی: وہ تصور ہے جو غور وفکر کے ساتھ حاصل ہو جیسے: جنوں اور فرشتوں کا تصور' اس کو تصور نظری بھی کہتے ہیں۔

اقسام تصدیق:

تصدیق بدیہی: وہ تصدیق ہے جو غور وفکر کے بغیر حاصل ہو جیسے: اَلْمَاءُ بَارِدٌ۔ اس کو تصدیق ضروری بھی کہتے ہیں۔

تصدیق کسبی: وہ تصدیق جو غور وفکر کے ساتھ حاصل ہو جیسے: اَلصَّانِعُ مَوْجُوْدٌ۔

(ب): برہانِ لمّی کی تعریف:

وہ برہان ہے جس میں حداوسط ذہن میں بھی حکم کے لیے علت ہو اور خارج میں بھی جیسے زَیْدٌ مُتَعَفِّنُ الْاَخْلَاطِ ۔ وَکُلُّ مُتَعَفِّنِ الْاَخْلَاطِ فَهُوَ مَحْمُوْمٌ تو نتیجہ نکلا زَیْدٌ مَحْمُوْمٌ ۔ اس مثال میں حداوسط مُتَعَفِّنُ الْاَخْلَاطِ ہے جو کہ ذہن اور خارج دونوں میں محموم کے لیے علت ہے۔

برہانِ انی کی تعریف:

وہ برہان ہے جس میں حداوسط حکم کے لیے فقط ذہن میں علت بنے اور خارج میں وہ علت نہ بنے۔ جیسے زَیْدٌ مَحْمُوْمٌ وَکُلُّ مَحْمُوْمٍ مُتَعَفِّنُ الْاَخْلَاطِ تو نتیجہ آئے گا زَیْدٌ مُتَعَفِّنُ الْاَخْلَاطِ ۔ اس مثال میں حداوسط محموم ہے جو ذہن میں تو مُتَعَفِّنُ الْاَخْلَاطِ کے لیے علت ہے مگر خارج میں نہیں۔ کیونکہ علتوں کے خراب ہونے کی وجہ سے زید کو بخار ہوا نہ کہ بخار ہونے کی وجہ سے علتیں خراب ہوئیں۔

سوال نمبر2: (الف): مرکب ناقص کی اقسام کی تعریفات بمعہ امثلہ لکھیں؟

(ب): ترتیب کے اعتبار سے نوع کی اقسام کی تعریفات بمعہ امثلہ لکھیں؟

جواب: (الف):

اقسام مرکب ناقص:

مرکب ناقص کی دو اقسام ہیں: ا۔ تقییدی ۲۔ غیر تقییدی۔

مرکب تقییدی: وہ مرکب ناقص ہے جس کی جزء ثانی جزء اول کے لیے قید بنے جیسے غُلَامُ زَیْدٍ ۔

مرکب غیر تقییدی: وہ مرکب ناقص ہے جس کی جزء ثانی، جزء اول کے لیے قید نہ بنے جیسے فِی الدَّارِ۔

(ب): اقسام نوع:

ترتیب کے اعبار سے نوع کی چار قسمیں ہیں:

عالی، سافل، متوسط، مفرد۔

نوع عالی: وہ نوع ہے جس کے نیچے تو کوئی نوع موجود ہو لیکن اوپر نہ ہو، جیسے: جسم مطلق۔

نوع متوسط: وہ نوع ہے جس کے اوپر بھی اور نیچے بھی نوع موجود ہو، جیسے: حیوان، جسم نامی۔

نوع سافل: وہ نوع ہے جس کے اوپر کوئی نوعی موجود ہو لیکن نیچے نہ ہو، جیسے: انسان۔

نوع مفرد: وہ نوع ہے جس کے اوپر و نیچے کوئی نوع موجود نہ ہو، جیسے: عقل جبکہ جوہر کو اس کی جنس مانیں۔

سوال نمبر3: (الف): دلالت لفظیہ وغیر لفظیہ کی کل کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟ مع تعریفات وامثلہ لکھیں؟

(ب): حواس باطنہ کتنے ہیں؟ اور کون کون سے ہیں؟ تحریر کریں۔

جواب: (الف):

اس کا تفصیلی جواب حل شدہ پرچہ 2014ء میں دیکھیے۔

(ب):

حواس باطنہ:

حواس باطنہ پانچ ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔ حس مشترک: وہ قوت ہے جو صور جزئیہ کا ادراک کرتی ہے۔

۲۔ خیال: وہ قوت ہے جو حس مشترک سے حاصل شدہ صورتوں کے لیے خزانہ ہوتی ہے۔

۳۔ وہم: وہ قوت ہے جو معانی جزئیہ کا ادراک کرتی ہے۔

۴۔ حافظہ: وہ قوت ہے جو وہم سے حاصل شدہ معانی کے لیے خزانہ ہوتی ہے۔

۵۔ متصرفہ: وہ قوت ہے جو صور جزئیہ اور معانی جزئیہ میں تحلیل و ترکیب کا تصرف کرتی ہے۔

القسم الثانی: حدیقة الادب

سوال نمبر 4: (الف): درج ذیل آیت کریم کا ترجمہ کریں؟

وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝

جواب: ترجمۃ الآیت:

اور حکم فرمایا تیرے رب نے یہ کہ تم نہ عبادت کرو مگر اس کی اور والدین کے ساتھ احسان کا (حکم دیا)۔ اگر پہنچ جائیں تیرے پاس ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پس تو ان کو اف تک نہ کہہ اور ان کو جھڑک نہ اور ان سے ادب سے بات کر اور جھکا ان کے لیے نرمی کے پر نرم دلی سے اور عرض کر اے میرے رب ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے میرے بچپن میں میری پال پوس کی۔

(ب): درجہ ذیل الفاظ کو مفید جملوں میں استعمال کریں؟

جواب: عُضْوٌ، رَحِيْلَةٌ، غَلَبٌ، عَاصِمَةٌ الْحَرَارَةُ۔

الفاظ	مفید جملوں میں استعمال	اردو میں ترجمہ
عُضْوٌ	كَسَرَ عُضْوُ عَمْرٍو	عمرو کا جوڑ ٹوٹ گیا۔
رَحِيْلَةٌ	اَلرَّحِيْلَةُ مُعَلِّمَةٌ	رحیلہ ٹیچر ہے۔
غَلَبٌ	غَلَبَ الْمَاءُ عَلَى الْبُزَاقِ	پانی تھوک پر غالب آ گیا۔
عَاصِمَةٌ	اِسْلَام آبَاد عَاصِمَةُ بَاكِسْتَان	اسلام آباد پاکستان کا دار الخلافہ ہے۔
اَلْحَرَارَةُ	اَلْحَرَارَةُ شَدِيْدَةٌ	گرمی بہت زیادہ ہے۔

سوال نمبر 5: (الف): درج ذیل احادیث مبارکہ کا ترجمہ کریں؟

۱- ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال والذی نفسی بیدہ لایؤمن احدکم حتّٰی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین۔

۲- عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال: المومن للمومن کالبنیان یشد بعضہ بعضاً ثم شبک بین اصابعہ۔

جواب: دونوں احادیث مبارکہ کا ترجمہ حل شدہ پرچہ 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

(ب): درج ذیل سوالات کے عربی میں جواب دیں؟

جواب:

سوالات	جوابات
الی من کتب ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ الرسالۃ؟	کتب ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ الرسالۃ الی خالدبن الولید ومن معہ
مامعنی کلمۃ التلفزیون؟	معنی کلمۃ التلفزیون الرویۃ عن بعد
ھل تحبین بلادک و تفتدیھا؟	نعم! احب بلادی وافتدیھا۔

سوال نمبر 6: (الف): درج ذیل اشعار کا ترجمہ کریں؟

سوای یهاب الموت اویرهب الردی — وغیری یهوی ان یعیش مخلدا
ولکننی لاارهب الدهران سطا — ولااحذر الموت الزؤام اذا عدا
لومد نحوی حادث الدهر کفه — لحدثت نفسی ان امدله یدا
توقد عزمی یترك الماء جمرة — وحلیة حلمی تترك السیف مبردا

جواب: ترجمۃ الاشعار:

۱- میرا غیر گھبراتا ہے موت سے یا ڈرتا ہے ہلاکت سے
اور میرا غیر پسند کرتا ہے کہ وہ زندہ رہے ہمیشہ کے لیے
۲- لیکن میں نہیں گھبراتا زمانے سے اگر چہ وہ حملہ کرے
اور نہ ہی میں سخت موت سے ڈرتا ہوں جب دوڑ کر میری طرف آتی ہے۔

۳-اگر لمبا کرے میری طرف حوادثات زمانہ اپنے ہاتھ۔

تو میں اپنے دل میں یہ تصور کرتا ہوں کہ میں اس کیطرف اپنے ہاتھ لمبے کروں۔

۴-میرے ارادے کا بھڑکتا شعلہ پانی کو آگ بنا دیتا ہے۔

اور میرے حوصلے کا زیور تلوار کو ریتی بناڈالتا ہے۔

(ب): درج ذیل جملوں کی عربی بناؤ؟

۱-یہ ایک عظیم الشان کام ہے۔

۲-رشتہ توڑنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔

۳-اسلام آباد پاکستان کا دارالخلافہ ہے۔

جواب: اردو جملوں کی عربی۔

۱ – هٰذَا اَمْرٌ عَظِيْمٌ . هٰذَا امرٌ متيمٌ بالشان .

۲ – لَا يَدْخُلُ فِي الْجَنَّةِ قَاطِعٌ .

۳ – اِسْلَام آبَاد عَاصِمَةُ بَاكِسْتَانَ .

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2015ء

چھٹا پرچہ: سیرت وتاریخ

القسم الاوّل۔ سیرت

سوال نمبر 1: (الف): واقعہ اصحاب فیل لکھیں؟

(ب): تولد شریف کی خوشی کے ثمرہ پر نوٹ لکھیں؟

جواب: (الف): 2014ء کے حل شدہ پرچہ میں دیکھیے۔

(ب): حل تولد شریف کی خوشی کا ثمرہ:

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی تو جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی دوسرے خاندان کے لوگوں کو ہوئی وہاں ابولہب نے بھی ولادت کی خوشی میں ولادت کی خبر دینے والی لونڈی (ثوبیہ) کو آزاد کر دیا۔

بعد المرگ جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے خواب میں ابولہب کا حال پوچھا تو اس نے کہا میں بہت تکلیف میں ہوں مگر ثوبیہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے مجھے تھوڑا سا پانی مل جاتا ہے جسے میں سبابہ اور ابہامہ سے چوستہ ہوں اور عذاب میں کمی محسوس کرتا ہوں۔

یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے ورنہ کافر کے عذاب میں تخفیف نہیں ہو سکتی۔

سوال نمبر 2: (الف): ہجرت کے دوسرے سال تحویل قبلہ کا واقعہ بیان کریں؟

(ب): حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن مبارک کی برکت پر کوئی تین واقعات لکھیں؟

جواب: (الف): تحویل قبلہ کا واقعہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں کعبۃ اللہ کی طرف نماز پڑھتے تھے ہجرت کے بعد بحکم الٰہی بیت المقدس آپ کا قبلہ مقرر ہوا۔ چنانچہ سولہ یا سترہ ماہ آپ بیت المقدس کی طرف منہ

کر کے نماز پڑھتے رہے۔

یہودی لوگ آپ کو طعنہ دیتے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) تمام معاملات میں ہماری مخالفت کرتے ہیں مگر قبلہ میں ہمارے تابع ہیں۔ اس لیے آپ کی دلی آرزو تھی کہ ملت ابراہیمی کی طرح میرا قبلہ بھی ابراہیمی ہی ہو۔ چنانچہ اس آرزو کا اظہار آپ علیہ السلام بار بار اپنا چہرہ اقدس اوپر کو بلند کر کے فرماتے اور وحی کا انتظار فرماتے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دلی مراد پوری فرمادی اور تحویل قبلہ کا حکم دے دیا۔ ارشاد ربانی ہے:

"بے شک ہم دیکھتے ہیں تمہارے منہ کا پھرنا آسمان کی طرف پس ضرور ہم پھیریں گے تمہیں اس قبلہ کی طرف تم جسے پسند کرتے ہو۔ پس پھیر منہ اپنا مسجد حرام کی طرف اور جس جگہ تم ہو پس پھیرو اپنے منہ اس کی طرف"۔

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ہی میں کعبہ کی طرف رخ کرلیا اور آپ کے ساتھیوں نے بھی' ہر ایک نمازی جو جماعت میں شامل تھا۔ ایک شخص عصر کے وقت مسجد بنی حارثہ میں گیا۔ اس نے دیکھا کہ انصار نماز عصر بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھ رہے ہیں۔ اس نے تحویل قبلہ کی خبر دی تو وہ لوگ نماز ہی میں کعبہ رخ ہو گئے"

چنانچہ پہلے کی طرح آپ کا قبلہ' کعبۃ اللہ بن گیا۔ اسی چیز کو تحویل قبلہ کہتے ہیں۔

(ب): لعاب مبارک کی برکتیں:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب مبارک کی چند برکتیں ہم آپ کی نذر کرتے ہیں۔

۱- حضرت محمد بن حاطب کے ہاتھ پر ہنڈیا گر پڑی اور وہ جل گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک اس پر ڈالا اور دعا کی وہ بالکل اچھا ہو گیا۔

۲- حضرت عمرو بن معاذ بن جموح انصاری رضی اللہ عنہ کا پاؤں کٹ گیا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک لگایا تو وہ اچھا ہو گیا۔

۳- حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک غزوہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارے چہرے پہ کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایک تیر لگا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نزدیک آؤ میں

نزدیک گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک لگا دیا۔ اس روز سے مجھے کبھی تیر کی تکلیف نہیں ہوئی۔ سبحان اللہ!

سوال نمبر 3: (الف): ابتداء وحی کا واقعہ اور نازل ہونے والی آیت کریمہ تحریر کریں؟

(ب): نبوت کے دسویں سال میں کن دو عظیم ہستیوں کی وفات ہوئی نیز اس کے بعد آنیوالی مشکلات پر تبصرہ کریں؟

ابتداء وحی کا واقعہ اور نازل ہونے والی آیت مبارکہ:

انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے تلامذہ اور تربیت یافتہ ہوتے ہیں' خواہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ اعلان نبوت چالیس سال کی عمر میں کرتے ہیں مگر قبل ازیں بھی اس کی یاد اور عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ اسی دستور کے مطابق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے ساتھ اشیاء خوردنی لے کر غار حراء میں تشریف لے جاتے اور کئی کئی دن تک اللہ تعالیٰ کی عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے تھے۔ ایک عرصہ تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ جب آپ کی عمر مبارک چالیس سال کی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس غار میں یاد الٰہی میں مشغول تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ظاہر ہوئے۔ انہوں نے آتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: پڑھیے۔ آپ نے جواب دیا: میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ فرشتہ نے پھر کہا: پڑھیے: آپ نے پھر بھی پہلے والا جواب دیا۔ اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو دو یا تین بار اپنے سینے کے ساتھ لگایا پھر عرض کیا: آپ پڑھیے۔ آپ نے پوری آیت پڑھ ڈالی۔

چونکہ یہ واقعہ اچانک اور پہلی بار پیش آیا تھا جس وجہ سے بتقاضائے بشریت آپ کے جسم اطہر پر کپکپی طاری ہوگئی' اور اسی حالت میں اپنے گھر تشریف لائے اور پوری صورتحال اپنی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کر دی اور ساتھ ہی فرمایا: مجھے کمبلی یا لحاف اڑھا دو۔ یہ پریشان کن صورتحال سامنے آنے پر حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم مطمئن رہیں پروردگار عالم آپ کو نقصان نہیں پہنچائے گا کیونکہ آپ اقرباء سے حسن سلوک کرتے ہیں' بے سہاروں کا سہارا بنتے ہیں' غریبوں اور یتیموں کی معاونت کرتے ہیں اور مسافروں کی

مہمان نوازی کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اپنے چچا زاد بھائی حضرت ورقہ بن نوفل جو آسمانی کتب کے عالم و ماہر تھے، کے پاس لے گئیں۔ انہوں نے صورتحال سننے کے بعد کہا: آپ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہوں گے، کاش میں آپ کے اعلان نبوت تک زندہ رہتا۔

حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی لے کر نازل ہوئے اور پہلی وحی یہ آیہ مبارکہ تھی: اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ الخ۔

جواب: (ب): عظیم ہستیوں کے نام و مشکلات پر تبصرہ:

اس سال کو عام الحزن بھی کہتے ہیں۔ اس سال آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب اور ام المومنین حضرت سیدہ خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا انتقال ہوا۔ جناب ابو طالب کے بعد جس ہستی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت وحمایت میں اپنا تن من اور دھن سب کچھ قربان کیا وہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ ہر موقع پر وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دلجوئی فرماتی تھیں۔

جب ان دو ہستیوں کا انتقال ہوا تو کفار قریش نے آپ کو مزید تنگ کرنا شروع کر دیا۔ کوئی برا بھلا کہتا تو کوئی خاک ڈالتا تو کوئی کسی طرح کی تکلیف پہنچاتا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ ثقیف کی طرف دعوت اسلام دینے کے لیے نکلے اس خیال سے کہ وہ اسلام لے آئیں تو کفار قریش کے خلاف میری مدد کریں گے۔ مگر انہوں نے بھی دعوت اسلام کو ٹھکرا دیا اور لڑکوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر مار مار کر شدید زخمی کر دیا۔ حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لہولہان ہو گئے۔ آپ کے ساتھ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ انہوں نے آپ کی طرف آنے والے ہر پتھر کو اپنے جسم کو ڈھال بناتے ہوئے روکا۔ جس سے وہ بھی زخموں سے چور ہو گئے۔ الغرض آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر مصائب و آلام کے پہاڑ ٹوٹ پڑے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فرائض تبلیغ نہایت کامیابی سے انجام دیتے رہے اور صبر کا دامن تھامے رہے۔ آپ کی یہ حالت دیکھ کر پہاڑ کے فرشتے نے عرض کیا: اللہ نے مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع کر دیا ہے۔ آپ حکم دیں میں اس پہاڑ کو

اس بستی پر الٹا دیتا ہوں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، ہوسکتا ہے کہ ان کی پشتوں سے ایسے لوگ پیدا ہوں جو صرف اللہ تعالیٰ کو ہی اپنا معبود حقیقی تسلیم کر لیں۔

سوال نمبر 4: واقعہ ہجرت تفصیلاً تحریر کریں:

جب کفار مکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے درپے ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم ملا۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ اس مبارک سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔ دونوں حضرات کے ساتھ یار غار کے غلام عامر بن فہیرہ، ایک اور شخص تھا جس کو راستے کی واقفیت تھی جس کا نام عبداللہ بن ارقیط تھا۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کو خیر باد کہہ کر غار ثور کی طرف روانہ ہوئے اور یہاں تین رات قیام فرمایا۔ پھر اس کے بعد غار سے نکل کر مدینہ کا راستہ لیا یہاں تک کہ 12 ربیع الاول بروز پیر چاشت کے وقت مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے یار کے ساتھ غار ثور میں داخل ہوئے تو مکڑی نے غار کے منہ پر جالا تان دیا اور کبوتروں کے ایک جوڑے نے غار کے دروازے پر انڈے دے دیے جسے تعاقب کرنے والے کافر دیکھ کر واپس ہوئے۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم معجزات میں سے ہے۔

ایک اور معجزے کا ظہور اس طرح ہوا کہ جب اندھیری رات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم غار میں داخل ہونے لگے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منع کر دیا اور پہلے خود اندر گئے صفائی وغیرہ کی اور اس کے سوراخ وغیرہ اپنے کپڑے پھاڑ کر بند کر دیے اور دوسراخوں پر اپنا پاؤں مبارک رکھ دیا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اندر آنے کے لیے کہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یار غار کی گود میں اپنا سر مبارک رکھ کر آرام کرنے لگے۔ اتنے میں کسی چیز نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاؤں مبارک کاٹ ڈالا جس سے آپ کو بہت درد ہوا۔ مگر متحرک نہ ہوئے کہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں خلل نہ آ جائے۔ چنانچہ درد کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ جب وہ آنسو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ

انور پر گرے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اے ابوبکر یہ آنسو کیسے؟ تو عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کسی چیز نے کاٹ ڈالا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب مبارک لگایا تو فوراً درد جاتا رہا۔ یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم معجزہ ہے اور پھر صدیق اکبر کے لیے دعا فرمائی۔

"اے اللہ ابوبکر کو قیامت کے دن میرے ساتھ ہی میرے درجہ میں رکھنا۔"

کافروں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے یا گرفتار کرنے پر انعام کا اعلان کیا تھا۔ چنانچہ سراقہ بن مالک نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تو انعام کے لالچ میں آپ کا تعاقب کیا۔ جب سراقہ کا گھوڑا مقدس قافلے کے قریب پہنچا تو گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور گرتے گرتے بچا۔ پھر آگے بڑھا تو گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ بالآخر سراقہ نے معافی مانگی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے امان طلب کی جو دے دی گئی۔ آخر کار آٹھ روز کے بعد یہ قافلہ قباء پہنچ گیا۔ جب یہ قافلہ پہنچا تو لوگوں نے بڑی گرم جوشی کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا۔ آپ نے چودہ دن یہاں قیام فرمایا' اس کے بعد آپ مدینہ کی طرف روانہ ہوگئے۔ یہاں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال لوگوں نے بڑی گرمجوشی کے ساتھ کیا۔ آپ کے اردگرد دائیں بائیں اور چھتوں پر لوگ آپ سے محبت کے گیت گا رہے تھے۔

ہر شخص چاہتا تھا کہ قیام میرے گھر ہو لیکن آپ نے فرمایا: میری اونٹنی مامور ہے جہاں بیٹھے گی وہاں قیام ہوگا۔ چنانچہ اونٹنی حضرت ابوایوب انصاری کے گھر کے سامنے بیٹھ گئی' جو کہ مدینہ کے غریب ترین آدمی تھے۔ اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر قیام فرما ہوگئے۔

القسم الثانی: تاریخ خلفاء راشدین

سوال نمبر 5: (الف): حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ اور آپ کی سخاوت پر کوئی ایک واقعہ لکھیں؟

(ب): حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کوئی تین کرامات لکھیں؟

جواب: (الف): حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ:

بہت سے صحابہ' تابعین عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا قول ہے کہ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

امام شعبی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ سب سے پہلے اسلام لانے والے کون تھے؟ تو انہوں نے فرمایا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور بطور دلیل وہ اشعار پڑھے جو حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تعریف و توصیف میں لکھے تھے۔

ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی انہوں نے فرمایا:

اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ مِنَ الرِّجَالِ اَبُوْبَكْرٍ۔

بعض محدثین فرماتے ہیں: اعلان نبوت سے پہلے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست تھے۔ آپ کے اخلاق کی عمدگی' سیرت کی پاکیزگی اور آپ کی سچائی اور دیانتداری پر پختہ یقین رکھتے تھے۔ جب سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر اسلام پیش کیا تو انہوں نے فوراً قبول کرلیا۔ ان تمام شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں۔

آپ کی سخاوت:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اللہ کی راہ میں خرچ کے اعتبار سے تمام صحابہ سے فوقیت رکھتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو اللہ کی راہ میں خیرات کرنے کا حکم دیا اور حسن اتفاق سے میرے پاس بہت سا مال تھا۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ آج دن میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھ جانا ممکن ہے۔ میں کافی مال خرچ کر کے آج ان پر سبقت لے جاؤں گا۔ فرماتے ہیں: میں آدھا مال لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: گھر والوں کے لیے کتنا مال چھوڑا ہے؟ میں نے عرض کی کہ آدھا مال۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور جو کچھ ان کے پاس تھا سب

لے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: اے ابوبکر! اپنے اہل وعیال کے لیے کیا چھوڑ آئے ہو؟ عرض کیا: ان کے لیے اللہ اور اس کا رسول چھوڑ آیا ہوں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے میں نے اپنے دل میں سوچا کہ میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر کبھی سبقت نہیں لے جاسکتا۔

(ب) کرامات عمر فاروق رضی اللہ عنہ:

۱۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے مصر فتح کیا تو ایک مقرر دن وہ لوگ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، اور کہنے لگے کہ ہماری کھیتی باڑی کا مدار دریائے نیل پر ہے۔ دریائے نیل جب خشک ہو جاتا ہے تو ایک پرانے طریقے کے بغیر جاری نہیں ہوتا۔ آپ نے وہ پرانا طریقہ پوچھا تو انہوں نے بتایا: چاند کی گیارہویں تاریخ ہوتی ہے تو ہم ایک کنواری لڑکی کا انتخاب کر کے اس کے ماں باپ کو راضی کر لیتے ہیں اور اس کو بہترین کپڑے وزیور پہنا کر دریائے نیل میں ڈال دیتے ہیں۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: یہ تو زمانہ جاہلیت کی رسم ہے۔ اسلام تو اس کو ناپسند کرتا ہے اور اسلام ایسی رسموں سے روکنے آیا ہے اور ان کو مٹانے آیا ہے۔ چنانچہ یہ رسم نہ کی گئی اور دریائے نیل بند ہو گیا۔

۲۔ ایک شخص حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کوئی بات خلط ملط کر کے کہتا تھا آپ نے اسے روک دیا۔ پھر اور بات کہتا آپ فرماتے کہ اسے رہنے دو۔ وہ شخص عرض کرتا کہ میں نے جو کچھ آپ سے کہا وہ سچ ہے مگر جس بات سے آپ نے مجھے خاموش رہنے کا حکم دیا وہ فی الواقع غلط تھی۔

۳۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کا نام پوچھا تو اس نے جمرہ بتایا۔ باپ کا نام پوچھا تو شہاب بتایا۔ پھر آپ نے قبیلہ کا نام دریافت کیا تو حرقہ بتایا، اس کی رہائش کا نام پوچھا تو اس نے حرہ بتایا۔ محل وقوع پوچھا تو لظی بتایا۔ پھر آپ نے فرمایا اپنے اہل عیال کی خبر گیری کرو وہ تو جل مرے۔ وہ شخص گھر جاتا ہے تو دیکھتا ہے کہ گھر کو آگ لگی ہے جس سے اہل خانہ سب جل گئے۔

سوال نمبر 6: (الف): شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا واقعہ اور آپ کی فضیلت پر دو

احادیث لکھیں؟

(ب): ابوتراب کن کی کنیت ہے یہ واقعہ لکھیں اور آپ کی فضیلت پر دو احادیث لکھیں؟

جواب: (الف) واقعہ شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ بارہ سال رہا۔ شروع کے چھ سال میں لوگوں کو شکایت نہ تھی۔ مگر بعد کے چھ سالوں میں لوگوں کو شکایتیں شروع ہو گئیں۔

آپ نے عبداللہ بن ابی سرح کو مصر کا گورنر مقرر کیا۔ دو سال کا زمانہ گزرا کہ مصر کے لوگ اس کی شکایتیں لے کر آ گئے۔ آپ نے بذریعہ تحریر عبداللہ کو سخت تنبیہ فرمائی اور خبردار کیا کہ خبردار آئندہ تمہاری کوئی شکایت نہ آئے۔

عبداللہ نے ان لوگوں کو قتل کروا دیا جو شکایتیں لے کر آئے۔ اس واقعہ سے اہل مصر اور پریشان ہو گئے۔ سات سو کا قافلہ امیر المومنین کے پاس آیا اور سارا واقعہ سنایا۔ جس وجہ سے امیر المومنین نے اس کی عدولی و معزول کے آرڈر جاری کر دیے اور قافلے کی منشاء کے مطابق محمد بن ابی بکر کو گورنر مقرر کر کے ان کے ساتھ روانہ کر دیا۔ یہ قافلہ ابھی چند میل کے فاصلے پر تھا کہ ان کو ایک حبشی غلام سانڈنی پر سوار نظر آیا جو بہت تیزی کے ساتھ مصر کی طرف روانہ تھا۔ قافلے والوں نے اسے پکڑ لیا وہ گھبرایا ہوا تھا کبھی امیر المومنین کا غلام ہونا ظاہر کرتا تو کبھی مروان کا۔ اس کی تلاشی لی گئی تو اس سے ایک خط برآمد ہوا جو عبداللہ کے نام تھا جس پر یہ تحریر تھا کہ یہ جو لوگ آ رہے ہیں انہیں قتل کر دینا۔ یہ تحریر پڑھ کر سب حیران ہو کر واپس آ گئے۔ محمد بن ابی بکر نے تمام بڑے صحابہ کرام کو یہ تحریر پڑھائی سب کے سب حیران اور غصے سے لال پیلے ہو گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین سے پوچھا کہ یہ تحریر تمہاری ہے فرمایا نہیں۔ اللہ کی قسم نہ یہ میری تحریر ہے اور نہ میں نے کسی سے لکھوائی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ اونٹنی بھی آپ کی، غلام بھی آپ کا، اس پر مہر بھی آپ کی پھر عجب بات ہے کہ تحریر آپ کی نہیں۔ آپ نے فرمایا غلام بھی میرا ہے، اونٹنی بھی میری ہے، مہر بھی میری ہے مگر قسم بخدا یہ تحریر میری نہیں۔ جس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یقین ہو گیا کہ امیر المومنین کبھی

جھوٹی قسمیں نہیں اٹھاتے۔ لہٰذا تحریر کسی اور کی ہے۔

پھر انہوں نے مروان کو لینا چاہا مگر آپ نے انکار کر دیا کہ یہ اسے قتل کر دیں گے۔

قافلے والوں کو مزید شک ہو گیا' انہوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا۔ پانی تک بند کر دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور تمام جید صحابہ کرام علیہم الرضوان نے اپنے بیٹوں کو حفاظت کے لیے تلواریں دے کر دروازے پر پہرہ دینے کے لیے بھیج دیا۔

محمد بن ابی بکر نے تیر برسانا شروع کر دیے۔ وہ تیر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو لگا اور دوسرے پہرے داروں کو بھی جس وجہ سے محمد بن ابی بکر نے خوف کیا کہ اگر بنو ہاشم کو اس کی خبر ہو گئی تو ہم اپنے منصوبے میں ناکام ہو جائیں گے۔ چنانچہ انہوں نے دو ساتھیوں کو لیا اور ساتھ والے مکان کی طرف حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے مکان میں داخل ہو گئے۔ پہرے داروں کو ذرہ تک پتہ نہیں۔ محمد بن ابی بکر نے اپنے ساتھیوں کو کہا کہ پہلے میں جاتا ہوں جب میں ان پر غالب آ جاؤں تو تم آ کر حملہ کر دینا۔ چنانچہ محمد بن ابی بکر نے آگے بڑھ کر ان کی داڑھی مبارک پکڑ لی تو آپ نے فرمایا: اگر تیرا باپ تجھے میرے ساتھ ایسی حالت میں دیکھتا تو تیرے ساتھ کیسا ہوتا؟ یہ کلمات سن کر وہ پیچھے ہٹ گیا۔ اتنے میں دوسرے دونوں آدمیوں نے آ کر آپ پر وار کر دیا اور آپ کو شہید کر دیا۔

"اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ"

وہ آپ کو شہید کرنے کے بعد اسی راستے واپس چلے گئے جس راستے سے آئے تھے۔

آپ کی حرم پاک یعنی آپ کی بیوی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کافی شور کرتی رہیں مگر باہر آواز نہ گئی۔ پھر انہوں نے چھت پر جا کر شور مچایا تو سبھی پہرے دار اندر آ گئے اتنے میں آپ کی روح مبارک پرواز کر گئی تھی۔

اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے جنہوں نے اسلام کی خاطر اپنی جان دی اور ان کے صدقے ہماری مغفرت فرمائے۔ (آمین)۔

(ب): حضرت علی رضی اللہ عنہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک کنیت ابو تراب ہے۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ ایک روز

آپ مسجد میں آ کر بیٹھے ہوئے تھے اور آپ کے جسم پر کچھ مٹی لگ گئی تھی کہ اتنے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اپنے مبارک ہاتھوں سے آپ کے بدن کی مٹی جھاڑتے ہوئے فرمایا: قُمْ یَا اَبَا تُرَابٍ۔ اسی روز سے آپ کی کنیت ابوتراب ہو گئی۔

آپ کی فضیلت میں احادیث مبارکہ:

نمبر1: حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مَنْ سَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ سَبَّنِیْ" (جس نے علی کو برا بھلا کہا اس نے مجھے برا بھلا کہا)

نمبر2: حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مَنْ اَحَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ اَحَبَّنِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ فَقَدْ اَحَبَّ اللّٰہَ وَمَنْ اَبْغَضَ عَلِیًّا فَقَدْ اَبْغَضَنِیْ وَمَنْ اَبْغَضَنِیْ فَقَدْ اَبْغَضَ اللّٰہَ۔"

سوال نمبر 7: صداقت صدیقی' عدالت فاروقی' سخاوت عثمان اور شجاعت حیدری کا ایک ایک واقعہ لکھیں؟

جواب: صداقت صدیقی:

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج بیت المقدس اور پھر آسمانوں کی سیر کی خبر دی تو کفار مکہ دوڑتے ہوئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور خبر دی کہ آپ کا دوست ایسے ایسے کہتا ہے۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا وہ ایسے ایسے کہتا ہے؟ وہ بولے ہاں۔ آپ نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ آپ اگر ایک رات میں آسمان سے دور دور تک کی خبر بھی دیں تو میں تصدیق کروں گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی خبروں پر صداقت کی مہر لگاؤں گا۔

عدالت فاروقی:

ایک دفعہ کسی یہودی اور مسلمان کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہو گیا' یہودی کہنے لگا کہ چلو آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم فیصلہ کرواتے ہیں۔ مسلم خوش ہوا کہ آپ صلی اللہ

علیہ وسلم تو یقیناً میرے حق میں فیصلہ فرمائیں گے وہ چل پڑے۔ جب دونوں کا معاملہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو فیصلہ یہودی کے حق میں دے دیا۔ لیکن مسلم (منافق) کا دل مطمئن نہ ہوا اور کہا کہ چلو عمر کے پاس چلتے ہیں۔ وہ یہودی کو لے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ یہودی نے ساری بات سنادی کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں فیصلہ فرمایا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ گھر کے اندر تشریف لے گئے اور تلوار لے کر آئے تو منافق کی گردن تن سے جدا کر دی اور فرمایا: جو میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کو نہیں مانتا اس کا فیصلہ میری تلوار کرے گی۔

سخاوت عثمانی:

عبدالرحمن بن خباب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت جیش عسرہ کی تیاری کے متعلق صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ترغیب دے رہے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنے ذمہ سو اونٹ لیتا ہوں بمعہ پالان اور سامان کے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر صحابہ کرام علیہم الرضوان کو ترغیب دی آپ نے پھر کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے ذمے دوسو اونٹ بمعہ ساز وسامان لیتا ہوں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ترغیب پر آپ نے فرمایا: میرے ذمہ تین سو اونٹ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر سے اترتے ہوئے فرمایا کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے جرم وگناہ ان کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ اور غزوہ تبوک کے موقع پر جس مالی ایثار کا آپ نے مظاہرہ فرمایا اس کی مثال نہیں ملتی۔

شجاعت علی رضی اللہ عنہ:

جواب: حل شدہ پرچہ 2014ء ملاحظہ فرمائیں۔

☆☆☆☆☆

خاصہ سال دوم — پرچہ نمبر 1

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۳۷ھ/2016ء

پہلا پرچہ: قرآن مجید واصول تفسیر

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: تمام سوالات حل کریں۔

القسم الاوّل...... قرآن مجید

سوال نمبر 1: درج ذیل اجزاء میں سے پانچ کا ترجمہ کریں؟ ۵×۱۲=۶۰

(۱) فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۪ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ (انفال:17)

(۲) وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ (انفال:32)

(۳) يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝

(توبہ:32-33)

(۴) لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ

عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝

(توبہ:129-128)

(۵) دَعْوٰهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (یونس:10)

(۶) يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِى الصُّدُوْرِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ (یونس:58-57)

(۷) وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيْلِ ؕ اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِيْنَ ۝ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (ھود:115-114)

سوال نمبر2: درج ذیل میں سے پانچ الفاظ کے معانی تحریر کریں؟ (۱۰)

مُرْدِفِيْنَ، تَصْدِيَةٌ، جُنُوْدًا، عَيْلَةً، كُسَالٰى، اَلْغٰرِمِيْنَ، اَلْمُعَذِّرُوْنَ

القسم الثانی...... اصول تفسیر

سوال نمبر3: کوئی دو اجزاء حل کریں؟

(۱) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قرآن کے نازل ہونے کی حکمت تحریر کریں؟ (۱۵)

(۲) قرآن پاک کی ترتیب اور اس کے جمع ہونے پر ایک نوٹ لکھیں؟ (۱۵)

(۳) مفسر میں کتنی صفات کا ہونا ضروری ہے؟ کم از کم پانچ سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2016ء

پہلا پرچہ...... قرآن واصول تفسیر

القسم الاوّل...... قرآن مجید

سوال نمبر1: درج ذیل اجزاء میں سے پانچ کا ترجمہ کریں؟

(۱) فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۪ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ (انفال:17)

(۲) وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ (انفال:32)

(۳) يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّاۤ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ۝ هُوَ الَّذِيْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۝

(توبہ:33-32)

(۴) لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝

(توبہ:129-128)

(۵) دَعْوٰهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ

دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۠ (یونس:10)

(۶) یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ۠ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا هُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ۠ (یونس:57-58)

(۷) وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَیِ النَّهَارِ وَ زُلَفًا مِّنَ الَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذّٰكِرِیْنَ۠ وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ۠ (ھود:114-115)

جواب: ترجمۃ الآیات المبارکہ:

۱- پہلی آیت مبارکہ کا ترجمہ حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

۲- اور جب بولے کہ اے اللہ! اگر یہی (قرآن) تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا کوئی دردناک عذاب نازل کر! اور اللہ کا کام نہیں ہے کہ وہ عذاب نازل کرے۔ اے محبوب جب تک تم ان میں تشریف فرما ہو تو اللہ عذاب کرنے والا نہیں ہے جبکہ وہ بخشش مانگ رہے ہیں۔

۳- چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے منہ سے بجھا دیں اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا پڑے، برا مانیں کافر۔ وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے۔ پڑے برا مانیں مشرک۔

۴- بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے، تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مومنوں پر کمال مہربان ہیں۔ پھر اگر وہ منہ پھیر لیں تو تم فرما دو کہ مجھے میرا اللہ کافی ہے، اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔ میں نے اسی پر بھروسہ کیا اور وہ بڑے عرش کا مالک ہے۔

۵- ان کی دعا اس میں یہ ہوگی کہ اللہ تجھے پاکی ہے اور ان کے ملتے وقت خوشی کا پہلا بول سلام ہے۔ اور ان کی دعا کا خاتمہ یہ ہے کہ سب خوبیوں کا سراہا اللہ ہے، جو ہے رب سارے جہان کا۔

۶- اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی اور دلوں کی صحت اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لیے۔ تم فرمادو کہ اللہ ہی کے فضل اور اس کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں۔ وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے۔

۷- اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں کناروں اور کچھ رات کے حصے میں۔ بے شک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کے لیے۔ اور صبر کریں پس بے شک اللہ نیکوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

سوال نمبر2: درج ذیل میں سے پانچ الفاظ کے معانی تحریر کریں؟

جواب:

الفاظ	معانی
مُرْدِفِیْنَ	پیچھے سوار کرنے والے
تَصْدِیَةٌ	دونوں ہاتھوں سے تالی بجانا
جُنُوْدٌ	لشکر
عَیْلَةٌ	محتاج ہونا/تنگدستی
کُسَالٰی	سستی
غَارِمِیْنَ	قرض خواہ
اَلْمُعَذِّرُوْنَ	عذر و بہانہ بنانے والے

القسم الثانی...... اصول تفسیر

سوال نمبر3: کوئی دو اجزاء حل کریں؟

(۱) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قرآن کے نازل ہونے کی حکمت تحریر کریں؟

(۲) قرآن پاک کی ترتیب اور اس کے جمع ہونے پر ایک نوٹ لکھیں؟

(۳) مفسر میں کتنی صفات کا ہونا ضروری ہے؟ کم از کم پانچ سپرد قلم کریں؟

جواب: (۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول قرآن کی حکمت

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کو مخلوق تک پہنچانے کے لیے انبیاء ورسل مبعوث فرمائے تا کہ وہ ان کی زبان مبارک سے لوگوں تک پہنچائے۔ گویا انبیاء ومرسلین احکام کو مخلوق تک پہنچانے کا ایک واسطہ ہیں...... اگر بغیر واسطے کے اللہ تعالیٰ اپنے احکام مخلوق تک پہنچاتا اور مخلوق سے کلام فرماتا تو پھر مخلوق کے اندر اتنی سکت نہ تھی کہ وہ کلام باری کو سن سکے...... یہ اللہ پاک کی شان ہے کہ وہ غیر نبی سے کلام نہیں فرماتا۔ پھر اگر فرشتوں کے ذریعے لوگوں تک احکام پہنچائے جاتے تو لوگ ان پر عمل کرنا ضروری نہ سمجھتے' کیونکہ فرشتے غیر جنس سے ہیں۔ اس لیے قرآنی احکام پہنچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب فرمایا۔

۲- ترتیب قرآن وجمع قرآن

قرآن پاک کا نزول دو طرح ہوا: ایک لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر جو کہ یکبارگی نزول ہوا پھر آسمان دنیا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کہ آہستہ آہستہ نزول ہوا۔ جب قرآن آسمان دنیا سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اترا تو حالات وواقعات کے مطابق اترتا گیا کوئی ترتیب نہ تھی۔ جس حکم کی ضرورت پڑتی اللہ وہ آیت مبارکہ نازل فرما دیتا۔ تو جیسے جیسے قرآن پاک اترتا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود فرماتے کہ اس کو فلاں جگہ لکھ لو، اس کو فلاں سورت کے ساتھ لکھ لو۔ گویا ترتیب حضور خود لگواتے۔ پھر کاتبین وحی بحکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم لکھ لیتے۔ ہڈیوں پر، کھجور کے پتوں پر اور دوسری مختلف چیزوں پر...... لیکن اس دور میں لوگوں کا مقصد ہی حضور کی اطاعت اور حضور پر جان نثاری تھا۔ اس لیے مردوں، عورتوں، بچوں اور بوڑھوں تمام مؤمنین کا مشغلہ ہی قرآن کی تلاوت تھا۔ اس لیے قرآن ہر ایک کو

زبانی یاد تھا۔

پھر جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں مسیلمہ کذاب کے خلاف جنگ ہوئی تو اس جنگ میں بہت سے جید حفاظ صحابہ کرام شہید ہوئے۔ جب جنگ سے فراغت کے بعد واپسی ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ کہا: اسی طرح حفاظ کرام شہید ہوتے رہے تو بہت جلد قرآن کا وجود ختم ہو جائے گا۔ لہٰذا آپ حکم دیں کہ قرآن کو جمع کیا جائے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا: جو کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کیا وہ میں کیوں کروں؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا سینہ مبارک کھولا تو پھر آپ رضی اللہ عنہ راضی ہو گئے۔ چنانچہ حضور کے زمانہ میں جو کتابت وحی پر صحابہ مامور تھے' انہیں بلایا گیا اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو یہ کام سونپا گیا۔ چنانچہ انہوں نے بھی یہ کہتے ہوئے انکار کر دیا کہ جو کام حضور کے زمانہ میں نہ ہوا میں وہ کبھی نہ کروں گا' چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کا بھی سینہ روشن فرمایا بالآخر وہ بھی مان گئے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے پھر یہ کام انتہائی ذمہ داری سے کیا اور چند دنوں میں ایک قرآنی نسخہ تیار کر کے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں پیش کر دیا۔ یہ نسخہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پھر ان کے بعد ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہا۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور خلافت آیا تو اس زمانہ میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ جو کہ آرمینیہ اور آذربائیجان میں کفار سے جنگ میں مصروف تھے۔ وہاں انہوں نے مشاہدہ کیا کہ لوگ قرآن پاک کو مختلف لغتوں میں پڑھتے ہیں۔ چنانچہ فراغت کے بعد وہ بارگاہ عثمان میں حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں کہ لوگ قرآن کو مختلف قراءتوں سے پڑھتے ہیں، قرآن میں اختلاف شروع کر دیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ مسلمان قرآن کو ہی بدل ڈالیں جس طرح کہ یہود ونصاریٰ نے اپنی کتابوں کو بدلا۔ لہٰذا اس کا کوئی سدباب ہونا چاہیے اور قرآن کو ایک لغت یعنی لغت قریش پر جمع فرما دینا چاہیے۔ اس صورت حال کے پیش نظر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پھر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو مامور فرمایا: وہ

قرآن کو سابقہ نسخہ جو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھا، یعنی لغت قریش کے مطابق جمع کرے۔ چنانچہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن زبیر، سعید بن ابی وقاص، عبداللہ بن حارث (رضی اللہ عنہم) اور دوسرے جید صحابہ وحفاظ وقراء کے ساتھ مل کر نہایت تحقیق کے ساتھ چھ یا سات نسخے تیار کیے۔ مختلف اسلامی ممالک میں ارسال کر دیے گئے اور اصل نسخہ پھر ام المومنین رضی اللہ عنہا کو واپس کر دیا۔

پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے باقی تمام نسخے منگوا کر انہیں جلا ڈالا تاکہ قرآن کے بارے میں لوگوں میں اختلاف نہ ہو۔ یہ سب اہتمام قدرت کی طرف سے تھا۔

۳۔ جن صفات کا مفسر میں ہونا ضروری ہے:

جواب: جواب کے لیے حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

☆☆☆

خاصہ سال دوم — پرچہ نمبر 2

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۳۷ھ/2016ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: تمام سوالات حل کریں۔

القسم الاول ...... حديث شريف

سوال نمبر 1: درج ذیل احادیث میں سے کسی دو کا ترجمہ ومفہوم بیان کریں؟ (۳۰)

(۱) عن ابی سعيد الخدری قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان من اشر الناس عند الله منزلة يوم القيامة الرجل يفضي الى المرأة وتفضي اليه ثم ينشر سرها.

(۲) عن علي رضي الله عنه قال رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم أخذ حريرا فجعله في يمينه وذهبا فجعله في شماله ثم قال ان هذين حرام على ذكور امتي

(۳) عن عبدالله بن سلام رضي الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يا ايها الناس افشوا السلام واطعموا الطعام وصلوا الارحام وصلوا والناس نيام تدخلوا الجنة بسلام

سوال نمبر 2: (الف) درج ذیل احادیث مبارکہ میں سے ایک پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ (۱۵)

(۱) عن ابی امامة الباهلی رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی

اللہ علیہ وسلم ان اولی الناس باللہ من بدأھم بالسلام

(۲)عن البراء رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مامن مسلمین یلتقیان فیتصافحان الاغفرلھما قبل ان یفترقا

(ب) درج ذیل میں سے ایک حدیث مبارکہ کا ترجمہ لکھیں اور خط کشیدہ صیغے حل کریں؟(۱۵)

(۱)عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال ماعاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طعاماقط ان اشتھاہ اکلہ وان کرھہ ترکہ

(۲)عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت مارأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مستجمعاقط ضاحکا حتی تری منہ لھواتہ انما کان یتبسم

سوال نمبر3: درج ذیل میں سے کسی پانچ الفاظ کے معانی لکھیں؟(۱۰)

الشعبۃ، الضیافۃ، الربیع، الطریق، المبیت، الصحفۃ، المندیل

القسم الثانی ..... اصول حدیث

سوال نمبر4: درج ذیل میں سے کسی دواجزاء کا جواب دیں؟

(۱)مقدمہ تذکرۃ المحدثین میں مذکور کتب احادیث کی اقسام تحریر کریں؟(۱۵)

(۲) جن قرائن کی بنا پر حدیث ضعیف قوی ہو جاتی ہے ان میں سے کوئی تین تفصیلا سپرد قلم کریں؟(۱۵)

(۳) درج ذیل اصطلاحات میں سے پانچ کی تعریف کریں؟(۱۵)

مقطوع، متصل، مرسل، معضل، مدرج، صحیح بغیرہ، عزیز

☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2016ء

دوسرا پرچہ ...... حدیث واصول حدیث

القسم الاول ...... حدیث شریف

سوال نمبر1: درج ذیل احادیث میں سے کسی دو کا ترجمہ ومفہوم بیان کریں؟

(۱)عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من اشر الناس عند اللہ منزلۃ یوم القیامۃ الرجل یفضی الی المرأۃ وتفضی الیہ ثم ینشر سرھا

(۲)عن علی رضی اللہ عنہ قال رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أخذ حریرا فجعلہ فی یمینہ وذھبا فجعلہ فی شمالہ ثم قال ان ھذین حرام علی ذکور امتی

(۳)عن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یا ایھا الناس افشوا السلام واطعموا الطعام وصلوا الارحام وصلوا والناس نیام تدخلوا الجنۃ بسلام

جواب: ترجمۃ الاحادیث المذکورۃ

(۱) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے ہاں لوگوں میں سے قیامت کے دن قدر ومنزلت کے اعتبار سے سب سے زیادہ برا وہ ہوگا جو اپنی بیوی کے پاس جائے اور عورت اس کی طرف آئے پھر وہ اس کا راز ظاہر کرے۔

(۲) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے ریشم پکڑا اور اس کو دائیں ہاتھ میں کیا اور سونا پکڑا پس اس کو بائیں ہاتھ میں لیا پھر فرمایا: یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔

(۳) حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اے لوگو! سلام کو خوب پھیلاؤ، (دوسروں کو) کھانا کھلاؤ، قریبی رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو اور نماز پڑھو جب کہ لوگ سو رہے ہوں تو تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔

سوال نمبر2: (الف) درج ذیل احادیث مبارکہ میں سے ایک پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(۱) عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ الْبَاھِلِیِّ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاللہِ مَنْ بَدَأَ بِالسَّلَامِ

(۲) عَنِ الْبَرَاءِ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُّسْلِمَیْنِ یَلْتَقِیَانِ فَیَتَصَافَحَانِ اِلَّا غُفِرَ لَھُمَا قَبْلَ اَنْ یَّفْتَرِقَا

جواب: اعراب و ترجمۃ الاحادیث

اوپر دونوں حدیثوں پر اعراب لگا دیے گئے ہیں اور ذیل میں ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں سے اللہ کے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہے جو سلام کے ساتھ (کلام کی) ابتداء کرتا ہے۔

۲۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب دو مسلمان آپس میں ملاقات کرتے ہیں پھر مصافحہ کرتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے ان کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

(ب) درج ذیل میں سے ایک حدیث مبارکہ کا ترجمہ کریں اور خط کشیدہ صیغ حل کریں؟

(۱) عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال ماعاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طعاماقط ان اشتھاہ اکلہ وان کرھہ ترکہ

(۲) عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت مارأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مستجمعاقط ضاحکا حتی تری منہ لھواتہ انما کان یتبسم

جواب: ترجمۃ الاحادیث

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی کسی کھانے میں عیب نہیں نکالا۔ اگر آپ اسے پسند فرماتے تو تناول فرما لیتے اور اگر اچھا نہ لگتا تو اسے چھوڑ دیتے۔

۲۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے کبھی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلند آواز سے ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔ بے شک آپ علیہ السلام صرف مسکراتے تھے۔

صیغوں کا بیان:

مَاعَابَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی منفی معروف ثلاثی مجرد از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ۔

کَرِہَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف ثلاثی مجرد از باب سَمِعَ یَسْمَعُ۔

مَارَأَیْتُ: صیغہ واحد متکلم فعل ماضی منفی معروف ثلاثی مجرد مہموز العین ناقص یائی از باب فَتَحَ یَفْتَحُ۔

یَتَبَسَّمَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مزید فیہ از باب تفعل۔

سوال نمبر3: درج ذیل میں سے کسی پانچ الفاظ کے معانی لکھیں؟

الشعبة، الضيافة، الربيع، الطريق، المبيت، الصحفة، المنديل

جواب: الفاظ کے معانی

۱- کچھ/ بعض۔ ۲- مہمان نوازی۔ ۳- موسم بہار۔ ۴- راستہ۔ ۵- رات گزارنے والا۔ ۶- بڑا پیالہ جس سے چار پانچ آدمی سیر ہوسکیں۔ ۷- تولیہ/ رومال۔

القسم الثانی...... اصول حدیث

سوال نمبر 4: درج ذیل میں سے کسی دو اجزاء کا جواب دیں۔

(الف) مقدمہ تذکرۃ المحدثین میں مذکور کتب احادیث کی اقسام تحریر کریں؟

(ب) جن قرائن کی بنا پر حدیث ضعیف قوی ہو جاتی ہے ان میں سے کوئی تین تفصیلا سپرد قلم کریں؟

(ج) درج ذیل اصطلاحات میں سے پانچ کی تعریف کریں۔

مقطوع، متصل، مرسل، معضل، مدرج، صحیح لغیرہ، عزیز

جواب: (الف) کتب احادیث کی اقسام:

کتب حدیث کی اقسام تو بہت ہیں مگر تذکرۃ المحدثین کے مقدمہ میں مذکور اقسام کتب حدیث درج ذیل ہیں:

☆ صحیح جیسے: صحیح بخاری و مسلم وغیرہ ☆ جامع جیسے: جامع ترمذی وغیرہ

☆ سنن جیسے: سنن ابوداؤد وغیرہ، ☆ مسند جیسے: مسند امام احمد بن حنبل وغیرہ

☆ معجم جیسے: معجم طبرانی وغیرہ، ☆ مستخرج جیسے: مستخرج لابی نعیم علی البخاری

☆ مستدرک جیسے: مستدرک علی الصحیحین للحاکم ☆ رسالہ ☆ جز

☆ اربعین، ☆ امالی، ☆ اطراف۔

(ب) حدیث ضعیف کے قوی ہونے کی تین وجوہ:

۱- جب حدیث ضعیف متعدد اسانید سے مروی ہو تو وہ حسن لغیرہ ہو جاتی ہے۔

۲- امام ابن ہمام نے اپنی فتح القدیر میں اس کو بیان فرمایا ہے:

جب کسی حدیث کے موافق مجتہدین میں سے کسی کا قول مل جائے تو اس سے بھی حدیث ضعیف کو تقویت مل جاتی ہے۔

۳- اگر اہل علم میں سے کسی کا قول حدیث کے موافق ہو تو اس سے بھی حدیث کو تقویت ہو جاتی ہے، جیسے: امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"هذا حديث غريب لانعرف احدا سنده الا ماروى من هذا الوجه والعمل على هذا عند اهل العلم ."

(ج) اصطلاحات کی تعریفات:

مقطوع، مرسل، عزیز:

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

متصل: جس کی سند سے کوئی راوی ساقط نہ ہو۔

معضل: جس حدیث کی سند کے درمیان سے دو متوالی راویوں کو چھوڑ دیا گیا ہو۔

مدرج: متن حدیث میں راوی اپنا یا غیر کا کلام ملا دے۔

صحیح لغیرہ: جس حدیث میں کمال ضبط کے سواء صحیح لذاتہ کی تمام شرائط وصفات پائی جائیں اور ضبط کی کمی تعدد طرق روایت سے پوری ہو جائے۔

☆☆☆

خاصہ سال دوم — پرچہ نمبر 3

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۳۷ھ/2016ء

تیسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

دونوں قسموں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

القسم الاوّل...... فقہ

سوال نمبر 1: ففرض الطهارة غسل الاعضاء الثلاثة ومسح الراس والمرفقان والكعبان تدخلان فی فرض الغسل

(۱) عبارت کا ترجمہ کرنے کے بعد وضو کی سنتیں تحریر کریں؟ (۱۰)

(۲) خط کشیدہ عبارت سے مصنف کیا واضح کرنا چاہتے ہیں؟ اگر اس میں ائمہ کا اختلاف ہو تو سپرد قلم کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر 2: (۱) نماز کے فرائض ذکر کریں نیز تکبیر تحریمہ کے وقت اللہ اکبر کی بجائے اللہ اجل، اللہ اعظم یا الرحمٰن اکبر کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اختلاف ائمہ لکھیں؟ (۲۰)

(۲) وہ اوقات تحریر کریں جن میں نماز ادا کرنا جائز نہیں؟ ۱۰

سوال نمبر 3: (۱) زکوٰۃ کس شخص پر لازم ہے؟ نیز بکریوں میں نصاب زکوٰۃ اور اس کی تفصیل سپرد قلم کریں؟ (۲۰)

(۲) سونے اور چاندی کا نصاب بیان کریں نیز مصارف زکوٰۃ قلمبند کریں؟ (۱۰)

القسم الثانی...... اصول فقہ

سوال نمبر 4: (۱) اصول فقہ کی تعریف، موضوع اور فائدہ تحریر کریں نیز وحی جلی اور وحی خفی کے کوئی اور نام ہوں تو ذکر کریں؟ (۱۰)

(۲) کتاب اللہ کی تعریف کرنے کے بعد اس کی تشریح اس انداز سے کریں کہ ہر قید کا فائدہ واضح ہو جائے؟ (۱۰)

سوال نمبر 5: (۱) خاص کی تعریف اور حکم بیان کریں نیز بتائیں کہ اس کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟ صرف نام تحریر کریں؟ (۱۰)

(۲) عام کی تعریف کریں اور الفاظ عموم تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 6: (۱) افعال نبوی کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟ مع تعریفات وحکم تحریر کریں؟ (۱۰)

(۲) قیاس کی تعریف کریں نیز ارکان قیاس کتنے اور کون سے ہیں؟ وضاحت کریں؟ (۱۰)

☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2016ء

تیسرا پرچہ......فقہ واصول فقہ

القسم الاول......فقہ

سوال نمبر1: ففرض الطھارۃ غسل الاعضاء الثلاثۃ ومسح الراس والمرفقان والکعبان تدخلان فی فرض الغسل

(الف) عبارت کا ترجمہ کرنے کے بعد وضو کی سنتیں تحریر کریں؟

(ب) خط کشیدہ عبارت سے مصنف کیا واضح کرنا چاہتے ہیں؟ اگر اس میں ائمہ کا اختلاف ہو تو سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمۃ العبارۃ: اور طہارت (وضو) کے فرض تین اعضاء کو دھونا اور سر کا مسح کرنا ہے۔ کہنیاں اور ٹخنے دھونے کے فرض میں شامل ہیں/ داخل ہیں۔

وضو کی سنتیں: ☆ برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے تین مرتبہ دھونا ☆ وضو کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا ☆ مسواک کرنا ☆ کلی کرنا ☆ ناک صاف کرنا ☆ دونوں کانوں کا مسح کرنا ☆ داڑھی اور انگلیوں کا خلال کرنا ☆ اعضاء مغسولہ کو تین تین بار دھونا۔

(ب) خط کشیدہ کی وضاحت:

اس عبارت سے ماتن یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ دونوں کہنیوں اور دونوں ٹخنوں کو دھونا بھی فرض ہے یعنی ہاتھوں کو کہنیوں سمیت جبکہ پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھونا فرض ہے۔ اگر کسی نے ہاتھ بغیر کہنیوں کے اور پاؤں بغیر ٹخنوں کے دھوئے تو احناف کے نزدیک اس کا

وضو نہیں ہوگا، کیونکہ اس نے وضو کا ایک فرض چھوڑ دیا۔ یہی ہمارے آئمہ ثلاثہ یعنی امام اعظم، حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد (رضی اللہ عنہم) کا مؤقف ہے۔

اس مسئلہ میں امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ اختلاف کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ دونوں ہاتھوں اور پاؤں کو دھونا تو فرض میں داخل ہے لیکن کہنیاں اور ٹخنے فرض میں داخل نہیں ہیں۔ تو گویا خط کشیدہ عبارت میں علامہ مصنف نے امام زفر رحمہ اللہ تعالیٰ کا رد فرمایا ہے اور اپنا یعنی احناف کے مؤقف کو واضح کیا ہے۔

سوال نمبر2: (الف) نماز کے فرائض ذکر کریں نیز تکبیر تحریمہ کے وقت اللہ اکبر کی بجائے اللہ اجل، اللہ اعظم یا الرحمٰن اکبر کہنا جائز ہے یا نہیں؟ اختلاف ائمہ لکھیں۔

(ب) وہ اوقات تحریر کریں جن میں نماز ادا کرنا جائز نہیں؟

جواب: (الف) نماز کے فرائض:

۱- تکبیر تحریمہ۔ ۲- قیام۔ ۳- قرأت۔ ۴- رکوع۔ ۵- سجدہ۔ ۶- آخری قعدہ تشہد کی مقدار

اللہ اکبر کی جگہ دوسرے کلمات کہنے کا مسئلہ

اگر کسی نے اللہ اکبر کی جگہ اللہ اجل یا اللہ اعظم یا اللہ الرحمن کہا تو امام اعظم اور امام محمد (رضی اللہ عنہما) کے نزدیک جائز ہے۔ حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جائز نہیں ہے۔ صرف اللہ اکبر یا اللہ الاکبر یا اللہ الکبیر کہنا جائز ہے۔

(ب) اوقات ممنوعہ:

تین اوقات ایسے ہیں، جن میں کسی طرح کی بھی نماز جائز نہیں:

۱- سورج کے طلوع ہونے کے وقت۔ ۲- سورج کے غروب ہونے کے وقت۔
۳- زوال کے وقت

سوال نمبر3: (الف) زکوٰۃ کس شخص پر لازم ہے؟ نیز بکریوں کا نصاب زکوٰۃ اور اس کی تفصیل سپرد قلم کریں؟

(ب) سونے اور چاندی کا نصاب بیان کریں نیز مصارف زکوٰۃ قلمبند کریں؟

جواب: (الف) زکوٰۃ کس پر واجب؟

ہر وہ شخص جو آزاد ہو، مسلمان ہو، بالغ ہو، عاقل ہو، نصاب کا مالک ہو اور اس نصاب پر ایک سال گزر جائے تو زکوٰۃ فرض ہے۔

بکریوں کا نصاب زکوٰۃ:

جب بکریوں کی تعداد چالیس ہو جائے، ان پر ایک سال گزر جائے اور وہ بکریاں سال کا اکثر حصہ چر کر گزارا کرتی ہوں تو ان میں بطور زکوٰۃ ایک بکری لازم آئے گی جو 120 کی تعداد تک کو کفایت کرے گی۔ جب تعداد 120 سے زیادہ ہو جائے تو پھر بطور زکوٰۃ 2 بکریاں ہیں جو 200 تک کفایت کریں گی۔ جب تعداد دو سو سے زائد ہو جائے تو پھر تین بکریاں ہوں گی۔ جب ان کی تعداد چار سو ہو جائے تو پھر بطور زکوٰۃ چار بکریاں ہیں۔ اس کے بعد ہر سو 100 میں ایک بکری لازم آئے گی۔

(ب) سونے و چاندی کا نصاب:

اگر دو سو درہم سے کم ہو تو زکوٰۃ فرض نہیں اور اگر دو سو درہم ہو جائیں تو زکوٰۃ فرض ہے جبکہ باقی شرائط پائی جائیں۔

دو سو درہم 52½ تولہ چاندی کے برابر ہوتے ہیں۔ تو گویا چاندی کا نصاب 52½ (ساڑھے باون تولے) چاندی ٹھہرا۔

بیس (20) مثقال سے کم سونے میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ جب سونا بیس مثقال ہو جائے اور باقی شرائط پائی جائیں تو زکوٰۃ فرض۔ 20 مثقال سونا، 7½ تولہ سونا کے برابر ہے تو گویا سونے کا نصاب زکوٰۃ 7½ (ساڑھے سات) تولہ سونا ٹھہرا۔

مصارف زکوٰۃ:

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

القسم الثانی...... اصول فقہ

سوال نمبر 4: (الف) اصول فقہ کی تعریف، موضوع اور فائدہ تحریر کریں نیز وحی جلی اور وحی خفی کے کوئی اور نام ہوں تو ذکر کریں؟

(ب) کتاب اللہ کی تعریف کرنے کے بعد اس کی تشریح اس انداز سے کریں کہ ہر قید کا فائدہ واضح ہو جائے؟

جواب: (الف) اصول فقہ کی تعریف، موضوع، غرض و فائدہ:

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

وحی جلی وخفی کا دوسرا نام: وحی متلو و وحی غیر متلو ان کا دوسرا نام ہے۔

(ب) کتاب اللہ کی تعریف

"هو اللفظ المنزل على محمد صلى الله عليه وسلم المنقول عنه بالتواتر المتعبد بتلاوته" یعنی قرآن وہ مقدس کلام ہے، جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا، تواتر کے ساتھ آپ سے نقل کیا گیا اور اس کی تلاوت بطور عبادت (نماز) کی جاتی ہے۔

تشریح: کوئی بھی تعریف ہو تو اس میں جنس و فصل ضرور ہوتی ہے تا کہ وہ تعریف اپنے افراد کو ماعداء سے ممتاز کر دے۔ پھر وہ جامع اور مانع ہو جائے۔

کتاب اللہ کی بیان کردہ مذکورہ تعریف میں کلمہ "اللفظ" بمنزل جنس کے ہے، جو تمام کتابوں کو شامل ہے جبکہ "المنزل علی محمد" والی قید بمنزل فصل اوّل کے ہے۔ اس قید سے وہ کتابیں نکل گئیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل نہیں ہوئیں۔ "المنقول عنه بالتواتر" والی قید بمنزل فصل ثانی کے ہے۔ اس قید سے غیر متواتر الفاظ اور قرأتیں نکل گئیں۔ "المتعبد بتلاوته" والی قید بمنزل فصل ثالث کے ہے۔ اس سے احادیث مبارکہ خارج ہو گئیں، کیونکہ نماز میں ان کی تلاوت نہیں ہوتی۔

سوال نمبر 5: (الف) خاص کی تعریف اور حکم بیان کریں نیز بتائیں کہ اس کی کتنی اور

کون کون سی اقسام ہیں؟ صرف نام تحریر کریں؟

(ب) عام کی تعریف کریں اور الفاظ عموم تحریر کریں؟

جواب: (الف) خاص کی تعریف:

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

حکم: خاص پر اعتقاد اور عمل دونوں ہی لازم ہیں۔ اس کا حکم قطعی ہوتا ہے اور اس کا منکر کافر ہے۔

اقسام کے نام: اس کی چار اقسام ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱-خاص فردی۔ ۲-خاص نوعی۔ ۳-خاص جنسی۔ ۴-خاص عددی۔

(ب) عام کی تعریف

جواب: جواب حل شدہ پرچہ بابت 2014ء میں ملاحظہ فرمائیں۔

الفاظ عموم

۱-صیغۂ جمع جیسے: مسلمون۔ ۲-اسم جمع جیسے: ناس، انام۔ ۳-معنوی جمع جیسے: مَنْ، مَا، قَوْمٌ وغیرہ۔ ۴-اسم مفرد جس پر الف لام ہو یعنی الف لام استغراقی الانسان۔ ۵-لفظ کل، جمیع، کافہ۔ وغیرہ جیسے: کل نفس ذائقة الموت۔

سوال نمبر 6: (الف) افعال نبوی کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟ مع تعریفات و حکم تحریر کریں؟

(ب) قیاس کی تعریف کریں نیز ارکان قیاس کتنے اور کون سے ہیں؟ وضاحت کریں۔

جواب: (الف) افعال نبوی کی اقسام:

افعال نبوی کی تین اقسام ہیں:

۱-افعال جبلیہ۔ ۲-افعال خاصہ۔ ۳-افعال تشریعیہ

افعال جبلیہ: وہ افعال ہیں، جن کا صدور طبعی طور پر ہو جیسے: قیام، قعود، اکل

و شرب وغیرہ

حکم: یہ افعال امت پر لازم نہیں۔

افعال خاصہ: وہ افعال ہیں، جن کی اجازت صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی حاصل ہے، جیسے: صوم وصال۔

حکم: امت کے لیے یہ افعال منع ہیں۔

افعال تشریعیہ: جن افعال کا مقصد امت کو تعلیم شریعت دینا ہو جیسے: نماز، امر بالمعروف، نہی عن المنکر وغیرہ۔

حکم: ان کا حکم یہ ہے کہ ان میں کوئی فرض، کوئی واجب، کوئی سنت اور کوئی مستحب ہے۔

(ب) قیاس کی تعریف

علت مشترکہ کی بنیاد پر غیر مذکور شئی کے لیے مذکور شئی کا حکم ثابت کرنا، قیاس کہلاتا ہے۔

ارکان قیاس: قیاس کے چار ارکان ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱-مقیس علیہ یعنی جس پر قیاس کیا جائے جیسے: شراب۔ ۲-مقیس یعنی جس کو قیاس کیا جائے جیسے: بھنگ وافیون۔ ۳-علت مشترکہ یعنی جو اصل اور فرع دونوں میں موجود ہو جیسے: نشہ

۴-حکم یعنی فرع کا حرام ہونا جیسے: حرمت بھنگ اور چرس جس کو استعمال کرنے سے انسان بھنگی و چرسی کے لقب سے ملقب ہوتا ہے۔

☆☆☆

خاصہ سال دوم پرچہ نمبر 4

سالانہ امتحان الشھادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۳۷ھ/2016ء

چوتھا پرچہ: نحو

مقررہ وقت: تین گھنٹے کل نمبر 100

دونوں قسموں سے دو، دو سوال حل کریں۔

القسم الاوّل...... ھدایۃ النحو

سوال نمبر 1: (۱) کلام کی تعریف کریں نیز کلام کون سے کلموں سے حاصل ہو سکتی ہے اور کون سے کلموں سے حاصل نہیں ہو سکتی؟ نیز اس کی وجہ بھی لکھیں؟ (۱۵)

(۲) اسم متمکن کی تعریف اور وجہ تسمیہ تحریر کریں نیز اسماء ستہ مکبرہ کا اعراب مثالیں دیکر واضح کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر 2: (۱) اسباب منع صرف کتنے اور کون کون سے ہیں ہر ایک کی مثال تحریر کریں؟ (۱۵)

(۲) فاعل کی تعریف کریں نیز فعل کا فاعل کس صورت میں واحد، کس صورت میں تثنیہ اور کس صورت میں جمع ہوگا؟ وضاحت کریں؟ (۲۰)

سوال نمبر 3: درج ذیل میں سے کسی پانچ کی تشریح قلمبند کریں؟ ۳۵

خاصہ، اسناد، عدل تقدیری، عطف بیان، تاکید، اسم عدد، فعل متعدی

القسم الثانی...... شرح مائۃ عامل

سوال نمبر 4: "الیٰ" کتنے اور کون کون سے معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے؟ مثالیں

دے کر وضاحت کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 5: حروف مشبہ بالفعل کتنے اور کون کون سے معانی کے لیے آتے ہیں؟ نیز تمنی اور ترجی میں فرق واضح کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 6: درج ذیل میں سے تین جملوں کی ترکیب کریں؟ (۱۵)

الصلوٰۃ علٰی سیّد الانبیاء، اغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق نظرت فی الکتاب، کان زیدا اسد، لارجل ظریفا

☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2016ء

چوتھا پرچہ......نحو

القسم الاوّل...... هداية النحو

سوال نمبر 1: (الف) کلام کی تعریف کریں نیز کلام کون سے کلموں سے حاصل ہوسکتی ہے اور کون سے کلموں سے حاصل نہیں ہوسکتی؟ نیز اس کی وجہ بھی لکھیں۔

(ب) اسم متمکن کی تعریف اور وجہ تسمیہ تحریر کریں نیز اسماء ستہ مکبرہ کا اعراب مثالیں دیکر واضح کریں؟

جواب: (الف) کلام کی تعریف:

کلام وہ لفظ ہے، جو دو کلموں کو متضمن ہو اسناد کے ساتھ۔

حصولِ کلام کی صورتیں:

عقلی طور پر ترکیب کلام کی چھ صورتیں بنتی ہیں؛ جن میں دو صورتوں سے کلام حاصل ہو سکتا ہے باقی چار سے نہیں ہوسکتا۔

جن صورتوں سے کلام حاصل ہوسکتا ہے، وہ درج ذیل ہیں:

(۱) دو اسموں کے ضمن میں۔ (۲) ایک اسم اور ایک فعل کے ضمن میں۔

ان دو صورتوں سے کلام حاصل ہوسکتا ہے؛ کیونکہ کلام کے لیے اسناد کا ہونا ضروری ہے اور اسناد وہاں ہوگا جہاں مسند اور مسند الیہ دونوں اکٹھے پائے جائیں۔ مسند اور مسند الیہ دونوں مذکورہ صورتوں میں ہی اکٹھے پائے جاسکتے ہیں باقی صورتوں میں جمع نہیں ہوسکتے۔

جن صورتوں سے کلام حاصل نہیں ہوتا وہ درج ذیل ہیں:

۱- اسم اور حرف سے۔ ۲- فعل اور حرف سے

۳- دو فعلوں سے۔ ۴- دو حرفوں سے

اس کی وجہ یہ ہے کہ ان چار صورتوں مین مسند اور مسند الیہ اکٹھے نہیں پائے جاتے۔ کسی میں صرف مسند ہے تو کسی میں مسند الیہ اور کسی میں دونوں میں سے کوئی بھی نہیں۔ جب مسند اور مسند الیہ نہ پائے گئے تو اسناد بھی نہ پایا گیا جبکہ اسناد ان کا کلام کے لیے ہونا ضروری ہوتا ہے۔

(ب) اسم متمکن کی تعریف:

اسم معرب کا دوسرا نام اسم متمکن ہے۔

وہ اسم ہے جو اپنے غیر کے ساتھ مرکب ہو اور مبنی الاصل کے مشابہ نہ ہو جیسے: جَـآءَنِـیْ زَیْدٌ میں لفظ زَیْـدٌ معرب واسم متمکن ہے صرف زید معرب نہیں، کیونکہ ترکیب نہیں ہے۔

وجہ تسمیہ:

متمکن لفظ تمکن سے اسم فاعل کا صیغہ ہے جس کا معنیٰ ہے جگہ دینے والا۔ تو چونکہ یہ اسم بھی اعراب کو جگہ دیتا ہے یعنی اس پر تینوں اعراب ظاہر ہوتے ہیں تو اس لیے اس کو اسم متمکن کہتے ہیں۔

اسمائے ستہ مکبرہ کا اعراب:

رفع واؤ کے ساتھ، نصب الف کے ساتھ اور جر یاء کے ساتھ آتا ہے؛ جیسے: جَـآءَنِیْ اَبُوْكَ، رَاَیْتُ اَبَاكَ، مَرَرْتُ بِاَبِیْكَ۔

باقی مثالوں کو اسی پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔

سوال نمبر 2: (الف) اسباب منع صرف کتنے اور کون کون سے ہیں ہر ایک کی مثال تحریر کریں؟

(ب) فاعل کی تعریف کریں نیز فعل کا فاعل کس صورت میں واحد، کس صورت میں تثنیہ اور کس صورت میں جمع ہوگا؟ وضاحت کریں۔

جواب: (الف) اسباب منع:

منع صرف کے نو اسباب ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱- عدل جیسے: عُمَرُ
۲- وصف جیسے: اَسْوَدُ، اَحْمَرُ
۳- تانیث جیسے: عَائِشَةُ، زَيْنَبُ
۴- معرفہ جیسے: عُمَرُ
۵- عجمہ جیسے: اِبْرَاهِيمَ
۶- جمع جیسے: مَسَاجِدُ
۷- ترکیب جیسے: بَعْلَبَكُّ،
۸- وزن فعل جیسے: شَمَّرَ، اَحْمَرُ، اَحْمَدُ
۹- الف ونون زائدتان جیسے: رَحْمٰنُ، عُثْمَانُ

(ب) فاعل کی تعریف:

وہ اسم ہے جس سے پہلے فعل یا شبہ فعل ہو کہ وہ فعل یا شبہ فعل اس اسم کی طرف مسند ہو اس طرح کہ وہ فعل یا شبہ فعل اس اسم کے ساتھ قائم ہو اس پر واقع نہ ہو جیسے: ضَرَبَ زَيْدٌ، زَيْدٌ قَائِمٌ اَبُوْهُ

فعل واحد، تثنیہ، جمع لانے کا قاعدہ:

فعل کا فاعل اگر اسم ظاہر ہو تو فعل ہمیشہ واحد لایا جائے گا فاعل جیسا بھی ہو جیسے:
ضَرَبَ زَيْدٌ، ضَرَبَ الزَّيْدَانِ، ضَرَبَ الزَّيْدُوْنَ۔

فاعل اسم ضمیر ہو تو فاعل واحد کے لیے فعل واحد لایا جائے گا جیسے: زَيْدٌ ضَرَبَ۔ تثنیہ فاعل کے لیے فعل تثنیہ جیسے: اَلزَّيْدَانِ ضَرَبَا اور جمع فاعل کے لیے فعل بھی جمع جیسے: اَلزَّيْدُوْنَ ضَرَبُوْا۔

سوال نمبر3: درج ذیل میں سے کسی پانچ کی تشریح قلمبند کریں؟
خاصہ، اسناد، عدل تقدیری، عطف بیان، تاکید، اسم عدد، فعل متعدی

جواب: خاصہ: شئی کا خاصہ وہ ہوتا ہے جو اسی میں پایا جائے غیر میں نہ پایا جائے جیسے: کاتب بالقوۃ انسان کے لیے۔

اسناد: ایک امر کی نسبت دوسرے امر کی طرف کرنا تا کہ مخاطب کو فائدہ تامہ حاصل ہو

سکے۔

عدل تقدیری: جس کے وجودِ اصلی پر منع صرف کے علاوہ کوئی اور دلیل موجود نہ ہو جیسے: عُمَرُ، زُفَرُ۔

عطف بیان: وہ تابع جو صفت تو نہیں ہوتا مگر اپنے متبوع کی وضاحت کرے، جیسے: اَقْسَمَ اَبُوْ حَفْصٍ عُمَرُ میں عُمَرُ۔

تاکید: وہ تابع جو نسبت یا شمول میں اپنے متبوع کے حال کو پختہ کرے جیسے: جَاءَ اَنَّ زَيْدًا زَيْدًا قَائِمٌ، فَسَجَدَ الْمَلٰئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ۔

اسم عدد: وہ اسماء ہیں جو اشیاء کی تعداد پر دلالت کرنے کے لیے موضوع ہوں جیسے: وَاحِدٌ، عَشَرَةٌ وغیرہ۔

فعل متعدی: وہ فعل ہے جو فاعل کے ساتھ ساتھ مفعول بہ کا بھی تقاضا کرے جیسے: ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًوا۔

القسم الثانی...... شرح مائة عامل

سوال نمبر4: "اِلٰی" کتنے اور کون کون سے معانی کے لیے استعمال ہوتا ہے؟ مثالیں دے کر وضاحت کریں۔

جواب: حرف اِلٰی کے دو معانی ہیں:

۱- انتہائے غایت کے لیے یعنی مسافت کی انتہاء کے لیے جیسے: سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ اِلَى الْكُوْفَةِ

۲- مصاحبت کے لیے اس وقت یہ مع کے معنی میں ہوگا جیسے: لَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَهُمْ اِلٰى اَمْوَالِكُمْ

سوال نمبر5: حروف مشبہ بالفعل کتنے اور کون کون سے معانی کے لیے آتے ہیں؟ نیز تمنی اور ترجی میں فرق واضح کریں؟

جواب: حروف مشبہ بالفعل کی تعداد: حروف مشبہ بالفعل چھ ہیں، جو درج ذیل ہیں:

اِنَّ، اَنَّ، کَاَنَّ، لٰکِنَّ، لَیْتَ، لَعَلَّ

معانی: اِنَّ اور اَنَّ یہ دونوں حروف جملہ اسمیہ کے مضمون کو ثابت اور پکار کرنے کے لیے آتے ہیں جیسے: اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ۔ بَلَغَنِیْ اَنَّ زَیْدًا مُنْطَلِقٌ

کَاَنَّ: یہ تشبیہ یعنی ایک شئی کو دوسری شئی کے ساتھ مشابہت دینے کے لیے آتا ہے، جیسے: کَاَنَّ زَیْدًا اَسَدٌ

لٰکِنَّ: یہ استدراک کے لیے آتا ہے۔ استدراک کا مطلب ہے کہ سابقہ کلام سے پیدا ہونے والے وہم کو دور کرنا، جیسے: غَابَ زَیْدٌ لٰکِنَّ بَکْرًا حَاضِرٌ۔

لَیْتَ: کسی چیز کی آرزو کرنے کے لیے آتا ہے جیسے: لَیْتَ زَیْدًا قَائِمٌ۔

لَعَلَّ: امید کے لیے آتا ہے، جیسے: لَعَلَّ السُّلْطَانَ یُکْرِمُنِیْ۔

تمنی اور ترجی میں فرق:

تمنی امور ممکنہ اور امور ممتنعہ دونوں میں ہو سکتی ہے۔ لہٰذا لَیْتَ الشَّبَابَ یَعُوْدُ کہہ سکتے ہیں۔ اگرچہ جوانی کا واپس آنا محال ہے۔

ترجی صرف امور ممکنہ میں ہو سکتی ہے ممتنعہ میں نہیں۔ لہٰذا لَعَلَّ الشَّبَابَ یَعُوْدُ نہیں کہہ سکتے۔

سوال نمبر 6: درج ذیل میں سے تین جملوں کی ترکیب کریں۔

اَلصَّلٰوۃُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ، اِغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ
نَظَرْتُ فِی الْکِتَابِ، کَاَنَّ زَیْدًا اَسَدٌ، لَارَجُلَ ظَرِیْفٌ

جواب: ۱-اَلصَّلٰوۃُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ:

اَلصَّلٰوۃُ مبتداء عَلٰی حرف جار سَیِّدِ مضاف اَلْاَنْبِیَآءِ مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور عَلٰی جار اپنے مجرور سے مل کر ظرف مستقر ہوا ثَابِتَۃٌ مقدر۔ ثَابِتَۃٌ اسم فاعل اپنے فاعل (جو کہ اس میں ھِیَ ضمیر پوشیدہ ہے) اور ظرف مستقر سے مل کر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ لفظاً اور انشائیہ معناً۔

۲-اِغْسِلُوْا وُجُوْھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ اِلَی الْمَرَافِقِ

اِغْسِلُوْا فعل اور فاعل۔ وُجُوْہَ مضاف کُمْ مضاف الیہ۔ مضاف اور مضاف الیہ مل کر معطوف علیہ۔ وَ حرف عطف اَیْدِیَ مضاف کُمْ مضاف الیہ۔ مضاف اور مضاف الیہ مل کر معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ۔ الی حرف جار اَلْمَرَافِقِ مجرور۔ جار مجرور مل کر ظرف لغو ہوا۔ فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

۳-نَظَرْتُ فِی الْکِتَابِ

نَظَرْتُ فعل اور فاعل (جو کہ تُ ضمیر بارز ہے) فِیْ حرف جار۔ اَلْکِتَابِ مجرور۔ جار و مجرور مل کر ظرف لغو ہوا۔ فعل اپنے فاعل اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

۴-کَاَنَّ زَیْدًا اَسَدٌ

کَاَنَّ حرف شبہ بفعل زَیْدًا اسم اَسَدٌ خبر کَاَنَّ اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

۵-لَارَجُلٌ ظَرِیْفًا

لا مشابہ بلَیْسَ۔ رَجُلٌ اسم۔ ظَرِیْفًا خبر۔ لا اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

☆☆☆

خاصہ سال دوم — پرچہ نمبر5

سالانہ امتحان الشہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿پانچواں پرچہ: عربی ادب و منطق﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

القسم الاوّل کے دونوں سوال لازمی ہیں جبکہ **القسم الثانی** سے کوئی دو سوال حل کریں۔

القسم الاول: عربی ادب

سوال نمبر1: (الف) درج ذیل اجزاء کا ترجمہ کریں؟ (۱۵)

(۱) وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ صلے وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا ط أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ ط وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

(۲) عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلثة الا من صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعو له

(ب) درج ذیل میں سے پانچ اشعار کا ترجمہ کریں؟ (۱۵)

۱- كن الى الموت على حب الوطن — من يخن او طانه، يوما يخن

۲- وطن المرء حماه المفتدى — يذكر المنة منه واليدا

۳- لولابس الصخر الاصم بعض ما — يلقاه قلبی فض اصلاد الصفا

۴- لاتحسبن يا دهر أنی ضارع — لنكبة تعرقنی عرق المدى

۵- الصدق عز فلا تعدل عن الصدق — واحذر من الكذب المذموم فی الخلق

۶- عليك بالصدق ولو انه — احرقك الصدق بنار الوعيد

۷- اذا عرف الانسان بالكذب لم يزل — لدى الناس كذابا ولو كان صادقا

سوال نمبر2: درج ذیل میں سے کسی دو اجزاء کا جواب دیں؟

(۱) نشاء، مزاح، غلب، منطقۃ، عاصمۃ میں سے تین الفاظ کو عربی جملوں میں استعمال کریں؟ (۱۰)

(۲) درج ذیل سوالات کے عربی میں جواب دیں؟ (۱۰)

لماذا خرج الأفغانی من مسقط رأسه؟

ماذا يحب الشعب الباكستانی؟

مامعنى كلمة التلفزيون؟

(۳) درج ذیل جملوں کی عربی بنائیں؟ (۱۰)

۱- مسلمان جنت میں داخل ہوں گے۔ ۲- میں کبھی اپنے وطن کو دھوکہ نہ دوں گا۔

۳- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی طرف دعوت دی۔

القسم الثانی...... منطق

سوال نمبر 3: (۱) تقدم کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں؟ مع تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟ (۱۵)

(۲) معرف وقول شارح اور دلیل و حجت کی تعریف کریں اور مثالیں دیں؟ (۱۰)

سوال نمبر 4: (۱) لفظ کی تعریف کرنے کے بعد اسم، کلمہ اور اداۃ کی تعریفات و امثلہ سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

(۲) معرف کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں ہر ایک کی تعریف اور مثال تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 5: (ا) قضیہ حملیہ محصورہ کی تعریف کریں نیز محصورات اربعہ کے سور قلمبند کریں؟ (۱۵)

(۲) حواس ظاہرہ کتنے اور کون کون سے ہیں؟ تحریر کریں؟ (۱۰)

☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2016ء

پانچواں پرچہ: ادب عربی و منطق

القسم الاوّل: عربی ادب

سوال نمبر 1: (الف) درج ذیل اجزاء کا ترجمہ کریں؟

(۱) وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَالْمُهٰجِرِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلْيَعْفُوْا وَلْيَصْفَحُوْا أَلَا تُحِبُّوْنَ أَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ٥

(۲) عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلثة الا من صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعوله

(ب) درج ذیل میں سے پانچ اشعار کا ترجمہ کریں؟

١– كن الى الموت على حب الوطن — من يخن او طانه، يوما يخن

٢– وطن المرء حماه المفتدى — يذكر المنة منه واليدا

٣– لو لابس الصخر الاصم بعض ما — يلقاه قلبی فض اصلاد الصفا

٤– لاتحسبن يا دهر أنی ضارع — لنكبة تعرقنی عرق المدى

٥– الصدق عز فلا تعدل عن الصدق — واحذر من الكذب المذموم فی الخا

٦– عليك بالصدق ولو انه — احرقك الصدق بنار الوعيد

٧– اذا عرف الانسان بالكذب لم يزل — لدى الناس كذابا ولو كان صاد

جواب: (الف) ترجمۃ الاجزاء:

۱- اور تم میں سے فضل اور وسعت والے قریبی رشتہ داروں، مسکینوں اور مہاجرین کو اللہ کی راہ میں نہ دینے کی قسم نہ اٹھائیں اور چاہیے کہ معاف کریں اور درگزر کریں۔ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں بخش دے اور اللہ بخشنے والا رحم والا ہے۔

۲- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے مگر تین عمل (کا ثواب منقطع نہیں ہوتا) صدقہ جاریہ، علم نافع اور نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔

(ب) ترجمۃ الاشعار:

۱- (اے بہادر انسان) تو وطن کی محبت پر موت کو بھی قبول کرلے، جو شخص بھی اپنے وطن سے خیانت کرتا ہے ایک دن اس سے بھی خیانت کی جاتی ہے۔

۲- آدمی کا وطن اس کی ایک ایسی چراگاہ ہے، جس کو بچانے کے لیے قربانی دی جاتی ہے، وہ اس کے احسان اور مدد کو یاد رکھتا ہے۔

۳- اگر سخت پتھر کو وہ دکھ ملیں جو کچھ میرے دل کو ملے ہیں تو پہاڑ کے ٹکڑے بھی ریزہ ریزہ ہوجائیں۔

۴- اے زمانہ! تو یہ خیال نہ کر کہ میں اس مصیبت کے سامنے جھک جاؤں جو میرا گوشت ہڈیوں سے بھی الگ کردیتی ہے۔

۵- سچائی ہر کسی کو پسند ہے پھر تم سچائی سے منہ نہ پھیرو اور جھوٹ سے اجتناب کرو، کیونکہ ساری کائنات اس کو برا خیال کرتی ہے۔

۶- تم سچائی پہ قائم رہو خواہ سچائی تمہیں ڈر کی آگ میں جلادے۔

۷- جب انسان جھوٹ بولنے میں مشہور ہوجائے تو وہ لوگوں کے خیال میں

جھوٹا ہوگا اگر وہ سچا بھی ہو۔

سوال نمبر2: درج ذیل میں سے کسی دو اجزاء کا جواب دیں؟

(الف) نشاء، مزاح، غلب، منطقۃ، عاصمۃ میں سے تین الفاظ کو عربی جملوں میں استعمال کریں۔

(ب) درج ذیل سوالات کے عربی میں جواب دیں؟

لما ذا خرج الأفغاني من مسقط رأسه؟

ماذا يحب الشعب الباكستاني؟

مامعنى كلمة التلفزيون؟

(ج) درج ذیل جملون کی عربی بنائیں؟

۱- مسلمان جنت میں داخل ہوں گے۔ ۲- میں کبھی اپنے وطن کو دھوکہ نہ دوں گا۔

۳- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کی طرف دعوت دی۔

جواب: الفاظ کا عربی جملوں میں استعمال:

نشأ: السيد جمال الدين نشأ في افغانستان

مزاح: يحب امجد المزاح جدًا

غلب: غلب احمد على عدوه

منطقة: رأيت منطقةً جبلية

عاصمة: عاصمة باكستان اسلام آباد ۔

(ب): (۱) خرج الافغاني من مسقط رأسه لكي يزور بلاد العالم وعواصمها ويطوف فيها ماشاء الله ان يطوف ۔

(۲) يحب الشعب الباكستاني النكت والاعابة ۔

(۳) معنى كلمة التلفزيون: الرؤية عن بعد ۔

(ج): (۱) يدخل المسلمون في الجنة

(۲) انا لن اخدع وطنی ابداً ۔

(۳) دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الاسلام ۔

القسم الثانی...... منطق

سوال نمبر 3: (الف) تقدم کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں؟ مع تعریفات وامثلہ تحریر کریں؟

(ب) معرف وقول شارح اور دلیل وحجت کی تعریف کریں اور مثالیں دیں؟

جواب: (الف) تقدم کی اقسام

تقدم کی چار اقسام ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱- تقدم ذاتی: مؤخر مقدم کا محتاج ہو اور مقدم مؤخر کے لیے علت تامہ ہو جیسے: سورج کا طلوع دن کے موجود ہونے پر مقدم ہے، کیونکہ دن کا موجود ہونا طلوع شمس کا محتاج ہے اور سورج کا طلوع دن کے موجود ہونے کی علت ہے۔

۲- تقدم طبعی: مؤخر مقدم کا محتاج ہو لیکن مقدم مؤخر کے لیے علت تامہ نہ ہو جیسے: تصور کا تقدم تصدیق پر، کیونکہ تصدیق محتاج تصور تو ہے لیکن تصور تصدیق کے لیے علت نہیں ہے۔

۳- تقدم زمانی: یعنی مقدم کا زمانہ مؤخر کے زمانہ سے مقدم ہو جیسے: نوح کا زمانہ موسیٰ کے زمانہ سے مقدم ہے۔ (علیہما السلام)

۴- تقدم وضعی: مقدم کو ذکر میں مؤخر سے پہلے کر دینا۔ جیسے: حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعے سے پہلے ذکر کرنا۔

(ب) معرف وقول شارح:

وہ معلومات تصوریہ جن کو ترتیب دینے سے کوئی مجہول تصور حاصل ہو جیسے: جب ہم حیوان کے معنیٰ اور ناطق کے معنیٰ کو (جو کہ پہلے ہمیں الگ الگ معلوم ہوں) ترتیب دیں اور اس طرح کہیں حیوان ناطق تو اس سے انسان کا تصور حاصل ہوا جو پہلے معلوم نہ تھا۔

دلیل وحجت: وہ معلومات تصدیقیہ جن کو ترتیب دینے سے کوئی مجہول تصدیق حاصل ہو جیسے: یہ معلوم ہو کہ عالم متغیر ہے اور یہ بھی معلوم ہو کہ ہر متغیر حادث ہے۔ پھر ان کو ترتیب دے کر اس طرح کہیں: اَلْعَالَمُ مُتَغَیِّرٌ، کُلُّ مُتَغَیِّرٍ حَادِثٌ تو نتیجہ آئے گا: اَلْعَالَمُ حَادِثٌ، یہ ایک ایسی تصدیق ہے، جو ہمیں پہلے معلوم نہ تھی۔

سوال نمبر 4: (الف) لفظ کی تعریف کرنے کے بعد اسم، کلمہ اور اداۃ کی تعریفات و امثلہ سپرد قلم کریں؟

(ب) معرف کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں ہر ایک کی تعریف اور مثال تحریر کریں؟

جواب: (الف) لفظ کی تعریف: جس کا انسان تلفظ کرے جیسے: زَیْدٌ۔

اسم کی تعریف: وہ لفظ مفرد ہے، جو مستقل معنیٰ پر دلالت کرے اور تین زمانوں میں سے کسی کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو جیسے: زَیْدٌ۔

کلمہ: وہ لفظ مفرد ہے، جو مستقل معنیٰ پر دلالت کرے اور تین زمانوں میں سے کسی کے ساتھ ملا ہوا ہو جیسے: ضَرَبَ۔

اداۃ: وہ لفظ مفرد ہے، جو مستقل معنیٰ پر دلالت نہ کرے جیسے: مِنْ، اِلٰی۔

(ب) معرف کی اقسام: معرف کی چار اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱- حد تام: وہ معرف ہے، جو جنس قریب اور فصل قریب پر مشتمل ہو جیسے: حَیَوَانٌ نَاطِقٌ انسان کی حد تام ہے۔

۲- حد ناقص: وہ معرف ہے، جو جنس بعید اور فصل قریب پر یا صرف فصل قریب پر مشتمل ہو جیسے: جِسْمٌ نَاطِقٌ یا فقط نَاطِقٌ انسان کے لیے۔

۳- رسم تام: وہ معرف ہے، جو جنس قریب اور خاصہ پر مشتمل ہو جیسے: حَیَوَانٌ ضَاحِکٌ انسان کے لیے رسم تام ہے۔

۴- رسم ناقص: وہ معرف ہے، جو جنس بعید اور خاصہ یا فقط خاصہ پر مشتمل ہو جیسے: جِسْمٌ ضَاحِکٌ یا فقط ضَاحِکٌ انسان کے لیے۔

سوال نمبر 5: (الف) قضیہ حملیہ محصورہ کی تعریف کریں نیز محصورات اربعہ کے سور

قلمبند کریں؟

(ب) حواس ظاہرہ کتنے اور کون کون سے ہیں؟ تحریر کریں؟

جواب: (الف) قضیہ حملیہ محصورہ:

وہ قضیہ ہے جس میں حکم موضوع کے افراد پر لگایا جائے اور افراد کی کمیت اور مقدار کو بیان کیا گیا ہو جیسے: كُلُّ اِنْسَانٍ حَيَوَانٌ۔

محصورات اربعہ کے سور

☆ موجبہ کلیہ کا سور لفظ کل آتا ہے۔

☆ موجبہ جزئیہ کا سور لفظ بعض اور واحد ہے۔

☆ سالبہ کلیہ کا سور لَا شَيْءَ، لَا وَاحِدَ ہے۔

☆ سالبہ جزئیہ کا سور لَيْسَ بَعْضُ اور بَعْضُ لَيْسَ ہے۔

ب) حواس ظاہرہ:

حواس ظاہرہ پانچ ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱-سامعہ: سننے کی قوت

۲-باصرہ: دیکھنے کی قوت

۳-ذائقہ: چکھنے کی قوت

۴-شامہ: سونگھنے کی قوت

۵-لامسہ: مس کرنے کی قوت

☆☆☆

خاصہ سال دوم — پرچہ نمبر 6

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۳۷ھ/2016ء

﴿چھٹا پرچہ: سیرت وتاریخ﴾

مقررہ وقت: تین گھنٹے — کل نمبر 100

نوٹ: دونوں قسموں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

القسم الاول...... سیرت

سوال نمبر 1: (۱) برکات نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک نوٹ تحریر کریں؟ (۱۵)

(۲) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاندانی شرافت وسیادت کے بارے میں آپ کیا جانتی ہیں؟ سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 2: (۱) تولد شریف کے وقت عجیب وغریب اور خارق عادت ظاہر ہونے والے امور بیان کریں؟ (۱۵)

(۲) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کی تفصیل تحریر کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر 3: (۱) غزوۂ بدر کو بدر کیوں کہتے ہیں نیز بتائیں کہ اس میں کتنے کافر مارے گئے اور کتنے گرفتار ہوئے؟ (۱۵)

(۲) فتح مکہ، صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان میں سے کسی ایک پر نوٹ لکھیں؟ (۱۵)

سوال نمبر 4: (۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے مبارک کے اوصاف احادیث مبارکہ کی روشنی میں بیان کریں؟ (۱۵)

(۲) مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک مضمون قلمبند کریں؟

(۱۵)

القسم الثانی...... تاریخ

سوال نمبر 5: (ا) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں کوئی دو احادیث مبارکہ بیان کریں؟ (۱۰)

(۲) کوئی دو موافقات عمر رضی اللہ عنہ (ایسی آیات جو آپ کی رائے کے موافق نازل ہوئی ہوں) لکھیں؟ (۱۰)

سوال نمبر 6: (ا) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی کوئی دو کرامات ذکر کریں؟ (۱۰)

(۲) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ہجرت کا واقعہ نقل کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر 7: (ا) خلفائے راشدین میں سے ہر ایک کی تاریخ شہادت اور مدت خلافت قلمبند کریں؟ (۱۰)

(۲) خلفائے راشدین میں سے ہر ایک کی جائے تدفین تحریر کریں؟ (۱۰)

☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2016ء

پٹا پرچہ: سیرت و تاریخ

القسم الاوّل...... سیرت

سوال نمبر 1: (ا) برکات نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک نوٹ تحریر کریں؟

(۲) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاندانی شرافت و سیادت کے بارے میں آپ کیا جانتی ہیں؟ سپرد قلم کریں؟

جواب (الف) برکاتِ نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم:

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے بالواسطہ اپنے پیارے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا فرمایا پھر اس نور کو خلقِ عالم کا واسطہ ٹھہرایا۔ عالم ارواح میں ہی اس روح سراپا نور کو نبوت سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ نے عرض کیا آپ کو نبوت کب ملی؟ آپ نے فرمایا: "کُنْتُ نَبِیًّا وَّاٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ۔" پھر دیگر انبیاء علیہم السلام کی روحوں سے وہ عہد لیا جو "اِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ" میں مذکور ہے۔ جس وقت ان پیغمبروں کی روحوں نے عہد مذکورہ کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و امداد کا اقرار کر لیا تو نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے ان روحوں میں وہ قابلیت پیدا ہو گئی کہ دنیا میں اپنے اپنے وقت میں ان کو منصب نبوت عطا ہو اور ان سے معجزات ظہور میں آئیں۔ پھر انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی امتوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی بشارت اور ان کی امداد کی تاکید فرماتے رہے، اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک نہ ہوتی تو کائنات کی کوئی شئی کا وجود نہ ہوتی۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نور کی برکت ہے کہ تمام عالم کو وجود جیسی نعمت عطا ہوئی اور سابقہ تمام انبیاء علیہم السلام کو نبوت کے تاج پہنائے

گئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نور کو ان کی پشت مبارک میں بطور ودیعت رکھا اور ان سے عہد لیا کہ یہ نور پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہوا کرے۔ وہ نور مبارک جس پاک پشت میں بطور ودیعت رکھا اس کی پیشانی آفتاب آسمانی اور اندھیری رات میں چاند جیسی جھلکتی۔ پھر یہ نور پاک پشتوں سے پاک رحموں کی طرف منتقل ہوتا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ تک پہنچا اور پھر ان سے اصح قول کے مطابق ایام تشریق میں جمعہ کی رات آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاک رحم میں منتقل ہوا۔ اسی نور کو پاک صاف رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کے تمام آباء وامہات کو کفر وشرک کی نجاست اور زنا کی آلودگی سے پاک رکھا۔ اسی نور کے ذریعے آپ کے تمام آباؤ اجداد نہایت حسین ومرجع خلائق تھے۔ اسی نور کی برکت سے حضرت آدم علیہ السلام مسجود ملائکہ بنے اور اسی نور کے ذریعے ان کی توبہ قبول ہوئی، اسی نور کی برکت سے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان میں غرق ہونے سے بچی، حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آتش نمرود گلزار ہوگئی اور اسی نور کی برکت سے حضرات انبیاء علیہم السلام پر اللہ تعالیٰ کی عنایات بے غایت ہوئیں۔ الغرض! جمیع کائنات کا وجود میں آنا آپ کے مبارک نور کی برکت سے ہے۔

(ب) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاندانی شرافت

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاندان عرب میں ہمیشہ سے ممتاز ومعزز چلا آرہا تھا۔ آپ کے خاندان کو قریش کے نام سے پکارا جاتا ہے، کیونکہ نضر کا لقب قریش تھا۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”میں بنی آدم کے بہترین طبقات میں بھیجا گیا، ایک قرن بعد دوسرے قرن کے یہاں تک کہ میں اس قرن سے ہوا۔“

صحیح مسلم کی حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاندان کی شرافت کو اس طرح بیان فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اسماعیل کی اولاد میں کنانہ کو برگزیدہ کیا اور کنانہ سے

قریش کو اور قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے مجھ کو برگزیدہ بنایا۔ نضر کے بعد فہر اپنے وقت کا رئیس تھا۔ پھر فہر کے بعد قصی بن کلاب نے نہایت عزت واقتداء حاصل کیا۔ انہوں نے حاجیوں کے لیے مہمان نوازی اور مزدلفہ میں روشنی کا انتظام کروایا۔ قصی کے چار بیٹے تھے اور دو لڑکیاں تھیں۔ عبدالدار اگرچہ بڑا تھا مگر شرافت کے لحاظ سے کم تھا۔ عبد مناف سب سے اشرف تھے اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جد رابع ہیں۔ ان کا اصلی نام مغیرہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی جھلک ان کی پیشانی میں چاند کی طرح چمکتی تھی۔ جب قصی بوڑھے ہوئے تو انہوں نے حرم شریف کے تمام مناصب عبدالدار کے سپرد کردیے۔ پھر جب قصی کے بعد عبدالدار اور عبد مناف کا بھی انتقال ہوا تو قریش کے درمیان شدید اختلاف ہوا حتیٰ کہ لڑائی کی نوبت آگئی۔ چنانچہ اس بات پر صلح ہوگئی کہ سقایت ورفادت وقیادت بنو عبد مناف کو دی جائے اور حجابت ولواء وندوۃ بدستور عبدالدار کے پاس رہے۔ چنانچہ ہاشم کو سقایت ورفادت ملی اس کے بعد مطلب کو اس کے بعد عبدالمطلب کو اور اس کے بعد ابوطالب کو۔

ہاشم کا اصل نام عمرو تھا۔ اس نے منصب رفادت وسقایت کو خوبی سے انجام دیا، بہت ہی مہمان نواز تھے۔ ان کا دسترخوان ہر وقت بچھا رہتا اور ان کی پیشانی میں نور محمد چمکتا رہتا۔ جو بھی آپ کو دیکھتا آپ کا بوسہ لیتا۔ آپ نے بنو عدی بن نجار سے ایک شخص عمرو بن زید کی صاحبزادی سلمیٰ جو کہ حسن وجمال میں سب سے خوبصورت تھی، سے شادی کرلی۔ پچیس سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوگیا۔ اس کے بعد سلمیٰ کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا، جس کا نام شیبہ تھا۔

مطلب کے بعد اہل مکہ کی ریاست انہی شیبہ کو عبدالمطلب کہا جاتا ہے، کو ملی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک ان کی پیشانی میں چمکتا تھا اور ان سے کستوری کی سی خوشبو آتی۔ موحد تھے، ہر طرح کی بدکاری سے پاک وصاف تھے، اور بہت سی برائیوں سے لوگوں کو منع کرتے تھے۔ مستجاب الدعوات اور فیاض تھے۔ ان کے ہاں دس بیٹوں کی پیدائش ہوئی جن میں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

حضرت عبداللہ کی پیشانی میں نورِ محمد چمکتا تھا جیسا اندھیری رات میں چاند۔ عبدالمطلب نے ان کی شادی بنو زہرہ کے سردار وہب کی بیٹی (آمنہ) سے کر دی، جو کہ قریشیہ نسب و شرف میں قریش کی تمام عورتوں سے افضل تھیں۔ یوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خاندانی شرافت و سیادت ابتداء تا انتہاء ممتاز حیثیت کی حامل رہی۔

سوال نمبر 2: (الف) تولد شریف کے وقت عجیب و غریب اور خارق عادت ظاہر ہونے والے امور بیان کریں۔

(ب) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح کی تفصیل تحریر کریں؟

جواب: (الف) تولد شریف کے وقت غیب سے عجیب و غریب اور خارق عادت امور ظاہر ہوئے تاکہ آپ کی نبوت کی بنیاد پڑ جائے اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور پسندیدہ ہیں اور آپ کے نور سے حرم شریف کی پست زمین اور ٹیلے روشن ہو گئے۔ آپ کے ساتھ ایسا نور نکلا کہ مکہ میں رہنے والے لوگوں نے ملک شام کے محلات کو دیکھ لیا۔ شیاطین پہلے آسمان پر چلے جاتے اور لوگوں کو من گھڑت باتیں بتاتے۔ اب شیاطین کا آسمانوں میں جانا بند کر دیا گیا ہے اور آسمانوں کی حفاظت شہاب ثاقب سے کر دی گئی ہے۔ بحیرہ ساوہ جو ہمدان وقم کے درمیان چھ میل لمبا اور اتنا ہی چوڑا تھا اور جس کے کناروں پر شرک و بت پرستی ہوا کرتی تھی، یکا یک خشک ہو گیا اور وادی ساوہ (شام و کوفہ کے درمیان) کی ندی جو بالکل خشک تھی لبالب بہنے لگی۔

(ب) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جب آپ سے نکاح کا ارادہ کیا تو اس وقت آپ بیوہ تھیں۔ ان کی دو شادیاں ہو چکی تھیں۔ ان کی پاکدامنی کے سبب لوگ آپ کو زمانہ جاہلیت میں بھی طاہرہ کہتے تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے یعلی بن منبہ کی بہن نفیسہ کی وساطت سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام نکاح بھیجا۔ آپ نے نکاح کے بارے میں اپنے چچاؤں کو بتایا اور آپ کے چچاؤں نے قبول کیا اور حضرت حمزہ اور حضرت ابو طالب نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر جا کر شادی کی تاریخ مقرر کی اور آپ کا نکاح

کر دیا۔ نکاح میں پانچ سو درہم حق مہر مقرر ہوا۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی شادی تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند شادیاں اور کیں۔ آپ کی تمام اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہی پیدا ہوئی۔ صرف آپ کے ایک صاحبزادے حضرت ابراہیم ہیں جو حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے آٹھ ہجری کو پیدا ہوئے اور دس ہجری کو وفات پا گئے۔

سوال نمبر 3: (الف) غزوۂ بدر کو بدر کیوں کہتے ہیں نیز بتائیں کہ اس میں کتنے کافر مارے گئے اور کتنے گرفتار ہوئے؟

(ب) فتح مکہ، صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان میں سے کسی ایک پر نوٹ لکھیں؟

جواب: (الف) غزوہ بدر کو بدر اس لیے کہتے ہیں کہ بدر ایک کنویں کا نام ہے جو مدینہ سے سات منزل پر واقع ہے تو یہ معرکہ چونکہ اسی جگہ ہوا اس لیے اسے بدر کہا جاتا ہے۔ یہ سب سے بڑا غزوہ تھا۔ سبب عمر بن حضرمی کا قتل تھا۔ غزوہ بدر میں ستر کافر مارے گئے اور ستر ہی گرفتار ہوئے۔

(ب) فتح مکہ پر نوٹ:

غزوہ فتح مکہ ماہ رمضان میں پیش آیا۔ اس کا سبب قریش کا معاہدہ حدیبیہ توڑنا بنا۔ عرب کے دو بڑے قبیلے خزاعہ اور بنو بکر ایک دوسرے کے بہت حریف تھے۔ جب اسلام ظاہر ہوا تو عرب کو اپنی طرف متوجہ کر لیا اور وہ لڑائیاں ختم ہو گئیں جو عرصہ دراز سے چلی آ رہی تھیں۔ جب صلح حدیبیہ کا معاملہ ہوا تو اس کے سبب اسلام اور کفر میں لڑائی کا سلسلہ بند ہو گیا، تو بنو بکر (کی ایک شاخ بنو نفاثہ) سمجھے کہ اب پرانی دشمنی کے انتقام کا وقت ہے۔ سو نوفل بن معاویہ نے بنو نفاثہ کو ساتھ لے کر خزاعہ پر دھاوا بول دیا۔ قریش نے چونکہ بنی بکر کی مدد کا معاہدہ کیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے حسب معاہدہ بنو بکر کی مدد کی۔ خزاعہ نے مجبور ہو کر حرم مکہ میں پناہ لے لی۔ تو انہوں نے حرم پاک میں ہی اپنی دشمنی کی آگ بجھانے کے لیے خزاعہ کا خون کیا۔ جب بنو بکر اور قریش نے وہ عہد توڑ دیا جو ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے درمیان ہوا تھا' تو عمر بن سالم خزاعی چالیس سواروں کے ساتھ مدینہ آیا اور سارا ماجرا سنایا کہ قریش نے آپ کا محکم وعدہ توڑ ڈالا ہے اور مدد مانگنے کا مطالبہ کیا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تجھے مدد مل جائے گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ پر حملے کی پوشیدہ تیاری شروع کر دی۔ چنانچہ 10 ماہ رمضان 8 ہجری کو دس ہزار آراستہ فوج لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے روانہ ہوئے۔ مقام قدید میں قبائل کو جھنڈے دے دیے گئے۔ آخری پڑاؤ مرالظہران تھا جہاں سے مکہ ایک منزل یا اس سے بھی کم تھا۔ یہاں بحکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام افواج نے الگ الگ آگ روشن کی۔ قریش کو لشکر اسلامی کی روانگی کا پتہ چل گیا تھا۔ انہوں نے ابوسفیان بن حرب، حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقا کو تجسس کی غرض سے بھیجا۔ جب ان کا گزر ''مرالظہران'' پر ہوا تو خیمہ نبوی کی حفاظت پر مامور دستہ نے ابوسفیان وغیرہ کو پہچان لیا' پکڑ کر لے آئے۔ پھر اسلامی لشکر یہاں سے مکہ کی طرف روانہ ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں بالائی حصہ کی طرف سے داخل ہوئے، اعلان کر دیا گیا کہ جو شخص ہتھیار ڈالے گا یا ابو سفیان کے گھر پناہ لے گا، یا مسجد میں داخل ہوگا یا دروازہ بند کرے گا' اس کو امان دیا جائے گا۔ چنانچہ وہاں بلالائی حصہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خیمہ نصب کیا گیا۔ پھر حضور علیہ السلام نے حضرت خالد بن ولید کو حکم دیا کہ قبائل عرب کے ساتھ بائیں شہر کی طرف داخل ہوں اور صفا میں ہم سے آملیں اور کسی سے جنگ نہ کریں مگر انہوں نے حضرت خالد کی فوج پر حملہ کر دیا۔ حضرت حبیش بن اشعر اور کرز بن جابر نے شہادت پائی تو مجبور ہو کر حضرت خالد نے ان پر حملہ کر دیا۔ تو وہ بھاگ گئے۔ بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دریافت فرمانے پر انہوں نے کہا: ابتداء کفار کی طرف سے ہوئی تھی۔ تو آپ نے فرمایا: قضائے الٰہی بہتر ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیمہ میں ذرا آرام فرمایا پھر غسل کیا اور ہتھیاروں سے سج دھج کر ناقہ قصواء پر سوار ہوئے اور اپنے غلام کے لڑکے اسامہ کو اپنے پیچھے سوار کر لیا۔ قافلہ نبوی بڑی شان و شوکت سے مکہ کی طرف روانہ تھا۔ آپ کے دائیں بائیں آگے پیچھے

ہاجرین وانصار تھے۔ بیت اللہ شریف میں داخل ہو کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ر اسود کو بوسہ دیا پھر اپنی ناقہ پر طواف فرمایا۔ جو بت بیت اللہ کے اردگرد اور اندر نصب تھے، سب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مبارک چھڑی سے ٹھوکر لگاتے تو وہ منہ کے بل گرتے جاتے اور آپ یہ پڑھتے تھے:

"جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا
جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ"

جب سب بت گر گئے تو حضرت عثمان بن طلحہ سے کنجی لے کر آپ نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوئے۔ اندرونی حصہ بھی بتوں سے صاف فرما کر دروازہ بند کر دیا۔ حضرت اسامہ، بلال اور عثمان بن طلحہ آپ کے ساتھ اندر موجود تھے۔ آپ نے نماز پڑھی، تکبیر کہی پھر دروازہ کھول دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد حرام کے دروازے کے بازوؤں کے پاس لوگوں کو خطبہ دیا۔ خطبے کے بعد آپ قریش کی طرف متوجہ ہوئے جن سے مسجد بھری ہوئی تھی اور ان کے تمام مظالم وسلوک آپ کے مشاہدہ میں تھے۔ آپ نے یوں خطاب فرمایا: اے گروہ قریش! تم اپنے گمان میں مجھ سے کیسے سلوک کی توقع رکھتے ہو؟ تو وہ بولے: "نیکی کی توقع۔ آپ شریف بھائی اور شریف برادرزادہ ہیں۔" یہ سن کر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آج تم پر کوئی الزام نہیں، جاؤ تم آزاد ہو۔" اعلان عفو فرما دیا مگر چند افراد اس عفو عام سے مستثنٰی تھے جن کی نسبت فرمایا: انہیں جہاں کہیں پاؤ قتل کر دو۔ چنانچہ ان میں سے تین قتل ہوئے' دو قصاص میں مارے گئے اور باقی کو امن دیا گیا تو وہ ایمان لائے۔

سوال نمبر 4: (الف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے مبارک کے اوصاف احادیث مبارکہ کی روشنی میں بیان کریں؟

(ب) مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایک مضمون قلمبند کریں؟

جواب: (الف) چہرۂ اقدس کے اوصاف:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک جو جمال الٰہی کا آئینہ اور انوار تجلی کا مظہر تھا،

پر گوشت اور کسی قدر گول تھا۔ آپ کا چہرہ دیکھتے ہی عبداللہ بن سلام نے پکارا: یہ چہرہ اقدس کسی دروغ گو کا چہرہ نہیں ہو سکتا، اور وہ اسلام لے آئے۔

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے بڑھ کر خوبرو اور خوش خو تھے۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ فرماتے ہیں: آپ کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتا۔

حضرت جابر بن سمرہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک چاندنی رات میں دیکھا کہ آپ پر سرخ دھاری دار حلہ تھا۔ میں ایک نظر چاند کو دیکھتا اور ایک نظر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ بے شک میرے نزدیک آپ چاند سے زیادہ خوبصورت تھے۔

علاوہ ازیں اور بہت سی احادیث مبارکہ ہیں جو آپ کے روئے مبارک کی وضاحت کرتی ہیں۔

(ب) حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ہم اہلسنّت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام بالخصوص حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اپنی قبر میں زندہ ہیں بحیات حقیقیہ دنیوی۔ قرآن میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت کی خبر ہے وہ عادی ہے، جس سے مخلوق میں سے کسی کو چارہ نہیں ہے۔ اس عادی موت کے بعد اللہ نے انبیاء کو حیات بخش دی تھی۔ اس مسئلہ کی مناسبت سے قرآن و حدیث میں کثیر دلائل موجود ہیں۔

القسم الثانی ...... تاریخ

سوال نمبر 5: (الف) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں کوئی دو احادیث مبارکہ بیان کریں؟

(ب) کوئی دو موافقات عمر رضی اللہ عنہ (ایسی آیات جو آپ کی رائے کے موافق نازل ہوئی ہوں) لکھیں؟

جواب: (الف) شانِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں دو احادیث:

۱- امام ترمذی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی کے دو آسمان میں اور دو زمین میں وزیر ہوتے ہیں۔ میرے آسمانی وزیر جبرئیل و میکائیل علیہما السلام ہیں اور زمینی وزیر ابوبکر و عمر ہیں۔

۲- طبرانی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بیان نقل فرمایا ہے کہ بڑے بڑے مرتبہ والے افق آسمان کے چمکتے ہوئے ستاروں کی طرح ہیں، جنہیں تم زمین پر چمکتا ہوا دیکھتے ہو۔ ابوبکر و عمر ان بلند مرتبہ لوگوں میں سے ہیں۔

(ب) دو موافقات عمر:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ

۱- ایک مرتبہ میں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاش ہم مقام ابراہیم علیہ السلام پر نماز پڑھتے تو فوراً ہی یہ آیت نازل ہوئی:

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى ط

۲- ایک مرتبہ میں نے کہا: یا رسول اللہ! امہات المومنین کے سامنے نیک و بد ہر قسم کے آدمی آتے ہیں، آپ انہیں پردہ کرنے کا حکم دیجئے تو فوراً ہی آیت پردہ نازل ہوئی۔

سوال نمبر 6: (الف) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی کوئی دو کرامات ذکر کریں؟

(ب) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ہجرت کا واقعہ نقل کریں۔

جواب: (الف) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی دو کرامات:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی دو کرامات ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

۱- برکات نبوت کا اٹھ جانا:

اب تک مسلمان برکات نبوت سے بہرہ مند ہو رہے تھے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت سے یہ برکات اٹھالی گئیں۔ اس کی تائید اس واقعہ سے ہوتی ہے جب حضرت

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی تنگ دستی کا ذکر کیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کھجوروں کا ایک تھیلا دیا اور فرمایا اس تھیلے کو اپنے پاس سنبھال کر رکھو' جب بھی ضرورت پڑے تو اس سے کھجوریں نکال سکتے ہو۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس تھیلے سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد تک استفادہ کرتے رہے لیکن جب حضرت عثمان شہید ہوئے تو وہ تھیلا غائب ہو گیا' کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''یہ تھیلا اس وقت تک تمہارے پاس موجود رہے گا جب تک برکات نبوت اٹھا نہیں لی جاتیں۔''

۲۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا خواب

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ میں فرمایا: لوگو! میں نے کل رات ایک عجیب وغریب خواب دیکھا، میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی عدالت لگی ہوئی ہے پروردگار کائنات اپنے عرش پر متمکن ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں اور عرش کا ایک پایہ پکڑ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر حضرت عمر آتے ہیں اور حضرت ابوبکر کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر اچانک حضرت عثمان اس حالت میں عدالت میں آتے ہیں کہ ان کا کٹا ہوا سر ان کے ہاتھ میں رکھا ہوتا ہے اور وہ اللہ کی بارگاہ میں فریاد کناں ہوتے ہیں کہ ''اے پروردگار! اپنے ان بندوں سے جو تیرے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا ہیں اور جو خود کو مسلمان کہتے ہیں' پوچھا جائے کہ مجھے کس گناہ کی پاداش میں قتل کیا گیا کون سا جرم تھا جس کے بدلے میں میرا سر کاٹا گیا؟'' حضرت عثمان کی اس فریاد پر میں نے دیکھا کہ عرش الٰہی تھرایا اور آسمان سے خون کے دو پرنالے جاری کر دیے گئے جو زمین پر خون برسانے لگے۔ یہ خون کے دو پرنالے درحقیقت جنگ جمل اور جنگ صفین تھیں۔

(ب) ہجرت علی رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہجرت کا فیصلہ کیا تو آپ کے سپرد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رکھی گئی امانتوں کی واپسی تھی۔ آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ

میرے بستر پر لیٹ جاؤ' امانتیں واپس کر کے چلے آنا۔ اس وقت کے حالات کی نزاکت کا اندازہ اس امر سے ہوتا ہے کہ قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لیے محاصرہ کر رکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر اس وقت لیٹنا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا لیکن آپ نے جان پر کھیل کر یہ کام کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں تین دن رہا اور تینوں دن ظاہر رہا چھپا نہیں۔

سوال نمبر 7: (الف) خلفائے راشدین میں سے ہر ایک کی تاریخ شہادت اور مدت خلافت قلمبند کریں؟

(ب) خلفائے راشدین میں سے ہر ایک کی جائے تدفین تحریر کریں؟

جواب: (الف) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

۲۲ر جمادی الآخر ۱۳ ہجری کو آپ نے وفات (شہادت) پائی۔ دو سال سات ماہ مدت خلافت ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ:

آپ کی تاریخ شہادت ۲۶ ذی الحج بروز بدھ ۲۳ ہجری ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ:

۱۸ ذی الحج جمعہ کے دن ۳۵ ہجری میں خلیفۃ المسلمین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا۔ بارہ سال آپ کی مدت خلافت ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ:

۱۷ رمضان ۴۰ ہجری کو آپ کی تاریخ شہادت ہے۔

(ب) خلفاء راشدین کی جائے تدفین:

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وعمر فاروق رضی اللہ عنہما: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں وزیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک پہلو میں آرام فرما ہیں۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جنت البقیع میں (مدینہ منورہ میں) مدفون ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مزار پر انوار کے تعین میں اختلاف ہے۔ ابوبکر بن عیاش کا بیان ہے کہ آپ کے مزار کو پوشیدہ رکھا گیا ہے تاکہ خارجی اسے کھود نہ لیں۔ شریک بیان کرتے ہیں کہ امام حسن نے کوفہ سے مدینہ آپ کی نعش مبارک کو منتقل کر دیا تھا۔ علاوہ ازیں اور بھی اقوال ہیں۔

☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان

سالانہ امتحان الشہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے) سال دوم

برائے طالبات سال 1438ھ/2017ء

وقت: تین گھنٹے — پہلا پرچہ: قرآن مجید واصول تفسیر — کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: تمام سوالات حل کریں۔

﴿حصہ اوّل...... قرآن مجید﴾

سوال نمبر۱: درج ذیل اجزاء میں سے کسی چار کا ترجمہ تحریر کریں؟ (۴×۱۵=۱۵)

(الف) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ۝ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ۝

(ب) وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ وَمَا لَهُمْ اَلَّا یُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ یَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْۤا اَوْلِیَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِیَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۝

(ج) قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِیْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ۝

(د) خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَ تُزَكِّیْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۝ اَلَمْ یَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ۝

(ہ) اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِیْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ۝ وَلَا یَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا ؕ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۝

(و) اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْۤا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓىٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ۝ مَثَلُ الْفَرِیْقَیْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِیْرِ وَالسَّمِیْعِ ؕ هَلْ یَسْتَوِیٰنِ مَثَلًا ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ۝

سوال نمبر۲: درج ذیل میں سے کسی پانچ الفاظ کے معانی تحریر کریں؟ (۵×۲=۱۰)

ضُعْفًا، وَلِيْجَة، نَجَسٌ، اَلْاَحْبَارِ، اَلشُّقَّةِ، طَوْعًا، طَآئِفَةٌ .

﴿حصہ دوم...... اصولِ تفسیر﴾

سوال نمبر۳: درج ذیل میں سے کسی دو اجزاء کا جواب دیں؟

(۱) ''مقدمہ تفسیر نعیمی'' کی روشنی میں قرآن اور حدیث میں فرق کی وضاحت کریں؟ (۱۵)

(۲) بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن سے دس پارے کم کردیے گئے، قرآن میں سورۂ حسنین، سورۂ علی اور سورۂ فاطمہ بھی تھیں، پھر آپ کیسے کہتے ہیں کہ قرآن پاک محفوظ ہے؟ آپ اس کا جواب تفصیلاً تحریر کریں؟ (۱۵)

(۳) قرآن کریم کے عقلی فوائد میں سے کوئی ایک فائدہ تفصیلاً سپرد قلم کریں؟ (۱۵)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2017ء

پہلا پرچہ: قرآن مجید واصول تفسیر

﴿حصہ اوّل...... قرآن پاک﴾

سوال نمبر۱: درج ذیل اجزاء کا ترجمہ تحریر کریں؟

(الف) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْهِمْ اٰیٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّ عَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ○ اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ○ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ؕ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ○

(ب) وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ○ وَمَا لَهُمْ اَلَّا یُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ یَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْۤا اَوْلِیَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِیَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ○

(ج) قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِیْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ○

(د) خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّیْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَیْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ○ اَلَمْ یَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَیَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ○

(ہ) اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ○ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ؕ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ وَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ؕ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ○

(و) اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخْبَتُوْۤا اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ كَالْاَعْمٰى وَالْاَصَمِّ وَالْبَصِيْرِ وَالسَّمِيْعِ ؕ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ○

جواب: **ترجمۃ الآیات:** (الف) ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ یاد کیا جائے ان کے دل ڈر جائیں، جب ان پر اس کی آیتیں پڑھی جائیں ان کا ایمان ترقی پائے اور اپنے رب ہی پر بھروسا کریں۔ وہ جو نماز قائم کریں اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کریں، یہی سچے مسلمان ہیں۔ ان کے لیے درجے ہیں ان کے رب کے پاس، بخشش اور عزت کی روزی۔

(ب) اور اللہ کا کام نہیں کہ انہیں عذاب کرے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو اور اللہ انہیں عذاب کرنے والا نہیں جب تک وہ بخشش مانگ رہے ہیں، اور انہیں کیا ہے کہ اللہ انہیں عذاب نہ کرے وہ مسجد حرام سے روک رہے ہیں اور وہ اس کے اہل نہیں، اس کے اولیاء تو پرہیز گار ہی ہیں مگر ان میں اکثر کو علم نہیں۔

(ج) تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان۔ یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔

(د) اے محبوب! ان کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل کرو جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کر دو اور ان کے حقوق میں دعائے خیر کرو۔ بے شک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔ کیا انہیں خبر نہیں کہ اللہ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے صدقے خود اپنے دست قدرت میں لیتا ہے اور یہ کہ اللہ ہی توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

(ہ) سن لو! بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے پرہیز گاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں یہی بڑی کامیابی ہے اور تم ان کی باتوں کا غم نہ کرو۔ بے شک عزت ساری اللہ کے لیے ہے وہی سنتا جانتا ہے۔

(و) دونوں فریق کا حال ایسا ہے جیسے ایک اندھا اور بہرا اور دوسرا دیکھتا اور سنتا! کیا ان دونوں کا حال ایک سا ہے تو کیا تم دھیان نہیں کرتے۔

سوال نمبر۲: درج ذیل الفاظ کے معانی تحریر کریں؟

ضَعُفًا، ولیجة، نجس، الاحبار، الشقة، طوعا، طائفة ۔

جواب: ضعفا بمعنی کمزور، ولیجة بمعنی محرم راز، نجس بمعنی نرے ناپاک، الاحبار بمعنی پادری، الشقة بمعنی مشقت کا راستہ، طوعا بمعنی دل سے خرچ کرنا، طائفة بمعنی جماعت۔

﴿حصہ دوم...... اصول تفسیر﴾

سوال نمبر۳: درج ذیل اجزاء کا جواب دیں؟

(۱) ''مقدمہ تفسیر نعیمی'' کی روشنی میں قرآن اور حدیث میں فرق کی وضاحت کریں؟

(۲) بعض لوگ کہتے ہیں کہ قرآن سے دس پارے کم کردیے گئے، قرآن میں سورۂ حسنین، سورۂ علی اور سورۂ فاطمہ بھی تھیں، پھر آپ کیسے کہتے ہیں کہ قرآن پاک محفوظ ہے؟ آپ اس کا جواب تفصیلاً تحریر کریں؟

(۳) قرآن کریم کے عقلی فوائد میں سے کوئی ایک فائدہ تفصیلاً سپرد قلم کریں؟

جواب: جواب:۔قرآن کریم کے عقلی ونقلی بہت سے فوائد ہیں جن میں سے چھ نقلی فوائد یہ ہیں:

۱۔ جو شخص قرآن کی تلاوت کرتا ہے قیامت کے دن یہ قرآن اس کی سفارش کرے گا۔

۲۔ اگر کسی بیمار پر سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا جائے تو اس کو شفا ہوگی' اسی وجہ سے سورت فاتحہ کا ایک نام سورۃ ''شفاء'' بھی ہے۔

۳۔ جس قبرستان میں سورۃ یٰسین کی تلاوت کی جائے چالیس دن تک عذاب اٹھالیا جاتا ہے۔

۴۔ سورۃ اخلاص پڑھنے کا ثواب تہائی قرآن پڑھنے کے مساوی ہے۔

۵۔ سورۃ یٰسین کی تلاوت دس قرآن پاک کی تلاوت کے مساوی ہے۔

۶۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے مردوں کے پاس سورۃ یٰسین کی تلاوت کیا کرو کہ اس کی برکت سے جان آسانی سے قبض ہوجاتی ہے۔

(۲) کسی جاہل شیعہ نے گپ ہانگی ہوگی محققین شیعہ تو بڑے شدومد کے ساتھ اس سے اپنی براءت ثابت کرتے ہیں مثلاً ملا صادق شرح کلینی میں، محمد ابن حسن آملی، شیخ صدوق اور ابوجعفر محمد بن علی بابویہ وغیرہ۔ کیوں ثابت نہ کریں اس لیے کہ اس عقیدے سے تو اہل بیت عظام کے اسلام کی ہی خبر نہ رہے گی، کیونکہ پھر یہ سوال پیدا ہوگا کہ اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم نے اس محرف قرآن کو اپنی نمازوں میں کیوں پڑھا؟ اس سے احکام کیوں جاری فرمائے اور قرآن پاک کو تحریف ہوتا ہوا دیکھ کر خاموشی کیوں اختیار کی، کیوں نہ سربکف ہو کر میدان میں نکلے اور قرآن پاک کی حفاظت فرمائی؟ اگر وہ اس کام کو کرتے تو تمام مسلمان ان کی امداد کرتے اگر نہ بھی کرتے تو خدا ان کی امداد تو کرتا۔ خدا بھی امداد نہ کرتا اور جان جاتی تو شہید ہوتے۔ جب مسئلہ خلافت کے لیے امیر معاویہ اور عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما سے جنگ ہوسکتی تھی تو حفاظت قرآن کے لیے

خلفائے ثلاثہ سے بھی جنگ ہو سکتی تھی اور اگر کچھ بھی نہ ہوتا تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت سب کے بعد تھا اس زمانے میں خلفائے ثلاثہ پردہ فرما چکے تھے کسی کا خوف نہ تھا تو اصلاح فرمانی ضروری تھی؟ شہید کربلا سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ جہاں یزید کی بیعت کے مقابلہ میں جان دے سکتے تھے وہی شہبازِ اسلام، پروانہ شمع رسالت رضی اللہ عنہ مسئلہ حفاظت قرآن پر بھی اپنی جان کا نذرانہ پیش کر سکتے تھے۔ ان تمام حضرات کا بلا اعتراض قرآن پاک کو قبول فرمانا اس کی صحت پر واضح دلیل ہے۔ کون ایسا جاہل شیعہ ہو گا جو کہ اپنے آئمہ دین پر اس قدر اعتراض گوارا کر کے قرآن پاک کی تحریف کا قائل ہوگا' اس کی زیادہ تحقیق مقصود ہو تو تفسیر فتح المنان کا مطالعہ کریں۔

(۳) عقلی فائدہ: سخی دو قسم کے ہیں۔ ایک جو فقیر کو بلا کر دے، دوسرا وہ جو بغیر بلائے گھر آ کر دے۔ کنواں بلا کر دیتا ہے، دریا بلا کر دیتا ہے اور سمندر بادل بنا کر دنیا پر پانی برساتا ہے۔ کعبہ معظمہ بھی سخی اور قرآن کریم بھی۔ فرق یہ ہے کہ کعبہ معظمہ کے پاس بھکاری جائیں اور جا کر فیض پائیں مگر قرآن کی یہ شان ہے کہ ہر جگہ گھر گھر جا کر اپنا فیض دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان

سالانہ امتحان الشہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے) سال دوم

برائے طالبات سال 1438ھ/2017ء

وقت: تین گھنٹے　　دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث　　کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: تمام سوالات حل کریں۔

﴿حصہ اوّل...... حدیث شریف﴾

سوال نمبر۱: درج ذیل میں سے کسی دو احادیث مبارکہ کا ترجمہ کریں؟ (۱۵+۱۵=۳۰)

(الف) عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنهما أن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال اربع من کن فیه کان منافقا خالصا ومن کانت فیه خصلة منهن کانت فیه خصلة من النفاق حتی یدعها اذا اؤتمن خان واذاحدث کذب واذا عاهد غدر واذا خاصم فجر ۔

(ب) عن معاذ بن انس رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من اکل طعاما فقال الحمد للہ الذی أطعمنی هذا ورزقنیه من غیر حول منی ولاقوة غفرله ماتقدم من ذنبه ۔

(ج) عن أمّ ثابت کبشة بنت ثابت أخت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰعنها قالت دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فشرب من فی قربة معلقة قائما فقمت الی فیها فقطعته ۔

سوال نمبر۲: (الف) درج ذیل میں سے کسی ایک حدیث شریف پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ (۱۰+۱۰=۲۰)

(۱) عن عبداللہ بن زید رضی اللہ عنه قال أتانا النبی صلی اللہ علیه وسلم فأخرجنا له ماء فی تور من صفر فتوضا ۔

(۲) عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ان اللہ یحب أن یری أثر نعمته علی عبده ۔

(ب) درج ذیل میں سے ایک حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور اس میں موجود خط کشیدہ صیغے بیان کریں؟ (۱۰+۱۰=۲۰)

(۱) أن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال اذا اقترب الزمان لم تکد رؤیا المؤمن تکذب ورؤیا المؤمن جزء من ستة وأربعین جزءا من النبوة ۔

(۲) عن انس رضی اللہ عنه أنه مر علی صبیان فسلم علیهم وقال کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یفعله ۔

﴿حصہ دوم...... مقدمہ تذکرۃ المحدثین﴾

سوال نمبر۳: درج ذیل میں سے کسی دو اجزاء کا جواب سپرد قلم کریں؟

(الف) حجیت حدیث کو قرآن کریم سے کوئی دو دلائل دے کر ثابت کریں؟ (۱۵)

(ب) تدوین حدیث پر ایک جامع مگر مدلل نوٹ تحریر کریں؟ (۱۵)

(ج) ارباب حدیث کے کل کتنے اور کون کون سے مراتب ہیں؟ ہر ایک کی تعریف قلمبند کریں؟ (۱۵)

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2017ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

﴿حصہ اوّل...... حدیث شریف﴾

سوال نمبر۱: درج ذیل احادیث مبارکہ کا ترجمہ کریں؟

(الف) عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنهما أن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال اربع من کن فیه کان منافقا خالصا ومن کانت فیه خصلة منهن کانت فیه خصلة من النفاق حتی یدعها اذا اؤتمن خان واذاحدث کذب واذا عاهد غدر واذا خاصم فجر ۔

(ب) عن معاذ بن انس رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من اکل طعاما فقال الحمد للہ الذی أطعمنی هذا ورزقنیه من غیر حول منی ولاقوة غفرله ماتقدم من ذنبه ۔

(ج) عن اُمّ ثابت کبشة بنت ثابت أخت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰعنها قالت دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فشرب من فی قربة معلقة قائما فقمت الی فیها فقطعته ۔

جواب: (الف): حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چار خصلتیں ایسی ہیں کہ جس شخص کے اندر پائی جائیں وہ خالص منافق ہوتا ہے اور جس میں ان میں سے ایک خصلت پائی جائے اس کے اندر نفاق کی ایک خصلت موجود ہوتی ہے جب تک کہ اس خصلت کو ترک نہ کرے۔ جب اس کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو خیانت کرے، جب بات کرے تو

جھوٹ بولے، جب عہد کرے تو اس کو توڑ دے اور جب جھگڑا کرے تو گالیاں بکے۔

(ب) حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کھانا کھائے اور یہ الفاظ کہے: تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور میری کسی محنت وقوت کے بغیر مجھے یہ رزق عطا کیا، تو اس کے گزشتہ تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔

(ج) حضرت اُمّ ثابت کبشہ بنت ثابت رضی اللہ عنہ جو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عن کی بہن ہین، سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میرے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے کھڑے ہو کر مشک سے منہ لگا کر پانی پیا جو لٹک رہی تھی، سو میں نے اٹھ کر اس مشک کے منہ کو کاٹ لیا۔

سوال نمبر۲: (الف) درج ذیل پر اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ زَیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ أَتَانَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَأَخْرَجْنَا لَہُ مَاءً فِیْ تَوْرٍ مِّنْ صُفْرٍ فَتَوَضَّأَ ۔

(۲) عَنْ عَمْرٍو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اَنْ یَّرٰی اَثَرَ نِعْمَتِہٖ عَلٰی عَبْدِہٖ ۔

(۱) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہم نے آپ کے لیے تانبے کا ایک پیالہ نکالا اور آپ نے اس سے وضو فرمایا۔

(۲) حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ ان کے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ اپنی نعمت کا اثر اپنے بندے پر دیکھے۔

(ب) درج ذیل احادیث کا ترجمہ کریں اور ان میں موجود خط کشیدہ صیغے بیان کریں؟

(۱) أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا اقترب الزمان لم تکد رؤیا المؤمن تکذب ورؤیا المؤمن جزء من ستة وأربعین جزء امن النبوة ۔

(۲) عن انس رضی اللہ عنہ أنہ مر علی صبیان فسلم علیھم وقال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفعلہ ۔

(۱) بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب زمانہ قریب ہو جائے گا تو مومن کا خواب جھوٹا نہیں ہوگا اور مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس اجزاء میں سے ایک جزو ہے۔

اقترب: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف ثلاثی مزید فیہ از باب افتعال ۔

لم تکد: صیغہ واحد مؤنث غائب فعل جحد بلم معروف از باب فَتَحَ یَفْتَحُ ۔

(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بچوں کے پاس سے گزرے اور انہوں نے انہیں سلام کیا اور فرمایا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

مر: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف ثلاثی مجرد مضاعف ثلاثی از باب نَصَرَ یَنْصُرُ۔
فسلم: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف ثلاثی مزید فیہ از تفعیل۔

﴿حصہ دوم...... اصول حدیث﴾

سوال نمبر۳: درج ذیل اجزاء کا جواب سپرد قلم کریں؟
(الف) حجیت حدیث کو قرآن کریم سے کوئی دو دلائل دے کر ثابت کریں؟
(ب) تدوین حدیث پر ایک جامع مگر مدلل نوٹ تحریر کریں؟
(ج) ارباب حدیث کے کل کتنے اور کون کون سے مراتب ہیں؟ ہر ایک کی تعریف قلمبند کریں؟

جواب: حجیت حدیث پر نوٹ:

حجیت حدیث پر نٹ درج ذیل ہے:
ربّ کائنات نے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور اسوہ حسنہ اپنانے کی تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ اس حوالے سے چند ایک ارشادات ملاحظہ فرمائیں:
۱- مَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا۔
(رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو چیز تمہیں دیں وہ حاصل کرلو اور جس چیز سے آپ منع کرلیں اس سے تم باز آجاؤ۔)
۲- اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ۔
(تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور تم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو۔)
۳- قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ۔
(اے محبوب!) آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمادیں کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو تم میری پیری کرو۔)
۴- لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ۔
(بیشک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ تمہارے لئے بہترین نمونہ عمل ہے۔)
ان آیات سے ثابت ہو رہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال واقعال اور معمولات کی پیروی واجب وضروری ہے۔ آپ کی اطاعت کے بغیر اللہ تعالیٰ کی پیروی ہرگز نہیں ہوسکتی۔ قرآن کریم میں نماز، روزہ اور حج وغیرہ عبادات واعمال کو فرض قرار دیا گیا ہے، جب تک احادیث مبارکہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور معمولات کو نہ اپنایا جائے ان پر کمال طریقے سے عمل نہیں ہوسکتا۔ مثلاً تعداد رکعات، رکوع وسجود کی کیفیات، ہمیں صرف احادیث سے معلوم ہوئیں۔ اسی طرح تعداد طواف، میدان عرفات ومزدلفہ میں قیام، رمی جمار، قربانی اور سعی تمام امور احادیث سے معلوم ہوئے۔ علی ہذا القیاس روزے کے تفصیلی مسائل

بھی احادیث سے حاصل ہوئے۔

اگر احادیث کو تسلیم نہ کرتے ہوئے قرآن سے الگ کر دی جائیں تو قرآن پر عمل ناممکن ہو جائے گا، کیونکہ قرآن کی بہترین تفسیر احادیث مبارکہ کی روشنی میں کی جاسکتی ہے یعنی احادیث قرآن کی تفسیر ہیں۔
اس مختصر مگر نہایت جامع تقریر سے ثابت ہوا کہ شریعت مطہرہ میں احادیث مبارکہ کو ایک بہترین ماخذ کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے جس سے ''حجت حدیث'' کا مسئلہ بھی واضح ہو جاتا ہے۔

(ب) عام طور پر منکرین حدیث یہ کہتے ہیں کہ احادیث کی تدوین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے اڑھائی سو سال بعد کی گئی ہے، اس لیے کتب احادیث قابل اعتبار نہیں ہیں، لیکن ان کا یہ قول سخت مغالطہ آفرینی پر مبنی ہے، کیونکہ احادیث رسول کی حفاظت اور کتابت کے سلسلہ میں عہد رسالت سے لے کر اتباع تبع تابعین تک پورے تسلسل اور تواتر سے کام ہوتا رہا اور اڑھائی سو سال کے اس طویل عرصہ کے کسی وقفہ میں بھی اس کام کا انقطاع نہیں ہوا۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے احادیث کو قلمبند کرنا شروع کر دیا تھا۔ امام بخاری اپنی ''صحیح'' میں روایت کرتے ہیں کہ فتح مکہ کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل خطبہ دیا۔ یمن کے ایک شخص (ابوشاہ) نے آ کر عرض کیا: ''اکتب لی یارسول اللہ '' یہ خطبہ لکھ دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا: ''اکتبوا لابی فلان '' اس شخص کو یہ خطبہ لکھ دو۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو احادیث لکھنے کی عام اجازت تھی۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے احادیث لکھنے کا تذکرہ کیا ہے، فرماتے ہیں:

''مامن اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم احد اکثر حدیثا عنہ منی الاما کان من عبداللہ بن عمرو فانہ کان یکتب ولا اکتب۔''

مذکورہ بحث سے ظاہر ہوتا ہے کہ زمانہ رسالت سے لے کر اتباع تبع تابعین تک ہر دور میں احادیث کو قلم بند کیا جاتا رہا اور سینوں سے لے کر صحیفوں تک ہر طرح سے حدیث کی حفاظت کی جاتی رہی۔ نیز ہر دور میں لوگوں نے اپنے زمانہ کے مخصوص تقاضوں اور تصنیف و تالیف کے رجحانات کو سامنے رکھ کر احادیث کی تدوین کی۔

(ج) مراتب ارباب حدیث: طالب: حدیث کے متعلم کو کہا جاتا ہے۔
شیخ: حدیث کے معلم کو محدث یا شیخ کہتے ہیں۔
حافظ: جس شخص کو ایک لاکھ احادیث متناً و سنداً اور اس کے رواۃ کے احوال جرحاً و تعدیلاً محفوظ ہوں۔
حجۃ: جس شخص کو تین لاکھ احادیث متناً و سنداً اور جرحاً و تعدیلاً محفوظ ہوں۔
حاکم: جس شخص کو عام احادیث مرویہ متناً اور سنداً جرحاً و تعدیلاً محفوظ ہوں۔

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان الشہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے) سال دوم

برائے طالبات سال 1438ھ/2017ء

وقت: تین گھنٹے — **تیسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ** — کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

﴿حصہ اوّل...... فقہ﴾

سوال نمبر۱: وكل ماء دائم اذا وقعت فيه نجاسة لم يجز الوضوء به قليلا كان او كثيرا .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں اور احادیث مبارکہ سے دلیل دے کر مسئلہ کی وضاحت کریں؟ (۵+۵+۱۰=۲۰)

(ب) ''الماءالجاری'' اور ''الغدیرالعظیم'' میں سے ہر ایک کی وضاحت کریں؟ (۵+۱۵=۱۰)

سوال نمبر۲: (الف) سجدۂ سہو کرنے کا طریقہ بیان کریں، نیز بتائیں کہ سجدۂ سہو کب اور کن کن صورتوں میں واجب ہوتا ہے؟ (۵+۱۵=۲۰)

(ب) نماز استسقاء میں نماز باجماعت ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ کے اقوال سپرد قلم کریں؟

سوال نمبر۳: (الف) زکوٰۃ کی اصطلاحی تعریف کریں اور گائیوں (گائے) میں نصاب زکوٰۃ کی تفصیل تحریر کریں؟ (۵+۱۵=۲۰)

(ب) الصوم ضربان واجب ونفل فالواجب ضربان .

صوم واجب کی کتاب میں مذکورہ دونوں قسموں کی مثالیں دے کر وضاحت کریں؟ (۵+۵=۱۰)

﴿حصہ دوم...... اصول فقہ﴾

سوال نمبر۴: (الف) کتاب اللہ کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ قرآن صرف الفاظ کا نام ہے یا معانی کا یا دونوں کا؟ اپنا موقف مدلل بیان کریں؟ (۳+۷=۱۰)

(ب) کتاب اللہ سے فیض پانے کے کوئی دو آداب سپرد قلم کریں؟ (۵+۵=۱۰)

سوال نمبر۵: (الف) ''لفظ کی دلالت معنی پر کس کیفیت سے ہے'' اس بات کا لحاظ کرتے ہوئے لفظ کی کون کون سی اقسام ہوں گی؟ (۸)

(ب) طلب کی صورتیں مع تعریفات لکھیں نیز امر کا حکم بیان کریں؟ (۹+۳=۱۲)

سوال نمبر ٦: (الف) قبیح لغیرہ کی اقسام مع تعریفات وامثلہ سپرد قلم کریں؟ (١٠)

(ب) مشترک اور اس کی اقسام کی تعریفات سپرد قلم کریں؟ (٤+٦=١٠)

☆☆☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2017ء

تیسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

﴿حصہ اوّل ...... فقہ﴾

سوال نمبر ١: وَكُلُّ مَاءٍ دَائِمٍ إِذَا وَقَعَتْ فِيهِ نَجَاسَةٌ لَمْ يَجُزِ الْوُضُوْءُ بِهِ قَلِيْلًا كَانَ أَوْ كَثِيْرًا .

(الف) مذکورہ عبارت پر اعراب لگائیں، ترجمہ کریں اور احادیث مبارکہ سے دلیل دے کر مسئلہ کی وضاحت کریں؟

(ب) "الماء الجاری" اور "الغدیر العظیم" میں سے ہر ایک کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) اعراب اوپر لگا دیے گئے ہیں۔

ترجمہ: ہر ٹھہرا ہوا پانی جب اس میں پلیدی گر جائے تو ایسے پانی سے وضو کرنا جائز نہیں ہے پانی خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ ہو۔

دلیل: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کو پلیدی سے محفوظ رکھنے کا حکم فرمایا چنانچہ آپ نے فرمایا: تم میں سے کوئی ٹھہرے ہوئے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے اور نہ اس میں جنابت کا غسل کرے۔ نیز آپ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار تو وہ ہرگز برتن میں اپنا ہاتھ نہ ڈالے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے ہاتھ نے رات کہاں گزاری۔

(ب) جاری پانی: جاری پانی میں اگر پلیدی گر جائے تو جب تک اس کا اثر دکھائی نہ دے تو اس پانی سے وضو کرنا جائز ہے کیونکہ جاری پانی سے نجاست ٹھہرتی نہیں۔

الغدیر العظیم: ایسا بڑا تالاب جس کی ایک طرف حرکت دینے سے دوسری طرف حرکت نہ ہو غدیر عظیم کہلاتا ہے۔

سوال نمبر ٢: (الف) سجدۂ سہو کرنے کا طریقہ بیان کریں، نیز بتائیں کہ سجدۂ سہو کب اور کن کن صورتوں میں واجب ہوتا ہے؟

(ب) نماز استسقاء میں نماز باجماعت ہے یا نہیں؟ اس بارے میں آئمہ کے اقوال سپرد قلم کریں؟

جواب: سجدہ سہو کا طریقہ: اگر مصلی سے کوئی واجب چھوٹ جائے تو پھر وہ قعدہ اخیرہ میں تشہد پڑھ کر ایک طرف سلام پھیرے گا، دو سجدے کرے گا اور دوبارہ تشہد پڑھے گا جس سے اس کی نماز ادا ہو جائے گی۔

سجدہ سہو کی صورتیں: نماز میں کمی یا زیادتی کی صورت میں سلام کے بعد بھول جانا سجدہ کو واجب کرتا ہے۔ جب کوئی آدمی نماز میں کوئی فعل جو نماز کی جنس سے ہو مگر نماز سے اس کا کوئی تعلق نہ ہو یا سورۂ فاتحہ چھوڑ دے یا دعائے قنوت چھوڑ دے، تشہد یا عیدین کی تکبیر کہنا چھوڑ دے یا وہ نماز جس میں آہستہ آواز سے قرأت کرنی ہو امام جہر کر دے یا وہ نماز جس میں جہر کرنا ہو امام آہستہ آواز سے قرأت کر دے تو ان تمام صورتوں میں سجدہ سہو لازم ہوگا۔

(ب): امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بارش مانگنے کے لیے باجماعت نماز مسنون نہیں۔ پس اگر لوگوں نے علیحدہ علیحدہ نماز پڑھ لی تو جائز ہے اور بارش مانگنا صرف دعا اور بخشش طلب کرنا ہے۔ صاحبین کے نزدیک امام دو رکعت نماز پڑھائے گا دونوں رکعتوں میں بلند آواز سے قرأت کرے گا پھر خطبہ کرے گا اور قبلہ کی جانب منہ کر کے دعا مانگے گا اور امام تو اپنی چادر کو پلٹ دے گا جبکہ لوگ اپنی چادروں کو نہیں پلٹیں گے۔ نمازِ استسقاء میں ذمی لوگ حاضر نہیں ہو سکتے۔

سوال نمبر۳: (الف) زکوٰۃ کی اصطلاحی تعریف کریں اور گائیوں (گائے) میں نصاب زکوٰۃ کی تفصیل تحریر کریں؟

(ب) الصوم ضربان واجب ونفل فالواجب ضربان۔

صوم واجب کی کتاب میں مذکورہ دونوں قسموں کی مثالیں دے کر وضاحت کریں؟

جواب: (الف) زکوٰۃ کی تعریف: مخصوص مال کا مخصوص بندے کو مالک بنانا زکوٰۃ کہلاتا ہے۔

گائے کا نصابِ زکوٰۃ: اگر گائے تیس ہو جائیں، وہ جنگل میں چرنے والی ہوں اور ان پر پورا ایک سال گزر گیا ہو تو پھر ایک سال کا بچھڑا زکوٰۃ ہے، چالیس میں دو سالہ بچھڑا یا بچھڑی بطورِ زکوٰۃ دے۔ جب گائیوں کی تعداد چالیس سے زیادہ ہو جائے تو تعداد ساٹھ ہونے تک ان زائد گائیوں میں اس زیادتی کے حساب سے ہی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ پس ایک زائد گائے میں دو سالہ بچے کا بیسواں حصہ زکوٰۃ ہوگی اور مسنہ میں یعنی گائے کے دو سالہ بچے کا بیسواں حصہ زکوٰۃ ہوگی۔

(ب): صوم واجب کی دو قسمیں ہیں: (۱) ایک صوم واجب کی قسم وہ ہے جو معین وقت کے ساتھ تعلق رکھتی ہے جیسا کہ ماہِ رمضان اور نذر معین کے روزے۔ پس یہ روزے رات کو نیت کر لینے سے جائز ہوتے ہیں اور زوال کے درمیان اس میں نیت کر لینا بھی ان روزوں کے لیے کافی ہوتا ہے۔

(۲) دوسری قسم واجب کی یہ ہے کہ جو کسی کے ذمہ میں ثابت ہو جاتی ہے مثال کے طور پر ماہِ رمضان کی

قضاء کے روزے، نذر مطلق کے روزے، کفارہ کے روزے اور ظہار کے روزے۔

﴿حصہ دوم...... اُصولِ فقہ﴾

سوال نمبر۴: (الف) کتاب اللہ کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ قرآن صرف الفاظ کا نام ہے یا معانی کا یا دونوں کا؟ اپنا مؤقف مدلل بیان کریں؟

(ب) کتاب اللہ سے فیض پانے کے کوئی دو آداب سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) کتاب اللہ کی تعریف: وہ مقدس الفاظ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیے گئے، ہم تک نقل متواتر کے ساتھ پہنچے اور اس کی تلاوت سے عبادت ادا کی جاتی ہے۔

اس بات پر تمام کا اتفاق ہے کہ قرآن نہ تو فقط معانی کا نام ہے اور نہ الفاظ کا بلکہ دونوں کے مجموعے کا نام ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر واضح فرمایا ہے کہ قرآن عربی زبان میں نازل کیا گیا ہے۔

(ب): قرآن سے فیض پانے کے آداب: (۱) اس کتاب کو سمجھ کر پڑھا جائے کہ یہ کلام اللہ ہے اور یہ تمام کلاموں سے ہر لحاظ سے اعلیٰ و افضل ہے۔ اس کی مثل و برابر کوئی کلام نہیں۔

(۲) یہ عقیدہ رکھا جائے کہ اس میں تا قیامت آنے والے انسانوں اور مخلوق کے درپیش مسائل کا حل موجود ہے۔

سوال نمبر۵: (الف) "لفظ کی دلالت معنی پر کس کیفیت سے ہے" اس بات کا لحاظ کرتے ہوئے لفظ کی کون کون سی اقسام ہوں گی؟

(ب) طلب کی صورتیں مع تعریفات لکھیں نیز امر کا حکم بیان کریں؟

جواب: (الف) لفظ کی دلالت معنی پر چار اعتبار سے ہے:

(۱) استدلال بعبارۃ النص (۲) استدلال باشارۃ النص (۳) استدلال بدلالۃ النص (۴) استدلال باقتضاء النص۔

(ب) طلب کی تین صورتیں ہیں:

امر: اگر عالی کی طرف سے طلب ہو تو امر کہلاتا ہے۔

التماس: اگر مساوی کی طرف سے طلب ہو تو التماس کہلاتا ہے۔

دعا: اگر عالی سے طلب ہو تو اسے دعا کہتے ہیں۔

امر کا حکم: امر سے مقصود کسی کام کو لازم کرنا ہوتا ہے' لہٰذا اس کا حکم لزوم و وجوب ہے۔

سوال نمبر۶: (الف) قبیح لغیرہ کی اقسام مع تعریفات و امثلہ سپرد قلم کریں؟

(ب) مشترک اور اس کی اقسام کی تعریفات سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) قبیح لغیرہ:
وہ کلمہ جس میں قبح امر خارج کی وجہ سے ہو۔
قبح لغیرہ کی بھی دو اقسام ہیں:
۱- قبح لغیرہ وصفاً: وہ لفظ ہے جس میں قبح غیر کے سبب سے ہو اور منہی عنہ الگ نہ ہو مثلاً یوم نحر کا روزہ رکھنا۔ نفس روزہ میں کوئی قباحت نہیں ہے لیکن یوم ضیافت ہونے کی وجہ سے منع ہے۔
۲- قبح لغیرہ مجاوراً: وہ کلمہ ہے جس میں قبح غیر سے آئے مگر وہ اس سے لازم نہ ہو مثلاً اذان جمعہ کے بعد خرید و فروخت کا حکم۔

(ب) مشترک کی تعریف: وہ لفظ ہے جس کی دو یا زائد معانی کے لیے الگ الگ وضع ہو۔
مشترک کی اقسام: مشترک کی دو قسمیں ہیں:
(۱) مشترک لفظی (۲) مشترک معنوی۔
مشترک لفظی: ایسا لفظ ہے جس کی دو یا زائد معانی کے لیے الگ الگ وضع ہو۔
مشترک معنوی: ایسا لفظ ہے جس کی وضع تو ایک معنی کے لیے ہے لیکن اس کے افراد زیادہ ہوں جیسے لفظ نکاح کے دو افراد ہیں عقد اور وطی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے) سال دوم

برائے طالبات سال 1438ھ/2017ء

وقت: تین گھنٹے　　چوتھا پرچہ: هدایة النحو　　کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: سوال نمبر ۶ لازمی ہے باقی حصہ اول سے کوئی دو جبکہ حصہ دوم سے کوئی ایک سوال حل کریں۔

﴿حصہ اوّل...... هداية النحو﴾

سوال نمبر ۱: (علم نحو کی تعریف، غرض اور موضوع بیان کریں؟ (۳×۵=۱۵)

(ب) اسم کی تعریف اور اس کی وجہ تسمیہ تحریر کریں نیز اسم کی علامات بمع امثلہ سپرد قلم کریں؟ (۵+۵+۱۰=۲۰)

سوال نمبر ۲: (الف) اسم معرب، اعراب، عامل اور محل اعراب میں سے ہر ایک کی تعریف ومثال لکھیں۔ (۴×۵=۲۰)

(ب) والرابع ان يكون الرفع بالواو والنصب بالالف والجر بالياء ۔

عبارت کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ اعراب کی یہ قسم کون سے اسماء سے مختص ہے اور اس کے لیے کیا شرائط ہیں؟ (۴+۶+۵=۱۵)

سوال نمبر ۳: درج ذیل اصطلاحات میں سے کسی سات کی تعریف کریں؟ (۵×۷=۳۵)

مفعول بہ، منادی، حال، اسم موصول، غیر منصرف، مفعول مالم یسم فاعلہ، مبتدا کی قسم ثانی، اضافت معنویہ۔

﴿حصہ دوم...... شرح مائة عامل﴾

سوال نمبر ۴: حرف لام کون سے حروف سے ہے اور کیا عمل کرتا ہے؟ نیز یہ کس کس معنی کے لیے استعمال ہوتا ہے؟ ہر معنی کے اعتبار سے مثال تحریر کیجیے۔ (۵×۱۰=۱۵)

سوال نمبر ۵: مَا وَلَا مشبہتان بلیس کے عمل کی تشریح کریں اور مثال تحریر کریں نیز ما ولا میں فرق کی وضاحت کریں؟ (۱۰×۵=۱۵)

سوال نمبر ۶: درج ذیل میں سے کسی تین جملوں کی نحوی ترکیب کریں؟ (۳×۵=۱۵)

(۱) اشتريت العبد بالفرس (۲) سرت من البصرة الى الكوفة (۳) المال فى الكيس (۴) زيد كالاسد ۵) ان زيدا قائم ۔

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2017ء

چوتھا پرچہ: نحو

﴿حصہ اوّل...... هداية النحو﴾

سوال نمبر ا: (علم نحو کی تعریف، غرض اور موضوع بیان کریں؟

(ب) اسم کی تعریف اور اس کی وجہ تسمیہ تحریر کریں نیز اس کی علامات بمع امثلہ سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) جواب: **علم نحو کی تعریف، موضوع اور غرض:** علم نحو کی تعریف، موضوع اور غرض درج ذیل ہے:

تعریف: علم نحو ان قواعد کے جاننے کا نام ہے جن کے سبب تینوں کلمات اسم، فعل اور حرف کی باہم ترکیب کا اسلوب اور اعراب کے اعتبار سے آخر کے حالات معلوم ہوں۔

موضوع: علم نحو کا موضوع کلمہ اور کلام ہے۔

غرض وغایت: عربی زبان میں اعراب کی غلطی سے بچنا۔

ہدایۃ النحو کے مصنف کا نام: کتاب "ہدایۃ النحو" کے مصنف کا نام شیخ سراج بن عثمان ہے۔

سوال 2: فَحَدُّ الْاِسْمِ كَلِمَةٌ تَدُلُّ عَلٰى مَعْنًى فِيْ نَفْسِهَا غَيْرَ مُقْتَرِنٍ بِاَحَدِ الْاَزْمِنَةِ الثَّلٰثَةِ اَعْنِي الْمَاضِيْ وَالْحَالَ وَالْاِسْتِقْبَالِ۔

(۱)۔مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور عبارت پر اعراب لگائیں؟

(۲)۔مذکورہ عبارت میں فعل کی تعریف کی گئی ہے یا اسم؟ اگر فعل کی ہے تو فعل کی علامات اور وجہ تسمیہ بیان کریں؟ اگر اسم کی ہے تو اسم کی علامات اور وجہ تسمیہ بیان کریں؟

(ب) پس اسم کی تعریف یہ ہے کہ اسم وہ کلمہ ہے جو از خود معنی بتائے اور اس میں تینوں زمانوں ماضی، حال اور مستقبل میں سے کوئی زمانہ بھی نہ پایا جائے۔

(۲)۔**اسم کی علامات اور وجہ تسمیہ:** مندرجہ بالا عبارت میں اسم کی تعریف کی گئی ہے۔اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ "سمو" سے بنا ہے اور اس کا معنی ہے بلندی، چونکہ یہ بھی اپنے مقابلین (فعل اور حرف) سے بلند ہے کیونکہ اسم اکیلے سے کلام بن سکتا ہے جبکہ اس کے مقابلین میں سے کسی ایک سے کلام نہیں بن سکتا۔

علامات اسم گیارہ ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱)۔مسند ہو مثلاً زید قائم، (۲) مضاف ہو مثلاً غلام زید، (۳) شروع میں الف لام ہو مثلاً الحمد، (۴) شروع میں حرف جار ہو مثلاً بزید، (۵) آخر میں تنوین ہو مثلاً کتاب، (۶) تثنیہ ہو مثلاً رجلان، (۷) جمع ہو مثلاً رجال، (۸) موصوف ہو مثلاً جاء فی رجل عالم، (۹) مصغر ہو مثلاً

قریش '(۱۰) منادی ہو مثلاً یا رجل '(۱۱) آخر میں علامت تانیث ہو مثلاً عائشہ۔

سوال نمبر۲: (الف) اسم معرب، اعراب، عامل اور محل اعراب میں سے ہر ایک کی تعریف و مثال لکھیں؟

(ب) والرابع ان یکون الرفع بالواو والنصب بالالف والجر بالیاء۔

عبارت کا ترجمہ کریں اور بتائیں کہ اعراب کی یہ قسم کون سے اسماء سے مختص ہے اور اس کے لیے کیا شرائط ہیں؟

جواب: (الف) (۱)- اسم معرب واسم مبنی کی تعریف اور حکم مع امثلہ: اسم معرب وہ اسم ہے جو مبنی الاصل کے مشابہ نہ ہو اور مختلف عوامل کے آنے سے اس کا اعراب تبدیل ہو جائے مثلاً جاء زید' رایت زیداً مررت بزید۔

اسم مبنی: وہ اسم ہے جو مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت رکھے اور مختلف عوامل کے آنے سے اس کا اعراب تبدیل ہو جائے گا مثلاً جانتی ھؤلاء رایت ھؤلاء مررت بھؤلا مررت بھؤلاء۔

(۲)- مذکورہ اسماء کا اعراب مع امثلہ:

مذکورہ اسماء کا بالترتیب اعراب مع امثلہ درج ذیل ہیں:

(۱)- غیر منصرف: اس کا اعراب رفع ضمہ لفظی سے اور نصب و جر فتح لفظی سے آتا ہے مثلاً: جاء احمد رایت احمد مررت باحمد۔

(۲)- جمع مؤنث سالم: رفع ضمہ لفظی سے اور نصب و جر کسرہ لفظی سے اتا ہے مثلاً جاء فی مسلمات رایت مسلمات مررت بمسلمات۔

(۳)- اسم مقصور: اس کا رفع ضمہ تقدیری سے' نصب فتح تقدیری سے اور جو کسرہ تقدیری سے آتا ہے۔ مثلاً جاء فی موسیٰ رایت موسیٰ مررت بموسیٰ۔

(۴)- اسم منقوص: رفع ضمہ تقدیری' نصب فتح لفظی سے اور جو کسرہ تقدیری سے آتا ہے۔ مثلاً جاء القاضی رأیت القاضی مررت بالقاضی۔

(۵)- اسماء ستہ مکبرہ: رفع واؤ لفظی سے' نصب الف لفظی سے اور جر یاء لفظی سے آتا ہے: مثلاً جاء فی ابوك رأیت اباکت مررت بابیك۔

عامل کی تعریف: جس کے باعث رفع' نصب یا جر آتے ہیں۔

محل اعراب کی تعریف: اسم کا آخری حرف اعراب کا محل ہوتا ہے۔

تمام کی مثال: جَاءَ نِیْ زَیْدٌ میں زَیْدٌ معرب ہے، دال پر حرکت اعراب ہے، جَاءَ عامل ہے اور زَیْدٌ کی دال محل اعراب ہے۔

(ب) ترجمہ: چوتھی قسم رفع واؤ کے ساتھ، نصب الف کے ساتھ اور جر یاء کے ساتھ اعراب کی یہ قسم

اسماء ستہ مکبرہ کے ساتھ خاص ہے۔

شرائط: اسمائے ستہ مکبرہ کا یہ اعراب اس وقت ہوگا جب ان میں چار شرطیں پائی جائیں:
(۱) مکبرہ ہوں (۲) موحدۃ ہوں تثنیہ وجمع نہ ہوں (۳) مضاف ہوں (۴) یائے متکلم کے غیر کی طرف مضاف ہوں۔

سوال نمبر۳: درج ذیل اصطلاحات کی تعریف کریں؟
مفعول بہ، منادی، حال، اسم موصول، غیر منصرف، مفعول مالم یسم فاعلہ، مبتدا کی قسم ثانی، اضافت معنویہ۔

جواب: مفعول بہ: وہ اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا میں عَمْرًوا ۔
منادی: وہ اسم ہے جسے حرف ندا کے ساتھ پکارا جائے جیسے یَا زَیْدُ ہے۔
حال: وہ اسم نکرہ ہے جو فاعل یا مفعول یا دونوں کی حالت کو بیان کرے جیسے جَاءَنِیْ زَیْدٌ رَاكِبًا میں رَاكِبًا ہے۔
اسم موصول: جو صلہ کے بغیر جملہ کی جز تام نہ بنے جیسے اَلَّذِیْ یَاْتِیْنِیْ فَلَهٗ دِرْهَمٌ ۔
غیر منصرف: وہ اسم ہے جس میں منع صرف کے اسباب میں سے دو یا ایک جو دو کے قائم مقام ہے پایا جائے جسے اَحْمَدُ۔
مفعول مَالَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهٗ: مبتداء کی قسم ثانی، اضافت معنویہ۔
تینوں کی تعریفات

(۱)۔ مبتداء کی قسم ثانی: حرف استفہام کے بعد واقع ہونے والا صیغہ صفت جو اسم ظاہر کو رفع دے مثلاً قائمِ نِ الزَّیْدَان میں لفظ قَائِمٌ ہے یہ مبتداء کی قسم ثانی ہے۔
(۲)۔ مفعول مَالَمْ يُسَمَّ فاعلہ: اس فعل کا مفعول جس کا فاعل بیان نہ کیا گیا ہو یا فاعل کو حذف کر کے مفعول بہ کو اس کے قائم مقام کر دیا جائے۔ مثلاً ضُرِبَ زَیْدٌ۔
(۳)۔ اضافت معنویہ: اپنے معمول کی طرف مضاف ہونے والا صیغہ صفت نہ ہو مثلاً غُلَامُ زَیْدٍ۔

﴿حصہ دوم...... شرح مائۃ عامل﴾

سوال نمبر۴: حرف لام کون سے حروف سے ہے اور کیا عمل کرتا ہے؟ نیز یہ کس کس معنی کے لیے استعمال ہوتا ہے؟ ہر معنی کے اعتبار سے مثال تحریر کیجئے۔

جواب: حرف لام: اس کا تعلق حروف جارہ سے ہے اور یہ اسم کے آخر کو جر دیتا ہے۔
معانی: حروف لام کا تعلق: حرف لام کا تعلق حروف جارہ سے ہے، یہ اسم پر داخل ہو کر اسے جر دیتا ہے، یہ پانچ معانی کے لیے آتا ہے: (۱) اختصاص کے لیے مثلاً انجل للفرس (۲) زیادت کے لیے آتا ہے

مثلاً ردف لکم (۳) تعلیل کے لیے جیسے: جئتك لا كرامك (۴) قسم کے لیے جیسے ارشاد ربانی ہے: تاللہ لا یوخر الاجل (۵) معاقبت کے لیے یزم الشر للشقاوة

سوال نمبر ۵: ما و لا مشبهتان بليس کے عمل کی تشریح کریں اور مثال تحریر کریں نیز ما و لا میں فرق کی وضاحت کریں؟

جواب: ما و لا شبهتان بليس: ما اور لا کی لیس کے ساتھ دو مشابہتیں ہیں: (۱) لیس کی ما اور لا میں بھی نفی کے معانی پائے جاتے ہیں۔ (۲) جس طرح لیس جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر مبتداء کو رفع اور خبر کو نصب دیتا ہے، اسی طرح ما اور لا بھی عمل کرتے ہیں جیسے: ما زيد قائماً، لا رجل فی الدار۔ یہاں سے ان کا عمل بھی واضح ہو گیا۔

ما اور لا میں فرق: ما معرفہ اور نکرہ دونوں داخل ہوتی ہے اور لا صرف نکرہ پر داخل ہوتا ہے۔

سوال نمبر ۶: درج ذیل جملوں کی نحوی ترکیب کریں؟

(۱) اشتريت العبد بالفرس (۲) سرت من البصرة الى الكوفة (۳) المال فى الكيس (۴) زيد كالاسد (۵) ان زيدا قائم۔

جواب: اشترايت الفرس بالعبد: اشترايت فعل، تاء ضمیر فاعل، الفرس مفعول بہ، باء حرف جار، عبد مجرور، جار و مجرور ظرف لغو، فعل اپنے فاعل، مفعول اور ظرف لغو سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

سرت من البصرة الي الكوفة: سرت فعل، تاء ضمیر فاعل، من جار البصرۃ مجرور، جار و مجرور ظرف لغو اول، الی حرف جار، الکوفہ مجرور، جار و مجرور ظرف لغو ثانی، فعل اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

المال في الكيس: المال مبتداء، فی جار، الکیس مجرور، جار و مجرور، ظرف مستقر ثابت مقدر کا، ثابت اسم فاعل اپنے فاعل ھی ضمیر اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

زيد كالاسد: زید مبتداء، کاف جار، الاسد مجرور، جار و مجرور، ظرف مستقر ثابت مقدر اسم فاعل کا، اسم فاعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر خبر، مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ۔

ان زيداً قائمٌ: ان حرف مشبہ بفعل، زیداً اسم قائم خبر، ان اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان

سالانہ امتحان الشھادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے) سال دوم

برائے طالبات سال 1438ھ/2017ء

وقت: تین گھنٹے　　پانچواں پرچہ: عربی ادب و منطق　　کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: حصہ اول کے تمام سوال حل کریں جبکہ حصہ دوم سے کوئی دو سوال حل کریں۔

﴿حصہ اوّل...... عربی ادب﴾

سوال نمبر ۱: (الف) درج ذیل میں سے کسی ایک جزء کا ترجمہ کریں؟ (۱۳)

(۱) ومن الحمقى العرب (باقل) وهو المضروب به المثل فى الغباء فقد حكى أنه اشترى غزالا بأحد عشر درهما فسئله بعضهم عن الثمن ففتح يديه جميعا وأشار بأصابعه ليتم العدد أحد عشر ففر منه الغزال.

(۲) عن ابى هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم للمؤمن على المؤمن ست خصال يعوده اذا مرض ○ ويشهده اذامات ○ ويجيبه اذا دعاه ○ ويسلم عليه اذا لقيه ○ ويشمته اذا عطس ○ وينصح له اذاغاب أوشهد.

(ب) درج ذیل اشعار میں سے کسی تین اشعار کا ترجمہ تحریر کریں؟ (۳×۴=۱۲)

بلادى الى المجد هيا اصعدى　　وعيشى بنا...... حرة واسعدى
وهذا فؤادى وهذى يدى　　مشاعل تجلو طريق الغد
كن الى الموت على حب الوطن　　من يخن أوطانه يوما يخن
وطن المرء حماه المفتدى　　يذكر المنة منه واليدا
قد عرفت الدار والأهل به　　كل حسب شعبة من حبه

سوال نمبر ۲: (الف) درج ذیل میں سے کسی دو سوالات کے عربی میں جوابات تحریر کریں؟ (۴+۴=۸)

(۱) ماهى اللغات التى تعلمها الافغانى؟ (۲) كم نكتة حكاها الاديب السعودى؟ (۳) كم مدة قاتل المثنى أهل فارس؟

(ب) درج ذیل اردو جملوں میں سے کسی دو کی عربی بنائیں؟ (۴+۴=۸)

(۱) میں آپ کو لطائف سناتا ہوں (۲) مسلمان جنت میں داخل ہوں گے۔ (۳) حضرت مثنی رضی اللہ

عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے۔

(ج) درج ذیل میں سے کسی تین الفاظ کو عربی جملوں میں استعمال کریں؟ (۳×۳=۹)

عضو، حمام، کفر، استخلف، نفس۔

﴿حصہ دوم...... منطق﴾

سوال نمبر۳: (الف) علم اور اقسام علم کی تعریفات وامثلہ سپرد قلم کریں؟ (۵+۱۰=۱۵)

(ب) دلالت اور لفظ میں سے ہر ایک کا لغوی واصطلاحی معنی تحریر کریں؟ (۵+۵=۱۰)

سوال نمبر۴: (الف) معنی کی وحدت کے اعتبار سے لفظ مفرد کی اقسام مع تعریفات وامثلہ لکھیں؟ (۱۵)

سوال نمبر۵: (الف) قضیہ حملیہ وقضیہ شرطیہ کی تعریفات وامثلہ ذکر کرنے کے بعد قضیہ حملیہ کے اجزاء بیان کریں؟ (۵+۵+۵=۱۵)

(ب) قضیہ کے احکام کتنے اور کون کون سے ہیں؟ ان میں سے کسی ایک کی تعریف مع مثال تحریر کریں؟ (۵+۵=۱۰)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2017ء

پانچواں پرچہ: عربی ادب ومنطق

﴿حصہ اوّل...... عربی ادب﴾

سوال نمبر۱: (الف) درج ذیل کا ترجمہ کریں؟

(۱) ومن الحمقی العرب (باقل) وهو المضروب به المثل فی الغباء فقد حکی أنه اشتری غزالا بأحد عشر درهما فسئله بعضهم عن الثمن ففتح یدیه جمیعا وأشار بأصابعه لیتم العدد أحد عشر ففر منه الغزال۔

ترجمہ: عرب کے احمقوں میں سے ایک باقل ہے اور بیوقوفی میں اس کی مثال دی جاتی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے گیارہ درہم میں ایک ہرن خریدا پس کسی نے اس کی قیمت کے بارے میں پوچھا، پس اس نے اپنے دونوں ہاتھ پورے کے پورے کھول دیے اور اپنی انگلیوں سے اشارہ کیا تا کہ گیارہ کا عدد پورہ کرے۔ پس اس سے ہرن بھاگ گیا۔

(۲) عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم للمؤمن

علی المؤمن ست خصال یعوده اذا مرض ٥ و شهده اذامات٥ و یجیبه اذا دعاه٥ و یسلم علیه اذا لقیه٥ و یشمته اذا عطس٥ و ینصح له اذاغاب أو شهد ۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق ہیں: (۱) جب بیمار ہو اس کی عیادت کرے (۲) جب وہ مرجائے تو اس کی نماز جنازہ میں شرکت کرے (۳) جب وہ دعوت دے تو اس کی دعوت قبول کرے (۴) جب ملاقات کرے تو اسے سلام کرے (۵) جب اسے چھینک آئے تو اس کے لیے دعا (یرحمک اللہ) کرے (۶) اس کی موجودگی یا عدم موجودگی میں اسے اچھے الفاظ سے یاد کرے۔

(ب) درج ذیل اشعار کا ترجمہ تحریر کریں؟

(i) بلادی الی المجد هیا اصعدی — وعیشی بنا...... حرة واسعدی

(ii) وهذا فؤادی وهذی یدی — مشاعل تجلو طریق الغد

(iii) کن الی الموت علی حب الوطن — من یخن أوطانه یوما یخن

(iv) وطن المرء حماه المفتدی — یذکر المنة منه والیدا

(v) قد عرفت الدار والأهل به — کل حسب شعبة من حبه

ترجمہ: (i) اے میرے وطن! آ جا بلندی اور بڑائی کی طرف چڑھتا جا اور تو ہمارے ساتھ زندگی گزار تو آزاد اور خوش رہ۔

(ii) اور میرا یہ دل اور جان اور میرا ہاتھ شمعین ہیں جو آنے والے مستقبل کے راستے روشن کریں گے۔

(iii) (اے بہادر انسان!) تو وطن کی محبت پر موت کو بھی قبول کرلے جو شخص بھی اپنے وطن سے خیانت کرتا ہے، ایک دن اس سے بھی خیانت کی جاتی ہے۔

(iv) آدمی کا وطن اس کی ایک ایسی چراگاہ ہے، جس کو بچانے کے لیے قربانی دی جاتی ہے، وہ اس کے احسان اور مدد کو یاد رکھتا ہے۔

(v) (اے میرے پیارے وطن!) تو نے اس میں رہنے بسنے والوں کو جان پہچان لیا ہے۔ (دراصل بات یہ ہے) کہ ہر محبت اس (وطن عزیز) کی محبت کا ہی ایک حصہ ہے۔

سوال نمبر۲: (الف) درج ذیل سوالات کے عربی میں جوابات تحریر کریں؟

ماهی اللغات التی تعلمها الافغانی؟

تعلم الافغانی العدید من اللغات کالفرنسیة والترکیة والروسیة والعربیة ۔ کم نکتة حکاها الادیب السعودی؟

حکا الادیب السعودی عشرین نکتة ۔

کم مدة قاتل المثنى أهل فارس؟

قاتل المثنى اهل فارس مدة شهرين .

(ب) درج ذیل اردو جملوں کی عربی بنائیں؟

میں آپ کو لطائف سناتا ہوں۔

انا اذکر فکاهة .

مسلمان جنت میں داخل ہوں گے۔

یدخل المسلمون فی الجنة .

حضرت مثنی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے۔

کان مثنی من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم .

(ج) درج ذیل الفاظ کو عربی جملوں میں استعمال کریں؟

عضو: هل انت عضو فی مجلس التشریعی . حمام: هو فی الحمام لیستحم . کفر: من کفر بعد ذلک فاؤلئک هم الفسقون . استخلف: استخلف الله المؤمنین فی الارض . نفس: کل نفس ذائقة الموت .

﴿حصہ دوم...... منطق﴾

سوال نمبر۳: (الف) علم اور اقسام علم کی تعریفات وامثلہ سپرد قلم کریں؟

جواب: (ب): علم کی اقسام، تعریفات، امثلہ اور وجہ حصر: علم کی تعریف بایں الفاظ کی گئی ہے۔هو حصول صورة الشئ فی العقل یعنی علم کسی چیز کی صورکا عقل میں حاصل ہونے کا نام ہے۔

علم کی دو اقسام ہیں جو درج ذیل ہیں:

۱۔تصور: وہ علم ہے جو حکم سے خالی ہو مثلاً تصور انسانی۔

۲۔تصدیق: وہ علم ہے جو حکم کے ساتھ ہو مثلاً زید کاتب (زید کاتب ہے)

وجہ حصر: علم دو حال سے خالی نہیں ہوگا وہ حکم ساتھ ہوگا یا حکم کے بغیر ہوگا، صورت اول میں تصدیق اور صورت ثانی میں تصور ہوگا۔

(ب) دلالت اور لفظ میں سے ہر ایک کا لغوی واصطلاحی معنی تحریر کریں؟

دلالت اور اس کی اقسام ستہ کی تعریفات مع امثلہ:

دلات: دلالت کا لغوی معنیٰ ہے راہنمائی کرنا جبکہ اصطلاح منطق میں اس سے مراد ہے کہ ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ اس طرح خاص ہونا کہ جب پہلی چیز بولی جائے تو دوسری چیز کا بھی علم حاصل ہو

جائے۔ پہلی چیز کو دال جبکہ دوسری چیز کو مدلول کہا جاتا ہے۔

دلالت کی اقسام ستہ کی تعریفات معہ امثلہ درج ذیل ہیں:

۱- دلالت لفظیہ وضعیہ: وہ دلالت ہے جس میں وضع کو دخل ہو مثلاً زید کی دلالت ذات زید پر۔

۲- دلالت لفظیہ طبعیہ: وہ دلالت ہے جس میں طبیعت کے تقاضا کو دخل ہو مثلاً اح اح کی دلالت درد سینہ پر۔

۳- دلالت لفظیہ عقلیہ: وہ دلالت ہے جس میں وع اور طبیعت کے تقاضا کو دخل نہ ہو مثلاً دیوار کے پیچھے بولا جانے والا لفظ دیز (جو زید سے تبدیل شدہ ہے) کی دلالت بولنے والے کی ذات پر۔

۴- دلالت غیر لفظیہ وضعیہ: وہ دلالت ہے جس میں وضع کو دخل ہو مثلاً دوال اربعہ (عقود، خطوط، نصب اور اشارات) کی دلالت اپنے مدلولات پر۔

۵- دلالت غیر لفظیہ طبعیہ: وہ دلالت ہے جس میں طبیعت کے تقاضا کو دخل ہو مثلاً چہرے کی سرخی کی دلالت شرمندگی پر جبکہ چہرے کی زردی کی دلالت خوف پر۔

۶- دلالت غیر لفظیہ عقلیہ: وہ دلالت ہے جس میں وضع اور طبیعت دونوں کے تقاضا کو دخل نہ ہو مثلاً دھوئیں کی دلالت آگ پر۔

سوال نمبر۴: (الف) معنی کی وحدت کے اعتبار سے لفظ مفرد کی اقسام مع تعریفات وامثلہ لکھیں؟

جواب: معنی کی وحدت کے اعتبار سے لفظ مفرد کی تین قسمیں ہیں:

(۱) علم (۲) متواطی (۳) مشلک۔

(۱) علم: وہ لفظ مفرد جس کا معنی ایک ہو اور معین ومشخص ہو جیسے زید، عمر، بکر۔

(۲) متواطی: وہ لفظ مفرد واحد المعنی ہے جس کا معنی معین ومشخص نہ ہو اور تمام افراد پر برابر برابر صادق آتا ہو جیسے انسان کہ زید، عمر اور بکر وغیرہ پر برابر برابر صادق آتا ہے۔

(۳) مشلک: وہ لفظ مفرد واحد المعنی ہے جس کا معنی معین ومشخص نہ ہو اور تمام افراد پر برابر برابر صادق نہ آتا ہو بلکہ اس کا صدق بعض پر اولیٰ، بعض پر غیر اولیٰ، بعض پر اشد بعض پر اضعف ہو جیسے سواد و بیاض وغیرہ۔

(ب) مرکب تقییدی اور مرکب غیر تقییدی کی تعریف کریں، مثالیں دیں؟

مرکب تقییدی کی تعریف: وہ مرکب ناقص ہے جس کی جز ثانی جز اول کے لیے قید بنے جیسے غُلَامُ زَیْدٍ، رَجُلٌ عَالِمٌ۔

مرکب غیر تقییدی کی تعریف: وہ مرکب ہے جس کی جزء ثانی جز اول کے لیے قید نہ بنے جیسے فِی الدَّارِ۔

سوال نمبر۵: (الف) قضیہ حملیہ وقضیہ شرطیہ کی تعریفات وامثلہ ذکر کرنے کے بعد قضیہ حملیہ کے اجزاء بیان کریں؟

جواب: (الف) قضیہ حملیہ کی تعریف: وہ قضیہ ہے جو دو مفردوں کی طرف یا ایک مفرد اور ایک قضیہ کی طرف کھلتا ہو جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ، زَیْدٌ اَبُوْہُ قَائِمٌ۔

قضیہ شرطیہ کی تعریف: وہ قضیہ ہے جو کئی قضیوں کی طرف کھلتا ہو جیسے:

ان کانت الشمس طالعة فالنهار موجود۔

قضیہ حملیہ کے اجزاء: قضیہ حملیہ کے تین اجزاء ہیں:

(۱) موضوع یعنی محکوم علیہ (۲) محمول یعنی محکوم بہ (۳) نسبت۔

(ب) قضیہ کے احکام کتنے اور کون کون سے ہیں؟ ان میں سے کسی ایک کی تعریف مع مثال تحریر کریں؟

جواب: قضیہ کے تین احکام ہیں: (۱) تناقض (۲) عکس مستوی (۳) عکس نقیض۔

عکس مستوی کی تعریف: قضیہ کی جزء اول کو جزء ثانی کی جگہ اور جزء ثانی کو جزء اول کی جگہ رکھ دینا اس طور پر کہ ایجاب وسلب اور صدق باقی رہے جیسے کُلُّ اِنْسَانٍ حَیَوَانٌ کا عکس مستوی بَعْضُ الْحَیَوَانِ اِنْسَانٌ آتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

تنظیم المدارس (اہلسنّت) پاکستان

سالانہ امتحان الشھادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے) سال دوم

برائے طالبات سال 1438ھ/2017ء

وقت: تین گھنٹے چھٹا پرچہ: سیرت وتاریخ کل نمبر:۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

﴿حصہ اوّل...... سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم﴾

سوال نمبر۱: (الف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دادی کا نام لکھیں نیز حضرت عبد اللہ کی وفات کا واقعہ نقل کریں؟ (۵+۱۰=۱۵)

(ب) شق صدر کتنی بار، کب اور کہاں کہاں ہوا؟ تفصیلاً تحریر کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر۲: (الف) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کا پہلا سفر کب کیا؟ اس کی تفصیل سپر قلم کریں؟ (۱۵)

(ب) آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسری مرتبہ سفر شام کا واقعہ وضاحت کے ساتھ قلمبند کریں؟ (۱۵)

سوال نمبر۳: (الف) وحی کی ابتداء کب اور کیسے ہوئی؟ سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں جواب دیں۔ (۱۵)

(ب) نبوت کے دسویں سال ہونے والے اہم واقعات پر قلم کریں؟ (۱۵)

﴿حصہ دوم...... تاریخ خلفاء راشدین﴾

سوال نمبر۴: (الف) کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ "افضل البشر بعد الانبیاء" ہیں دلائل سے مزین اپنا مؤقف تحریر کریں؟ (۱۰)

(ب) سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تعریف وتوصیف میں نازل ہونے والی کوئی دو آیات مبارکہ مع ترجمہ لکھیں؟ (۱۰)

سوال نمبر۵: (الف) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ سپرد قلم کریں؟

(ب) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ اختصار کے ساتھ تحریر کریں؟ (۱۰)

سوال نمبر۶: (الف) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی کوئی دو کرامات زینت قرطاس کریں؟

(ب) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ہجرت کا واقعہ تحریر کریں؟ (۱۰)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات سال 2017ء

چھٹا پرچہ: سیرت وتاریخ

﴿حصہ اوّل: سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم﴾

سوال نمبر۱: (الف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دادی کا نام لکھیں نیز حضرت عبداللہ کی وفات کا واقعہ نقل کریں؟

(ب) شق صدر کتنی بار، کب اور کہاں کہاں ہوا؟ تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب: (الف) دادی کا نام: فاطمہ بنت عمرو مخزومیہ۔

حضرت عبداللہ کی وفات کا واقعہ: قول مشہور کے موافق جب حمل شریف کو دو مہینے ہوئے تو حضرت عبدالمطلب نے آپ کے والد گرامی حضرت عبداللہ کو مدینہ میں کھجوریں لانے کے لیے بھیجا۔ حضرت عبداللہ وہاں اپنے والد کے ننھیال بنوعدی بن نجار میں ایک ماہ بیمار رہ کر انتقال فرما گئے اور وہیں نابغہ (نام مقام) میں دفن ہوئے۔ بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ عبدالمطلب نے حضرت عبداللہ کو تجارت کے لیے ملک شام بھیجا۔ ترکہ میں ایک لونڈی اُمّ ایمن (برکہ حبشیہ)، پانچ اونٹ اور کچھ بکریاں تھیں۔

(ب) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر چار مرتبہ ہوا، پہلی بار بچپن میں کہ بچے وساوس شیطان سے جن میں بچے مبتلا ہوا کرتے ہیں، محفوظ رہیں۔ دوسری مرتبہ دس برس کی عمر میں ہوا تاکہ آپ کامل ترین اوصاف میں جوان ہوں۔ تیسری مرتبہ غار حراء میں بعثت کے وقت ہوا تاکہ آپ وحی کے بوجھ کو برداشت کرسکیں۔ چوتھی مرتبہ معراج شریف کی رات میں ہوا تاکہ آپ مناجات الٰہی کے لیے تیار ہوجائیں۔

سوال نمبر۲: (الف) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کا پہلا سفر کب کیا؟ اس کی تفصیل سپرد قلم کریں؟

(ب) آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسری مرتبہ سفر شام کا واقعہ وضاحت کے ساتھ قلمبند کریں؟

جواب: شام کا پہلا سفر: جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک بارہ سال کی ہوئی تو ابو طالب حسب معمول قافلہ قریش کے ساتھ بغرض تجارت ملک شام کو جانے لگا۔ یہ دیکھ کر آپ اس سے لپٹ گئے۔ اس لیے اس نے آپ کو بھی ساتھ لے لیا، جب قافلہ شہر بصریٰ میں پہنچا تو وہاں بحیرا راہب نے آپ کو دیکھ کر پہچان لیا اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا: یہ سارے جہان کا سردار ہے۔ رب العالمین کا رسول ہے۔ اللہ اس کو تمام جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گا۔ قریشیوں نے پوچھا: تجھے یہ کیونکر معلوم ہوا۔ اس نے کہا کہ جس وقت تم گھاٹی سے چڑھے کوئی درخت اور پتھر باقی نہ رہا مگر سجدے میں گر پڑا۔ درخت اور پتھر پیغمبر کے

سوا کسی دوسرے شخص کو سجدہ نہیں کرتے اور میں ان کو مہر نبوت سے پہچانتا ہوں جو ان کے شانے کی ہڈی کے نیچے سیب کی مانند ہے۔ پھر اس راہب نے کھانا تیار کیا، جب وہ اس کے پاس کھانا لایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونٹوں کے چرانے میں مشغول تھے۔ اس نے کہا: آپ کو بلالو۔ آپ آئے تو بادل نے آپ پر سایہ کیا ہوا تھا، جب آپ قوم کے نزدیک آئے تو ان کو درخت کے سایہ کی طرف آگے بڑھتے ہوئے پایا جس وقت آپ بیٹھ گئے تو درخت کا سایہ آپ کی طرف ہٹ آیا۔ پھر کہا: ''تمہیں خدا کی قسم بتاؤ ان کا ولی کون ہے؟'' انہوں نے کہا: ابوطالب۔ پس اس نے ابوطالب سے بتاکید تمام کہا کہ ان کو مکہ واپس لے جاؤ۔ کیونکہ اگر تم آگے بڑھو گے تو ڈر ہے کہیں یہودی ان کو قتل کر دیں۔ لہٰذا ابوطالب آپ کو واپس لے آیا اور شہر بصریٰ سے آگے نہ بڑھا اور اس راہب نے حضرت کو خشک روٹی اور زیتون کا تیل زادِ راہ دیا۔

(ب) دوسری مرتبہ سفر شام کا واقعہ: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پچیس سال کی ہوئی تو آپ کو صادق وامین کا لقب دیا گیا۔ یہ دیکھ کر حضرت خدیجہ جو ایک معزز و مالدار خاتون تھیں، نے آپ کے پاس پیغام بھیجا کہ میرا مال تجارت لے کر ملک شام جائیں جو معاوضہ اوروں کو دیتی ہوں آپ کو اس کا ڈبل دوں گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا۔ مال تجارت لے کر شام کو روانہ ہوئے۔ حضرت خدیجہ کا غلام میسرہ آپ کے ساتھ تھا' جو آپ کی خدمت کرتا تھا اور آپ کی ضروریات کا متکفل تھا۔ جب آپ شام میں پہنچے تو بازار بصرے میں ایک راہب نسطور نامی کی خانقاہ کے نزدیک اترے۔ وہ راہب میسرہ کی طرف آیا اور اسے جانتا تھا، کہا: ''اے میسرہ! یہ کون ہے جو اس درخت کے نیچے اترا ہے؟'' میسرہ نے کہا: اہل حرم اور قریش میں سے ہے۔ راہب نے کہا: سوائے نبی کے اس درخت کے نیچے کبھی کوئی نہیں اترا۔ پھر اس نے پوچھا کیا اس کی دونوں آنکھوں میں سرخی ہے؟ میسرہ نے کہا: ہاں اور کبھی سرخی نہیں بھی ہوتی۔ یہ سن کر راہب بولا: یہ وہی ہیں اور یہی آخر الانبیاء ہیں۔ کاش میں ان کو پاؤں جس وقت یہ مبعوث ہوں گے اور میسرہ سے کہا ان سے جدا نہ ہونا اور نیک نیتی سے ان کے ساتھ رہنا' کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت کا شرف عطا کیا ہے۔ آپ ملک شام سے خرید و فروخت کر کے مکہ واپس آئے' اس وقت حضرت خدیجہ عورتوں کے درمیان ایک بالا خانے میں بیٹھی ہوئی تھیں۔

سوال نمبر ۳: (الف) وحی کی ابتداء کب اور کیسے ہوئی؟ سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں جواب دیں۔

(ب) نبوت کے دسویں سال ہونے والے اہم واقعات سپرد قلم کریں؟

جواب: وحی کی ابتداء:

ابتداء وحی کا واقعہ اور نازل ہونے والی آیت مبارکہ: انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے تلامذہ اور تربیت یافتہ ہوتے ہیں' خواہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ اعلان نبوت چالیس سال کی عمر میں کرتے ہیں مگر قبل ازیں بھی

اس کی یاد اور عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ اسی دستور کے مطابق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی اپنے ساتھ اشیاء خوردنی لے کر غار حراء میں تشریف لے جاتے اور کئی کئی دن تک اللہ تعالیٰ کی عبادت وریاضت میں مصروف رہتے تھے۔ ایک عرصہ تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ جب آپ کی عمر مبارک چالیس سال کی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس غار میں یاد الٰہی میں مشغول تھے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام ظاہر ہوئے۔ انہوں نے آتے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: پڑھیے۔ آپ نے جواب دیا: میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ فرشتہ نے پھر کہا: پڑھیے: آپ نے پھر بھی پہلے والا جواب دیا۔ اس پر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو دو یا تین بار اپنے سینے کے ساتھ لگایا پھر عرض کیا: آپ پڑھیے۔ آپ نے پوری آیت پڑھ ڈالی۔

چونکہ یہ واقعہ اچانک اور پہلی بار پیش آیا تھا جس وجہ سے بتقاضائے بشریت آپ کے جسم اطہر پر کپکپی طاری ہوگئی، اور اسی حالت میں اپنے گھر تشریف لائے اور پوری صورتحال اپنی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کر دی اور ساتھ ہی فرمایا: مجھے کمبلی یا لحاف اڑھادو۔ یہ پریشان کن صورتحال سامنے آنے پر حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ سے عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم مطمئن رہیں پروردگار عالم آپ کو نقصان نہیں پہنچائے گا کیونکہ آپ اقرباء سے حسن سلوک کرتے ہیں، بے سہاروں کا سہارا بنتے ہیں، غریبوں اور یتیموں کی معاونت کرتے ہیں اور مسافروں کی مہمان نوازی کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر اپنے چچا زاد بھائی حضرت ورقہ بن نوفل جو آسمانی کتب کے عالم و ماہر تھے، کے پاس لے گئیں۔ انہوں نے صورتحال سننے کے بعد کہا: آپ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہوں گے، کاش میں آپ کے اعلان نبوت تک زندہ رہتا۔

حضرت جبرائیل امین علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی لے کر نازل ہوئے اور پہلی وحی یہ آیہ مبارکہ تھی: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ الخ۔

(ب) نبوت کے دسویں سال کے اہم واقعات: اس سال ماہ رمضان میں ابو طالب نے وفات پائی، اس کے تین روز بعد خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بھی انتقال فرما گئیں۔ اب کفار قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا رسانی پر اور دلیر ہو گئے۔ ایک روز ایک کافر نے راستہ میں آپ کے سر مبارک پر خاک ڈال دی۔ آپ اسی حالت میں گھر تشریف لے گئے۔ آپ کی صاحب زادی نے دیکھا تو پانی لے کر سر مبارک کو دھونے لگیں اور روتی جاتی تھیں۔ آپ نے فرمایا: جان پدر اللہ تعالیٰ تیرے باپ کو بچائے گا۔ اس سال کو عام الحزن بھی کہا جاتا ہے۔ آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تنگ آ کر اس خیال سے کہ اہل ثقیف ایمان لے آئے تو قریش کے برخلاف میری مدد کریں گے۔ طائف کا قصد کیا اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ نے وہاں پہنچ کر اشراف ثقیف کو دعوت اسلام دی مگر انہوں نے آپ کی دعوت کا بری طرح جواب دیا۔ ایک بولا: اگر تجھے خدا نے پیغمبر بنایا ہے تو کعبہ کا پردہ

چاک کر دیا۔ دوسرے نے کہا: کیا خدا کو پیغمبری کے لیے تیسرے سوا کوئی اور نہ ملا؟ تیسرے نے کہا: میں ہرگز تجھ سے کلام نہیں کر سکتا۔ اگر تو پیغمبری کے دعوئی میں سچا ہے تو تجھ سے گفتگو کرنا خلاف ادب ہے اور اگر جھوٹا ہے تو قابل خطاب نہیں۔ آپ مایوس ہو کر واپس ہوئے تو انہوں نے کمینے لوگوں اور لڑکوں کو آپ پر ابھارا جو آپ کو گالیاں دیتے اور تالیاں بجاتے تھے۔

﴿حصہ دوم...... تاریخ خلفاء راشدین﴾

سوال نمبر۴: (الف) کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ''افضل البشر بعد الانبیاء'' ہیں دلائل سے مزین اپنا مؤقف تحریر کریں؟

(ب) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تعریف وتوصیف میں نازل ہونے والی کوئی دو آیات مبارکہ مع ترجمہ لکھیں۔

جواب: (الف) افضل البشر بعد الانبیاء پر دلائل: علمائے اہلسنت کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے افضل ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سوائے نبی کے اور کوئی شخص ایسا نہیں کہ جس پر آفتاب طلوع اور غروب ہوا ہو اور وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہو۔'' دوسری حدیث مبارک میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں میں سے افضل ہیں علاوہ اس کے کہ وہ نبی نہیں۔'' علاوہ ازیں اور بھی بہت سے آثار ہیں جو افضلیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر دال ہیں۔

(ب) آپ کی تعریف میں دو آیتیں: (۱) وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ○

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اَلَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ سے مراد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

(۲) اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا○

سوال نمبر۵: (الف) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قبول اسلام کا واقعہ سپرد قلم کریں؟

(ب) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ اختصار کے ساتھ تحریر کریں؟

جواب: شہادت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ:

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ عموماً یہ دعاء کیا کرتے تھے: اے اللہ! تو مجھے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس شہر میں شہادت کی موت عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دعا قبول فرمائی۔

ایک دفعہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا غلام ابولؤلوہ آپ کی خدمت میں بطور شکایت حاضر ہوا اور

عرض گزار ہوا: ان کا مالک چار درہم یومیہ کے حساب سے وصول کرتا ہے جو زیادتی ہے لہٰذا آپ کچھ رقم کم کروا دیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ رقم تمہارے کام کے اعتبار سے زیادہ نہیں ہے، کیونکہ تم بڑھئی بھی ہو اور نقاشی بھی خوب جانتے ہو تو چار درہم یومیہ کے حساب سے زیادہ نہیں ہے۔ اپ کا یہ ارشاد اس پر بجلی بن کر گرا اور وہ غصہ سے آگ کا انگارہ بن کر غائب ہو گیا۔

کچھ دنوں بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس غلام کو طلب کیا اور فرمایا: اے ابولؤلوہ! تم نے کہا تھا کہ میں آپ کو چکی بنا کر دوں گا جو ہوا سے چلے گی؟ تم وہ چکی کب بناؤ گے؟ اس نے جواب میں کہا: میں ایسی چکی تیار کروں گا جسے لوگ ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ آپ اس کی دھمکی سمجھ گئے لیکن عمداً کوئی کارروائی نہ کی۔ دوسرے دن فجر کی نماز میں ابولؤلوہ غلام پہلی صف میں شامل ہوا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نماز کا آغاز کرنے سے قبل صفیں درست کرا رہے تھے کہ اس نے خنجر کے ساتھ آپ پر حملہ کر دیا۔ علاوہ ازیں بارہ نمازیوں کو بھی زخمی کر دیا جن میں سے چھ جام شہادت نوش کر گئے۔ ایک عراق نمازی نے کپڑا پھینک کر قاتل پر قابو پایا تو وہ خودکشی کر کے واصل جہنم ہو گیا۔ آپ کو اٹھا کر گھر لایا گیا تو نبیذ اور دودھ پلایا گیا جو زخموں کے ذریعے جسم سے باہر آ گیا۔ آپ کی شہادت کے آثار نمایاں تھے، کسی نے مشورہ دیا اپنے صاحبزادہ عبداللہ کو اپنا جانشین مقرر فرما دیں، آپ نے جواب میں فرمایا: عمر اپنے ایسے بیٹے کو جانشین نہیں بنا سکتا جسے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا طریقہ نہ آتا ہو۔ بعد ازاں آپ نے ایک کمیٹی تشکیل دی اور انہیں اختیار دیا کہ ان ہی میں سے جسے چاہیں اپنا خلیفہ مقرر کر لیں۔ کمیٹی کے ارکان یہ ہیں۔ (۱)۔ حضرت عثمان، (۲)۔ حضرت علی، (۳) حضرت طلحہ، (۴)۔ حضرت زبیر، (۵)۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، (۶)۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اپنے بیٹے سے یوں مخاطب ہوئے: تم حساب لگاؤ ہم پر کتنا قرضہ ہے؟ صاحبزادہ صاحب نے عرض کیا: ابا حضور! چھیاسی ہزار (86000) کا قرضہ ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ قرضہ ہمارے مال سے ادا کیا جائے۔ اگر ضرورت پڑے تو قریش سے حاصل کر لینا پھر ضرورت محسوس ہو تو قبیلہ بنوعدی سے حاصل کر لینا، بعد ازاں اپنے صاحبزادہ کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پیغام دے کر بھیجا کہ اگر آپ کی اجازت ہو تو عمر کی خواہش ہے کہ حضرت رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رفاقت میں لیٹ جائے۔ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا: خواہ یہ جگہ میں نے اپنے لئے محفوظ کر رکھی تھی لیکن آج میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے آپ پر ترجیح دیتی ہوں اور یہ جگہ انہیں پیش کرتی ہوں۔ چنانچہ آپ نے ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ میں جام شہادت نوش فرمایا اور حجرہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں مدفون ہوئے۔

سوال نمبر ۶: (الف) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی کوئی دو کرامات زینت قرطاس کریں؟

(ب) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ہجرت کا واقعہ تحریر کریں؟

جواب: جواب: (الف) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی دو کرامات: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی دو کرامات ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

۱- برکات نبوت کا اٹھ جانا: اب تک مسلمان برکات نبوت سے بہرہ مند ہو رہے تھے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت سے یہ برکات اٹھالی گئیں۔ اس کی تائید اس واقعہ سے ہوتی ہے جب حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی تنگ دستی کا ذکر کیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کھجوروں کا ایک تھیلا دیا اور فرمایا اس تھیلے کو اپنے پاس سنبھال کر رکھو، جب بھی ضرورت پڑے تو اس سے کھجوریں نکال سکتے ہو۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس تھیلے سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد تک استفادہ کرتے رہے لیکن جب حضرت عثمان شہید ہوئے تو وہ تھیلا غائب ہو گیا، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''یہ تھیلا اس وقت تک تمہارے پاس موجود رہے گا جب تک برکات نبوت اٹھا نہیں لی جاتیں۔''

۲- حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا خواب: حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ میں فرمایا: لوگو! میں نے کل رات ایک عجیب و غریب خواب دیکھا، میں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی عدالت لگی ہوئی ہے پروردگار کائنات اپنے عرش پر متمکن ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہیں اور عرش کا ایک پایہ پکڑ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر حضرت عمر آتے ہیں اور حضرت ابوبکر کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر اچانک حضرت عثمان اس حالت میں عدالت میں آتے ہیں کہ ان کا کٹا ہوا سر ان کے ہاتھ میں رکھا ہوتا ہے اور وہ اللہ کی بارگاہ میں فریاد کناں ہوتے ہیں کہ ''اے پروردگار! اپنے ان بندوں سے جو تیرے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لیوا ہیں اور جو خود کو مسلمان کہتے ہیں، پوچھا جائے کہ مجھے کس گناہ کی پاداش میں قتل کیا گیا کون سا جرم تھا جس کے بدلے میں میرا سر کاٹا گیا؟'' حضرت عثمان کی اس فریاد پر میں نے دیکھا کہ عرش الٰہی تھرایا اور آسمان سے خون کے دو پرنالے جاری کر دیے گئے جو زمین پر خون برسانے لگے۔ یہ خون کے دو پرنالے درحقیقت جنگ جمل اور جنگ صفین تھیں۔

(ب) ہجرت علی رضی اللہ عنہ کا واقعہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہجرت کا فیصلہ کیا تو آپ کے سپرد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رکھی گئی امانتوں کی واپسی تھی۔ آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میرے بستر پر لیٹ جاؤ، امانتیں واپس کر کے چلے آنا۔ اس وقت کے حالات کی نزاکت کا اندازہ اس امر سے ہوتا ہے کہ قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لیے محاصرہ کر رکھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر اس وقت لیٹنا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا لیکن آپ نے جان پر کھیل کر یہ کام کیا۔
حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں تین دن رہا اور تینوں دن ظاہر رہا چھپا نہیں۔

سالانہ امتحان الشہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۳۹ھ/2018ء

پہلا پرچہ: قرآن مجید واصول تفسیر

وقت: تین گھنٹے کل نمبر:100

نوٹ: تمام سوالات حل کریں۔

﴿حصہ اوّل: قرآن مجید﴾

سوال نمبر1: درج ذیل میں سے کوئی سی چھ آیات مبارکہ کا ترجمہ تحریر کریں؟ ۶۰=۱۰×۶

۱-اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ اِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّ عَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ۝

۲-وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ۝

۳-وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ۝

۴-وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّاۤ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۝

۵-اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۝

۶-اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَاۤ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ۝

۷-اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِىْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ۝

۸-لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ؕ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۝

۹-اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ

اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ○

سوال نمبر2: درج ذیل الفاظ میں سے پانچ الفاظ کے معانی لکھیں؟ ۱۰=۲×۵

استجیبوا، مستضعفون فقد باء، ویقللکم، ضعفا، یرقبوا، سقایة، بأفواههم

﴿حصہ دوم: اصول تفسیر﴾

سوال نمبر3: درج ذیل میں سے صرف دو اجزاء کا جواب تحریر کریں؟

۱-لفظ قرآن کس سے بنا ہے؟ اس کے مطابق قرآن کی وجہ تسمیہ بھی لکھیں؟ ۱۵=۱۰+۵

۲-قرآن کے اترنے اور نقل و حرکت کی کتنی اور کون کون سی صورتیں ہیں اور قرآن کریم کا نزول ان میں کون کون سی صورتوں پر ہوا؟ ۱۵=۶+۹

۳-قرآن کریم کے فوائد پر مشتمل کوئی تین احادیث مبارکہ نقل کریں؟ ۱۵=۳×۵

☆☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2018ء

پہلا پرچہ: قرآن مجید واصول تفسیر

﴿حصہ اوّل: قرآن مجید﴾

سوال نمبر1: درج ذیل آیات مبارکہ کا ترجمہ تحریر کریں؟

۱-اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُہُمْ وَ اِذَا تُلِیَتْ عَلَیْہِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْہُمْ اِیْمَانًا وَّ عَلٰی رَبِّہِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ○

۲-وَاِذْ قَالُوا اللّٰہُمَّ اِنْ کَانَ ھٰذَا ھُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِکَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَۃً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ○

۳-وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ط وَاللّٰہُ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ○

۴-وَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِہِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِہِمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ اَلَّفَ بَیْنَہُمْ ط اِنَّہٗ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ○

۵-اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِہِمْ وَاَنْفُسِہِمْ اَعْظَمُ دَرَجَۃً عِنْدَ اللّٰہِ ط وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ○

۶-اِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَاِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ اَخَذْنَآ اَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ۝

۷-اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ ۚ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ۝

۸-لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ؕ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۝

۹-اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۝

جواب: ترجمہ آیات مبارکہ

۱-ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ کو یاد کرتے ہیں تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں، جب ان پر آیات پڑھی جاتی ہیں تو ان کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ کرتے ہیں۔

۲-اور جب انہوں نے کہا: اے اللہ! اگر یہ واقعی تیری طرف سے حق ہے تو آسمان سے ہم پر پتھر برسا دے یا ہم پر دردناک عذاب نازل کر دے۔

۳-تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو گھر سے اتراتے ہوئے نکلتے ہیں، لوگوں کو اپنا آپ دکھاتے ہیں، اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ بیشک اللہ تمہارے اعمال کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

۴-اور ان کے دلوں میں میل ہے، اگر تم زمین کی تمام اشیاء کو خرچ کر ڈالتے تو ان کے دل نہ مل سکتے، مگر اللہ نے ان کے دل ملا دیے۔ بیشک وہی غالب حکمت والا ہے۔

۵-وہ جو ایمان لائے اور ہجرت کی، اپنے مال و جان سے اللہ کی راہ میں لڑے۔ اللہ کے ہاں ان کا بلند مقام ہے اور وہی فلاح پانے والے ہیں۔

۶-اگر تمہیں بھلائی پہنچے تو انہیں برا لگے، اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنا آپ درست کر لیا تھا اور خوشیاں مناتے پھرتے ہیں۔

۷-بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے، اللہ تعالیٰ ان کی راہنمائی فرماتا ہے ان کے ایمان کے سبب جنت کی طرف جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

۸-بھلائی والوں کے لیے بھلائی ہے اور اس سے بھی زائد اور ان کے منہ پر نہیں چڑھے گی سیاہی اور نہ رسوائی۔ وہی لوگ اہل جنت ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

۹-کیا وہ یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے بنا لیا، تم فرماؤ: اس جیسی کوئی ایک سورت لے آؤ سوائے اللہ تعالیٰ کے سب کو اس سلسلہ میں اپنے ساتھ ملا لو۔

سوال نمبر 2: درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیں؟

جواب: استجيبوا، مستضعفون فقد باء، ويقللكم، ضعفا، يرقبوا، سقاية، بأفواههم

(۱) استجيبوا: طلب کرنے پر تم حاضر ہو جاؤ۔

(۲) مستضعفون: وہ دبے ہوئے تھے۔

(۳) ويقللكم: وہ تمہیں بہت کم دکھائی دیتے تھے۔

(۴) ضعفا: ضعیف و کمزور۔

(۵) يرقبوا: وہ نگرانی کرتے ہیں۔

(۶) سقاية: حوض، سبیل۔

(۷) بأفواههم: اپنے منہ کی باتیں۔

(۸) فقد باء: وہ تمہارے پاس آیا۔

﴿حصہ دوم: اصول تفسیر﴾

سوال نمبر 3: درج ذیل اجزاء کا جواب تحریر کریں؟

۱- لفظ قرآن کس سے بنا ہے؟ اس کے مطابق قرآن کی وجہ تسمیہ بھی لکھیں؟

۲- قرآن کے اترنے اور نقل و حرکت کی کتنی اور کون کون سی صورتیں ہیں اور قرآن کریم کا نزول ان میں کون کون سی صورتوں پر ہوا؟

۳- قرآن کریم کے فوائد پر مشتمل کوئی تین احادیث مبارکہ نقل کریں؟

جواب: (۱) لفظ قرآن کا ماخذ اور اس کی وجہ تسمیہ:

لفظ قرآن یا تو قرء سے یا قرأۃ سے یا قرن سے بنا ہے۔ قرء کے معنی جمع ہونے کے ہیں۔ اب قرآن کو قرآن اس لیے کہتے ہیں کہ یہ سارے اولین و آخرین کے علوم کا مجموعہ ہے۔ دین و دنیا کا کوئی ایسا علم نہیں، جو قرآن میں نہ ہو۔ اس لیے حق تعالیٰ نے خود فرمایا: وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ ۔ نیز یہ سورتوں اور آیتوں کا مجموعہ ہے، اور یہ تمام بکھروں کو جمع کرنے والا ہے۔ دیکھیں ہندی، سندھی، عربی، عجمی لوگ ان کے لباس، طعام، زبان طریق سب الگ الگ تھا۔ کوئی صورت نہ تھی کہ یہ اللہ تعالیٰ کے بکھرے ہوئے بندے جمع ہوتے لیکن قرآن کریم نے ان سب کو جمع فرمایا اور ان کا نام مسلمان رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا: "سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ" جیسے شہد مختلف باغوں کے رنگ برنگ پھولوں کا رس ہے مگر اب ان سب رسوں کے مجموعہ کا نام شہد ہے۔ اسی طرح مسلمان مختلف زبانوں کے لوگ ہیں مگر اب ان کا نام مسلمان ہے۔ اگر قرآن قرأۃ سے بنا ہے تو اس کے معنی ہیں "پڑھی ہوئی چیز" اب اس کو قرآن اس لیے کہتے

ہیں کہ دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کو کتابیں یا صحیفے حق تعالیٰ کی طرف سے لکھے ہوئے عطا فرمائے گئے' مگر قرآن پڑھا ہوا اترا۔ اس طرح کہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام حاضر ہوتے اور پڑھ کر سنا جاتے، یقیناً پڑھا ہوا نازل ہونا لکھے ہوئے سے بہتر وافضل ہے۔ قرآن ''قرن'' سے بنا ہے جس کے معنی ہیں ''ملنا اور ساتھ دینا ہے'' اب اس قرآن کو قرآن اس لیے کہتے ہیں کہ حق اور ہدایت اس کے ساتھ ہے' کوئی کسی کے مخالف نہیں۔ نیز اس میں عقائد واعمال' اخلاق وسیاسیات، عبادات اور معاملات تمام ایک ساتھ جمع ہیں۔ نیز یہ ان میں سے ہر وقت ساتھ رہتے ہیں۔ اس کے دل کے ساتھ، اس کے خیالات کے ساتھ، روح کے ساتھ اور جسم کے ساتھ وغیرہ۔

جواب: (۲) قرآن کے اترنے اور نقل وحرکت کی صورتیں:

نزول کے معنی ہیں ''اوپر سے نیچے اترنا'' کلام میں نقل وحرکت کی تین صورتیں ہوسکتی ہیں:

پہلی صورت یہ ہے کہ کسی چیز پر لکھا جائے اور اس چیز کو منتقل کیا جائے جیسے کہ ہم کوئی بات خط میں لکھ کر بھیج دیں تو وہ بذریعہ کاغذ کے منتقل ہوتی ہے۔ اس طرح پہلی کتابوں کا نزول ہوا تھا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کسی آدمی سے کوئی بات کہلا کر بھیج دے۔ اس صورت میں حرکت کرنے والا وہ آدمی ہوگا۔ وہ کلام اس کے ذریعے سے حرکت کرے گا اور بغیر کسی واسطے کے سننے والے سے گفتگو کرلی جائے۔ قرآن کریم کا نزول ان پچھلے دو طریقوں سے ہوا ہے۔ یعنی حضرت جبرائیل علیہ السلام آتے تھے اور آ کر سناتے تھے۔ یہ نزول بذریعہ قاصد ہوا۔ قرآن کریم کی بعض آیتیں معراج میں بھی بغیر واسطہ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام عطا فرمائی گئیں۔

تیسری صورت یہ ہے کہ بولا ہوا آیا۔ لکھنے اور بولنے میں بڑا فرق ہے، کیونکہ بولنے کی صورت میں بولنے والے کے طریقے سے اتنے معنی بن جاتے ہیں کہ جو لکھنے سے حاصل نہیں ہوسکتے مثلاً ایک شخص نے ہم کو لکھ کر دیا کہ تم دہلی جاؤ گے لیکن اس جملے کو بولے تو اس کے کئی معنی ہیں۔

جواب: (۳) قرآن کریم کے فوائد پر مشتمل احادیث:

(i) حدیث شریف میں ہے کہ جس گھر میں روزانہ سورۃ بقرہ پڑھی جائے وہ گھر شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔

(ii) جو شخص آیۃ الکرسی صبح وشام اور سوتے وقت پڑھ لیا کرے تو اس کا گھر آگ لگنے اور چوری ہونے سے محفوظ رہے گا۔

(iii) ایک روایت میں ہے کہ جو شخص قرآن پڑھے اور اس پر عمل کرے تو قیامت کے دن اس کے ماں باپ کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی چمک آفتاب سے بڑھ کر ہوگی۔

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)
سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۳۹ھ/ 2018ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

وقت: تین گھنٹے — کل نمبر: 100

نوٹ: دونوں حصوں سے کوئی دو، دو سوالات کے جوابات تحریر کریں؟

﴿حصہ اوّل: حدیث شریف﴾

سوال نمبر 1: عن جرير بن عبدالله رضى الله عنه قال قال لی رسول الله صلى الله عليه وسلم فی حجة الوداع استنصت الناس ثم قال لا ترجعوا بعدی كفارا يضرب بعضكم رقاب بعض، متفق عليه

(الف) اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟ ۲۰=۱۰+۱۰

(ب) احادیث کی روشنی میں حیاء کی فضیلت لکھیں نیز حیاء کا معنی بھی تحریر کریں؟ ۱۵=۸+۴+۳

سوال نمبر 2: عن انس رضى الله عنه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اتى منى فاتى الجمرة فرماها ثم اتى منزله بمنى ونحر ثم قال للحلاق خذ و اشار الى جانبه الايمن ثم الايسر ثم جعل يعطيه الناس۔

(الف) اعراب لگائیں اور ترجمہ تحریر کریں؟ ۲۰=۱۰+۱۰

(ب) آٹھ آٹھ ایسے کام تحریر کریں جن میں دائیں اور بائیں کو مقدم کرنا مستحب ہے؟ ۱۵

سوال نمبر 3: (الف) ریاض الصالحین کی روشنی میں کھانے کے کوئی سے آٹھ آداب تحریر کریں؟ ۸×۲=۱۶

(ب) عورتوں اور مردوں کے لیے ریشم پہننے کا حکم لکھیں؟ ۷=۳+۴

(ج) جوان اور بوڑھی عورت کس کس کو سلام کرسکتی ہے اور کسے نہیں؟ واضح کریں نیز ان کے جواب کا مردوں کے لیے کیا حکم ہے؟ ۱۲=۸+۲+۲

﴿حصہ دوم: اصول حدیث﴾

سوال نمبر 4: حجیت حدیث پر نوٹ لکھیں؟ ۱۵

سوال نمبر 5: تدوین حدیث پر نوٹ لکھیں؟ ۱۵

سوال نمبر 6: کتب حدیث کی کوئی پانچ اقسام تحریر کریں؟ ۱۵

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2018ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

﴿حصہ اوّل: حدیث شریف﴾

سوال نمبر 1: عَنْ جُرَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوِدَاعِ اِسْتَنْصِتِ النَّاسَ ثُمَّ قَالَ لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، متفق علیہ

(الف) اعراب لگائیں اور ترجمہ کریں؟

(ب) احادیث کی روشنی میں حیاء کی فضیلت لکھیں نیز حیاء کا معنی بھی تحریر کریں؟

جواب: (الف) اعراب وترجمہ:

اعراب اوپر لگادیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل ہے:

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا: حجۃ الوداع کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: تم لوگوں کو خاموش کرو، پھر آپ نے فرمایا: تم لوگ میرے بعد کفر کی طرف نہ لوٹ جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں مارتے پھرو۔

جواب: (ب) حیاء کا معنی ومفہوم اور حیاء کی فضیلت:

لفظ "حیاء" کئی معانی میں آتا ہے مثلاً پردہ کرنا، بری چیزوں سے رکنا۔ انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برائیوں کا تصور بھی کرے، ان ملے جلے خیالات کو "حیاء" کہا جاتا ہے۔

اسلام میں حیاء کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ حیاء کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کفار میں شرم وحیاء نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی جبکہ حیاء مکمل طور پر بھلائی ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو حیاء کی زیادہ تاکید فرمائی جبکہ خود کنواری لڑکی سے زیادہ حیاء کرتے تھے۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ برائی کے ترک کرنے کا نام "حیاء" ہے اور قیامت کے دن حیاء دار خواتین کا مرتبہ بلند ہوگا۔

سوال نمبر 2: عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتٰى مِنًى فَاَتَى الْجَمْرَةَ فَرَمَاهَا ثُمَّ اَتٰى مَنْزِلَهُ بِمِنًى وَنَحَرَ ثُمَّ قَالَ لِلْحَلَّاقِ خُذْ وَاَشَارَ اِلٰى جَانِبِهِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ الْاَيْسَرِ ثُمَّ جَعَلَ يُعْطِيْهِ النَّاسَ .

(الف) اعراب لگائیں اور ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) آٹھ آٹھ ایسے کام تحریر کریں جن میں دائیں اور بائیں کو مقدم کرنا مستحب ہے۔

جواب: (الف) اعراب اور ترجمہ

نوٹ: اعراب اوپر عبارت پر لگا دیئے گئے ہیں اور اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ بیشک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں تشریف لے گئے، تو آپ جمرہ (شیطان) کے پاس گئے تو اسے کنکریاں ماریں، پھر منیٰ میں اپنی قیام گاہ میں تشریف لائے، آپ نے قربانی کی۔ پھر حجام سے فرمایا: یہ بال کاٹو، آپ نے دائیں جانب اشارہ کیا پھر بائیں جانب اشارہ کیا۔ پھر آپ نے لوگوں میں وہ (موئے مبارک) تقسیم فرمائے۔

جواب: (ب) آٹھ امور جن میں دائیں اور بائیں کو مقدم کرنا مستحب ہے:

(۱) تھوکنا، (۲) بیت الخلاء میں داخل ہونا، (۳) مسجد سے نکلنا، (۴) استنجاء کرنا، (۵) موزے اتارنا، (۶) جوتے اتارنا، (۷) کپڑے اتارنا، (۸) ناک صاف کرنا۔

سوال نمبر 3: (الف) ریاض الصالحین کی روشنی میں کھانے کے کوئی سے آٹھ آداب تحریر کریں؟

جواب: کھانے کے آٹھ آداب:

(۱) کھانے کے شروع میں بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا۔
(۲) آخر میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھنا۔
(۳) دائیں ہاتھ سے کھانا۔
(۴) اپنے سامنے سے کھانا۔
(۵) کھانے سے نقص نہ نکالنا۔
(۶) ہر لقمہ پر بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا۔
(۷) کھانا کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنا۔
(۸) کھانے کے شروع میں پانی پینا۔

(ب) عورتوں اور مردوں کے لیے ریشم پہننے کا حکم لکھیں؟

جواب: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ریشم کا لباس نہ پہنا کرو، کیونکہ جو شخص دنیا میں ریشم پہنتا ہے وہ آخرت میں ریشم نہیں پہنے گا۔ اس لیے کہ وہ دنیا میں دکھلاوے کے لیے پہنتا ہے اور جو دنیا میں دکھلاوا کرے گا، اُسے آخرت میں اجر نہیں ملے گا۔

اسی طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے قدرت کے باوجود محض تواضع کے طور پر عمدہ لباس

پہننا ترک کر دیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو تمام لوگوں کے سامنے بلائے گا اور اس کو اختیار دے گا کہ وہ ایمان کا جو حلہ چاہے پہن لے۔ اس طرح جو دنیا میں ریشم پہنتا ہے، وہ بدنصیب ہوتا ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے مردوں کے لیے ریشم حرام ہے اور عورتوں کے لیے ریشم جائز ہے۔ اس کے علاوہ سونا بھی مردوں کے لیے حرام ہے اور عورتوں کو سنگھار کے لیے جائز ہے۔ اس کے لیے سونے اور چاندی کے برتن میں کھانا اور پینا بھی جائز نہیں ہے۔

(ج) جوان اور بوڑھی عورت کس کس کو سلام کر سکتی ہے اور کسے نہیں؟ واضح کریں نیز ان کے جواب کا مردوں کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: جوان اور بوڑھی عورت کے سلام کے بارے میں حدیث بخاری میں حضرت سہیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم میں ایک عورت تھی، ایک روایت میں ہے وہ جوان تھی اور ایک روایت میں ہے وہ بوڑھی تھی۔ وہ چقندر کی جڑیں لے کر ان کو ہنڈیا میں ڈال دیتی اور جو کے کچھ دانے پیس لیتی۔ جب ہم جمعہ کی نماز سے فارغ ہوتے تو ہم لوٹتے، پس اس عورت کو سلام کرتے، تو وہ عورت ہمیں کھانا کھلاتی تھی۔ عورت محرم انسانوں کو سلام کر سکتی ہے اور غیر محرم کو نہیں۔ مرد حضرات بھی عورت کے سلام کا جواب دے سکتے ہیں۔ مرد حضرات عورت کو سلام بھی کر سکتے ہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب عورتوں کی جماعت کے پاس سے گزرتے تو انہیں سلام کرتے تھے۔

﴿حصہ دوم: اصول حدیث﴾

سوال نمبر 4: حجیت حدیث پر نوٹ لکھیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور افعال کی پیروی کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ

تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

رسول تم کو جو چیز دیں وہ لے لو اور جس چیز سے روکیں اس سے رک جاؤ۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

تمہارے لیے رسول اکرم کی زندگی بہترین نمونہ ہے۔

ان آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور افعال کی اتباع قیامت تک مسلمانوں پر واجب ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ بعد کے لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور افعال کا

کس ذریعہ سے فائدہ ہوگا؟ وہ ذریعہ قرآن ہے اور اسوہ حسنہ ہے جبکہ ہمیں اسوۂ رسول پر اطلاع صرف احادیث سے ہی ممکن ہو سکتی ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہدایت تھی اس طرح ہمارے لیے آپ کی احادیث ہدایت ہیں۔ اگر احادیث رسول کو حضور کی دی ہوئی ہدایات اور آپ کے نمونہ کے لیے معتبر نہ مانا جائے تو اللہ کی حجت بندوں پر تمام نہیں ہوگی۔ اس لیے ہمیں ہر کام میں حدیث کی حاجت پیش آتی ہے، اسی کو حجیت حدیث کہتے ہیں۔

سوال نمبر 5: تدوین حدیث پر نوٹ لکھیں؟

جواب: تدوین حدیث اللہ نوٹ: عام طور پر منکرین حدیث یہ کہتے ہیں کہ احادیث کی تدوین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اڑھائی سو سال بعد کی گئی اس لیے کتب احادیث قابل اعتبار نہیں ہیں لیکن ان کا یہ قول غلط ہے، کیونکہ احادیث رسول کی حفاظت اور کتابت پر عہد رسالت سے لے کر تبع تابعین تک پورے تسلسل اور تواتر سے کام ہوتا رہا ہے اور اڑھائی سو سال کے اس طویل عرصہ میں بھی اس کام کا انقطاع نہیں ہوا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں متعدد صحابہ کرام نے احادیث کو قلمبند کرنا شروع کر دیا تھا۔ فتح مکہ کے موقع پر آپ نے ایک طویل خطبہ دیا، یمن کے ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے لیے یہ خطبہ لکھ دیجیے، آپ نے اپنے صحابہ کو حکم دیا: اس شخص کو یہ خطبہ لکھ دو۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ احادیث کو قلمبند کیا کرتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا حافظہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجہ کی وجہ سے بہت تیز ہو گیا تھا اس وجہ سے وہ احادیث نہیں لکھتے تھے تاہم ان کے پاس آپ کی احادیث مبارکہ کتب احادیث اور صحائف کی شکل میں بھی محفوظ تھیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بھی احادیث کو لکھ کر محفوظ کر لیا کرتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد دور صحابہ میں تابعین نے صحابہ کی مرویات کو لکھ کر محفوظ کرنا شروع کیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جن سے پانچ ہزار تین سو چوہتر (۵۳۷۴) احادیث مروی ہیں انہوں نے بے شمار شاگرد پیدا کیے اور ان لوگوں نے ان احادیث کو لکھ کر محفوظ کیا۔ یہ سلسلہ روایت آگے بڑھایا۔ چنانچہ مسند دارمی میں ہے کہ آپ کے شاگردوں میں سے بشیر بن نہیک نے آپ کی روایت کو لکھ کر محفوظ کر لیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے دو ہزار چھ سو ساٹھ (۲۶۶۰) احادیث مروی ہیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو دو ہزار دو سو دس (۲۲۱۰) احادیث کی روایت کرتی ہیں۔ ان کی احادیث کو عروہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ نے لکھ کر محفوظ کر لیا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ منکرین حدیث کا یہ قول غلط ہے کہ حدیث کی تدوین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اڑھائی سو سال بعد کی گئی ہے، لہٰذا کتب احادیث غیر معتبر ہیں۔

سوال نمبر 6: کتب حدیث کی کوئی پانچ اقسام تحریر کریں؟

جواب: کتب احادیث کی اقسام کثیر ہیں مگر ہم یہاں پانچ بیان کریں گے:

صحیح: جس کتاب کے مصنف نے صرف احادیث صحیحہ جمع کرنے کا التزام کیا ہو جیسے صحیح بخاری، صحیح مسلم۔

جامع: جس کتاب میں آٹھ عنوانوں کے تحت احادیث لائی جائیں: سیر، آداب، تفسیر، عقائد، فتن، احکام، اشراط اور مناقب وغیرہ۔

سنن: جس کتاب میں فقہی ابواب کی ترتیب سے احادیث جمع کی گئی ہوں جیسے سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ترمذی، سنن ابن ماجہ وغیرہ۔

مسند: جس کتاب میں صحابہ کرام کی مرویات کو جمع کیا گیا ہو جیسے مسند احمد بن حنبل، مسند ابو یعلیٰ موصلی۔

معجم: جس کتاب میں ترتیب شیوخ سے احادیث لائی جائیں جیسے معجم طبرانی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سالانہ امتحان الشھادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)
سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۳۹ھ/2018ء

تیسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

وقت: تین گھنٹے — کل نمبر: 100

نوٹ: دونوں حصوں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

﴿حصہ اوّل: فقہ﴾

سوال نمبر 1: وسنن الطهارة غسل اليدين ثلاثا قبل ادخالهما الاناء اذا استيقظ المتوضئ من نومه وتسمية الله تعالىٰ فى ابتداء الوضوء والسواك والمضمضة والاستنشاق ومسح الاذنين وتخليل اللحية والاصابع وتكرار الغسل الى الثلث ۔

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور اس میں ذکر کردہ مسئلہ کی تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) قدوری کی روشنی میں غسل کی سنتیں تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 2: اقل الحيض ثلثة ايام ولياليها وما نقص من ذلك فليس بحيض وهو استحاضة واكثره عشرة ايام وما زاد على ذلك فهو استحاضة وما تراه المرأة من الحمرة والصفرة والكدرة فى ايام الحيض فهو حيض ۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور تشریح اس انداز سے کریں کہ مسئلہ کی وضاحت ہو جائے؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) استحاضہ کی وضاحت کرنے کے بعد طہر کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مدت تحریر کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 3: سجود السهو واجب فى الزيادة والنقصان بعد السلام يسجد سجدتين ثم يتشهد ويسلم ۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور سجدہ سہو لازم ہونے کی کوئی پانچ صورتیں بیان کریں؟ ۲۰=۵+۱۵

(ب) اگر مسافر حالت سفر میں نماز ظہر کی چار رکعتیں پڑھ لے تو اس کی نماز کے بارے میں کیا حکم ہے؟ واضح کریں۔ ۱۰

﴿حصہ دوم: اصول فقہ﴾

سوال نمبر 4: (الف) ادلہ اربعہ کی وجہ حصر سپرد قلم کریں؟ ۱۰

(ب) کتاب اللہ کی تعریف میں موجود قیود کے فوائد قلمبند کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 5: (الف) ظاہر، نص، مفسر اور محکم کس کی اقسام ہیں؟ نیز ان میں سے ہر ایک کا مقابل بیان کریں؟ ۱۰=۲+۸

(ب) خاص کا حکم بیان کریں اور مثال دے کر اس کی وضاحت کریں؟ ۱۰=۵+۵

سوال نمبر 6: (الف) امر، دعا اور التماس میں سے ہر ایک کی تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟ ۱۰=۴+۳+۳

(ب) نہی اور منہی عنہ کی تعریف کریں نیز نہی کا حکم بیان کریں؟ ۱۰=۴+۳+۳

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2018ء

تیسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

﴿حصہ اوّل: فقہ﴾

سوال نمبر1: وسنن الطهارة غسل اليدين ثلاثا قبل ادخالهما الاناء اذا استيقظ المتوضئ من نومه وتسمية الله تعالىٰ في ابتداء الوضوء والسواك والمضمضة والاستنشاق ومسح الاذنين وتخليل اللحية والاصابع وتكرار الغسل الى الثلث .

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور اس میں ذکر کردہ مسئلہ کی تشریح وتوضیح سپرد قلم کریں؟

(ب) قدوری کی روشنی میں غسل کی سنتیں تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

جب کوئی شخص اپنی نیند سے بیدار ہو برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو تین بار دھونا مسنون ہے۔ وضوء کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا، مسواک کرنا، کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، دونوں کانوں کا مسح کرنا، داڑھی کا خلال کرنا، انگلیوں کا خلال کرنا اور (ہر عضو کو) تین بار دھونا بھی مسنون ہے۔

عبارت میں بیان کردہ مسئلہ کی وضاحت:

جو شخص سویا ہوا بیدار ہو، وہ وضو یا غسل کرنا چاہتا ہو تو برتن میں ہاتھ ڈالنے سے قبل اپنے دونوں ہاتھوں کو تین بار پانی سے دھوئے تاکہ پانی پاک رہے۔ وضو کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا، مسواک کرنا، کلی کرنا، ناک صاف کرنا، دونوں کانوں کا مسئلہ کرنا، داڑھی کا خلال کرنا، ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا اور ہر عضو کو تین بار دھونا تمام امور مسنون ہیں۔ تاہم ایک ایک بار عضو دھونے سے بھی وضو ہو جائے گا لیکن خلاف سنت ہوگا۔

جواب: (ب) قدوری کی روشنی میں غسل کی سنتیں:

قدوری کی روشنی میں غسل کی سنتیں حسب ذیل ہیں:

(۱) تسمیہ سے آغاز کرنا، (۲) نیت کرنا، (۳) دونوں ہاتھوں کو کلائیوں تک دھونا، (۴) اگر جسم پر نجاست لگی ہوا سے دور کرنا، (۵) شرمگاہ کو دھونا، (۶) استنجاء کرنا، (۷) تمام جسم کو تین بار دھونا، (۸) سر کا

مسح کرنا، (۹) اعضاء کو تین تین بار دھونا، (۱۰) پانی بہانے کے لیے سر سے شروع کرنا، (۱۱) پہلے پھر دائیں کندھے پر پانی بہانا، (۱۲) پھر بائیں کندھے پر پانی بہانا، (۱۳) جسم کو اپنے ہاتھوں سے ملنا، (۱۴) مسلسل غسل کرنا۔

سوال نمبر 2: اقل الحیض ثلثة ایام ولیالیھا وما نقص من ذلك فلیس بحیض وھو استحاضة واکثرہ عشرة ایام وما زاد علی ذلك فھو استحاضة وما تراہ المرأة من الحمرة والصفرة والکدرة فی ایام الحیض فھو حیض۔

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور تشریح اس انداز سے کریں کہ مسئلہ کی وضاحت ہو جائے؟

(ب) استحاضہ کی وضاحت کرنے کے بعد طہر کی کم از کم اور زیادہ سے زیادہ مدت تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

حیض کی کم از کم مدت تین دن اور تین رات ہے اور اس سے کم خون بیماری کا ہے۔ حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے۔ عورت جو خون سرخ، زرد اور مٹیالے رنگ کا حیض کے دنوں میں دیکھے، وہ حیض کا خون ہوگا۔

تشریح:

حیض اس خون کو کہا جاتا ہے جو عورت بالغہ کو ہر مہینہ شرمگاہ سے برآمد ہوتا ہے، اس کی کم از کم مدت تین اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔ ان دنوں میں جس رنگ کا بھی خون ہوگا، وہ خون حیض کہلائے گا۔ جو خون تین ایام سے کم آ کر بند ہو گیا یا گیارہ ایام یعنی مدت حیض سے بعد میں آئے گا، وہ بیماری کا خون ہوگا۔ حیض کے ایام میں نماز معاف اور روزوں کی قضاء واجب ہوگی۔ استحاضہ کے دنوں میں نہ نماز معاف ہے اور روزہ کی قضاء بلکہ بروقت نماز پڑھی جائے گی اور روزے رکھے جائیں گے۔ حیض کے دنوں میں عورت سے جماع کرنا بھی حرام ہے۔

جواب: (ب) استحاضہ:

استحاضہ سے مراد بیماری کا خون ہے، اس کی قلت و کثرت کی کوئی مدت نہیں ہے۔ جو خون تین ایام سے کم آ کر ختم ہو جائے یا ایام حیض کے بعد آئے، وہ استحاضہ کا ہے۔ ان ایام میں نماز اور روزوں کی ادائیگی حسب معمول عورت پر بروقت لازم و فرض ہوگی۔

طہر کی تعریف و مدت:

طہر سے مراد وہ ایام ہیں جن میں عورت کو حیض کا خون نہیں آتا، اس کی کم از کم مدت پندرہ (۱۵) ایام ہے اور زیادہ کی حد نہیں ہے۔ استحاضہ کا زمانہ (ایام) بھی طہر تصور ہوگا، کیونکہ ان ایام میں آنے والا خون بھی خون نکسیر کی حیثیت رکھتا ہے، ایک دفعہ خون صاف کرنے کے بعد وضو کر کے جتنی چاہیں نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اسی طرح ان ایام میں روزہ بھی ہر وقت ضروری ہے۔

سوال نمبر 3: سجود السهو واجب في الزيادة والنقصان بعد السلام يسجد سجدتين ثم يتشهد ويسلم.

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور سجدہ سہو لازم ہونے کی کوئی پانچ صورتیں بیان کریں؟

(ب) اگر مسافر حالت سفر میں نماز ظہر کی چار رکعتیں پڑھ لے تو اس کی نماز کے بارے میں کیا حکم ہے؟ واضح کریں۔

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

نماز میں کمی یا زیادتی کی صورت میں سلام کے بعد سجدہ سہو کرنا واجب ہے، وہ یوں کہ وہ شخص دو سجدے کرے گا، اس کے بعد (دوبارہ) تشہد پڑھے گا اور سلام پھیر دے گا۔

سجدہ سہو کی پانچ صورتیں:

درج ذیل صورتوں میں سجدہ سہو واجب ہوگا:

(۱) جب سورہ فاتحہ چھوٹ جائے۔

(۲) جب دعاء قنوت چھوٹ جائے۔

(۳) جب پہلی تشہد چھوٹ جائے۔

(۴) جب نماز عیدین کی کوئی تکبیر چھوٹ جائے۔

(۵) جب پست نمازوں میں بلند اور بلند نمازوں میں پست قرأت کی جائے۔

(۶) جب فرض کی ادائیگی میں تاخیر ہو جائے۔

(ب) حالت سفر میں دو رکعت کی بجائے چار رکعت پڑھنے کا مسئلہ:

حالت سفر میں مسافر نماز ظہر دو رکعت پڑھے گا، اگر اس نے چار رکعت پڑھ لیں اور دوسرے قعدہ میں تشہد کی مقدار بیٹھ گیا تو دو رکعت اس کے فرض ہوں گے جبکہ آخری دو رکعت اس کے نفل ہو جائیں گے۔ اگر دوسرے قعدہ میں تشہد پڑھنے کا اندازہ نہیں بیٹھا تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر مسافر

حالت سفر میں ظہر کی نماز بطور قصر دو رکعت کی بجائے چار رکعت پڑھ لیتا ہے، تو اس کی نماز درست ہوگی لیکن عادتاً ایسا نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ اس صورت میں انعام باری تعالیٰ کو ٹھکرانا لازم آئے گا۔

﴿حصہ دوم: اصول فقہ﴾

سوال نمبر 4: (الف) ادلہ اربعہ کی وجہ حصر سپرد قلم کریں؟

(ب) کتاب اللہ کی تعریف میں موجود قیود کے فوائد قلمبند کریں؟

جواب: (الف) ادلہ اربعہ کی وجہ حصر:

ان کی وجہ حصر یہ ہے کہ جس دلیل سے مسئلہ ثابت کیا جا رہا ہے وہ وحی ہوگا یا غیر وحی۔ اگر وحی ہے تو وہ وحی جلی ہے یا خفی۔ اگر وحی جلی ہے تو کتاب اللہ اور اگر وحی خفی ہے تو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ اگر وہ دلیل غیر وحی ہے تو تمام کا اس پر اتفاق ہے تو اجماع ورنہ قیاس۔

جواب: (ب) کتاب اللہ کی تعریف میں موجود قیود کے فوائد

هو اللفظ المنزل على محمد صلى الله عليه و آله وسلم المنقول عنه بالتواتر المتعبد بتلاوته ۔

وہ مقدس کتاب یا الفاظ جنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہو، ہم تک نقل متواتر کے ذریعے پہنچا اور اس کی تلاوت عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔

فوائد قیود:

اللفظ: یہ کلمہ بمنزل جنس ہے، مفرد و مرکب دونوں کو شامل ہے، کیونکہ احکام پر استدلال دونوں سے ہوتا ہے۔

المنزل على النبي: اس قید سے جس طرح دیگر انبیاء علیہم السلام پر نازل شدہ کتب، تعریف سے خارج ہو گئیں، مثلاً تورات، زبور، انجیل وغیرہ۔ اسی طرح دیگر انسانی کلام بھی اس سے خارج ہو گئے، کیونکہ وہ نازل شدہ نہیں ہیں۔

المنقول عنه بالتواتر: نقل متواتر سے مراد یہ ہے کہ اسے ہر دور میں کثیر تعداد لوگوں نے نقل کیا ہو جن کا جھوٹ پر جمع ہونا بطور عادت محال ہو۔

المتعبد بتلاوته: یعنی وہ کلام جس کی تلاوت عبادت کا درجہ رکھتی ہے۔ اس سے احادیث قدسیہ خارج ہو گئیں۔

سوال نمبر 5: (الف) ظاہر، نص، مفسر اور محکم کس کی اقسام ہیں؟ نیز ان میں سے ہر ایک کا مقابل

بیان کریں؟

(ب) خاص کا حکم بیان کریں اور مثال دے کر اس کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) ظاہر، نص، مفسر اور محکم لفظ کی اقسام ہیں:

لفظ کا معنی ظاہر ہوگا یا مخفی، اگر ظاہر ہے تو اس کی یہ چار اقسام ہیں:

ظاہر کے مقابل خفی	نص کے مقابل مشکل
مفسر کے مقابل مجمل	محکم کے مقابل متشابہ

جواب: (ب) خاص کا حکم:

یہ معنی پر یقینی و قطعی طور پر دلالت کرتا ہے۔ لہٰذا اس پر اعتقاد و عمل لازم و فرض ہے اور اس کا انکار کفر ہے یعنی اس کا حکم قطعی ہے۔ اگر کسی دلیل کی وجہ سے اس میں کسی دوسرے معنی کا بھی احتمال ہو تو پھر بھی اس پر عمل واجب اور اس کا منکر فاسق ہوگا جیسے: "اقیموا الصلوٰۃ" یہاں "اقیموا" امر خاص ہے۔ یہ لزوم پر دال ہے۔ لہٰذا نماز فرض ہے اور اس کا منکر فاسق ہے۔

سوال نمبر 6: (الف) امر، دعا اور التماس میں سے ہر ایک کی تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟

(ب) نہی اور منہی عنہ کی تعریف کریں نیز نہی کا حکم بیان کریں؟

جواب: (الف) امر: اگر عالی کی طرف سے طلب ہو مثلاً: "اعبدو اربکم" ترجمہ: "تم اپنے رب کی عبادت کرو"

دعا: اگر اپنے سے عالی سے طلب ہو مثلاً اولاد والدین سے کہے: "اشربا" (تم پانی نوش کرو)۔

التماس: اگر مساوی کی طرف سے طلب ہو مثلاً دوست سے دوست کہے "اشرب" (تو پانی پی)۔

جواب: (ب) نہی کی تعریف:

وہ کلمہ جس میں ترک فعل کا لزوم ہو مثلاً لَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ (تم ان دونوں کو اُف تک نہ کہو)

منہی عنہ کا بیان:

جس سے منع کیا جائے، اسے منہی عنہ کہا جاتا ہے۔ اس سے اجتناب ضروری ہے۔

نہی کا حکم:

صیغہ نہی سے حرام کا ثبوت ہوتا ہے کہ اگر نہی قطعی ہو تو حرمت قطعیہ اور اگر ظنی ہو تو کراہت تحریمی ثابت ہوگی مثلاً "لا تقتلوا اولادکم" (اپنی اولاد کو قتل نہ کرو) قتل اولاد حرام ہے۔

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۳۹ھ/2018ء

چوتھا پرچہ: نحو

وقت: تین گھنٹے کل نمبر:100

نوٹ: دونوں حصوں سے دو، دو سوال حل کریں۔

﴿حصہ اوّل: هداية النحو﴾

سوال نمبر 1: (الف) اسم کی تعریف کریں اور اس کی وجہ تسمیہ تحریر کریں؟ نیز اسم کی علامات مع امثلہ سپرد قلم کریں؟ ۲۰=۱۰+۵+۵

(ب) اسم معرب اور اسم مبنی کی تعریف کریں اور اسم معرب کا حکم تحریر کریں؟ ۱۵=۳×۵

سوال نمبر 2: (الف) عدل کا لغوی واصطلاحی معنی لکھیں اور بتائیں کہ عدل تحقیقی اور تقدیری سے کیا مراد ہے؟ ۲۰=۱۰+۱۰

(ب) فاعل کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ فاعل کو مفعول پر کب مقدم کیا جاتا ہے اور کب مؤخر؟ هداية النحو کی روشنی میں جواب دیں۔ ۱۵=۵+۱۰

سوال نمبر 3: (الف) اسماء منصوبہ کتنے اور کون کون سے ہیں؟ نیز ان میں سے صرف دو کی تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟ ۲۰=۱۰+۱۰

(ب) درج ذیل اصطلاحات میں سے کسی تین کی تعریف کریں اور مثال بھی دیں؟ ۱۵=۳×۵

(i) منصرف، (ii) فاعل، (iii) منادیٰ، (iv) مفعول معہ، (v) صفت

﴿حصہ دوم: شرح مائة عامل﴾

سوال نمبر 4: حرف "باء" کون سے حروف میں سے ہے؟ کیا عمل کرتا ہے اور کتنے معانی میں استعمال ہوتا ہے؟ ۱۵=۵+۵+۵

سوال نمبر 5: حروف مشبہ بالفعل کیا عمل کرتے ہیں؟ نیز "لکن" کس معنی کے لیے آتا ہے؟ مثال دے کر واضح کریں۔ ۱۵=۵+۵+۵

سوال نمبر 6: درج ذیل جملوں میں سے کوئی سے تین جملوں کی ترکیب نحوی تحریر کریں؟ ۱۵=۳×۵

(i) سقى الله ثراه، (ii) كتبت بالقلم، (iii) كان زيدا اسد، (iv) ما زيد قائما، (v) سرت من البصرة الى الكوفة

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2018ء

چوتھا پرچہ: نحو

﴿حصہ اوّل: هداية النحو﴾

سوال نمبر 1: (الف) اسم کی تعریف کریں اور اس کی وجہ تسمیہ تحریر کریں؟ نیز اسم کی علامات مع امثلہ سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) اسم کی تعریف:

اسم وہ کلمہ ہے جو اپنے معنیٰ پر خود بخود دلالت کرے اور تین زمانوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو جیسے: رَجُلٌ، عِلْمٌ۔

وجہ تسمیہ:

لفظ اسم سَمُوٌّ سے بنا ہے جس کا معنیٰ بلندی ہے اور یہ فعل اور حرف سے بلند ہے، کیونکہ فعل اور حرف اسم کے محتاج ہوتے ہیں جبکہ اسم ان میں سے کسی کا محتاج نہیں ہوتا۔ وہ اس طرح کہ حرف نہ مسند ہوتا ہے اور نہ مسند الیہ، فعل مسند ہوتا ہے مگر مسند الیہ نہیں ہوتا جبکہ اسم مسند ہوتا ہے اور مسند الیہ بھی ہوتا ہے۔

علامات اسم:

اسم کی دس علامات ہیں:

۱- مسند الیہ ہو جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ
۲- مضاف ہو جیسے: غُلَامُ زَيْدٍ
۳- شروع میں الف لام ہو جیسے: اَلرَّجُلُ
۴- شروع میں حرف جر ہو جیسے: بِزَيْدٍ
۵- آخر میں تنوین ہو جیسے: كِتَابٌ
۶- تثنیہ ہو جیسے: رَجُلَانِ
۷- جمع ہو جیسے: رِجَالٌ
۸- موصوف ہو جیسے: رَجُلٌ عَالِمٌ
۹- مصغر ہو جیسے: قُرَيْشٌ
۱۰- منادیٰ ہو جیسے: يَا اَللّٰهُ

(ب) اسم معرب اور اسم مبنی کی تعریف کریں اور اسم معرب کا حکم تحریر کریں؟

جواب: اسم معرب:

اسم معرب وہ اسم ہے جو کسی دوسرے کلمہ سے مرکب ہو اور مبنی الاصل کے ساتھ مشابہ نہ ہو، اسے اسم متمکن بھی کہتے ہیں جیسے: ضُرِبَ زَيْدٌ میں زَيْدٌ معرب ہے، ترکیب کے بغیر زَيْدٌ معرب نہیں ہوگا۔

اسم مبنی:

وہ اسم ہے جو غیر کے ساتھ مرکب نہ ہو یا مبنی الاصل کے مشابہ ہو۔ پہلی صورت میں یہ اسم بالفعل اور بالقوۃ معرب ہوتا ہے۔

اسم معرب کا حکم:

معرب کا حکم یہ ہے کہ عامل کے بدلنے سے اس کا آخر لفظاً یا تقدیراً بدل جاتا ہے۔ وہ لفظی تبدیلی ہو جیسے: جَاءَنِیْ زَیْدٌ، رَأَیْتُ زَیْدًا، مَرَرْتُ بِزَیْدٍ، یا تقدیری تبدیلی ہو جیسے: جَاءَنِیْ مُوْسٰی، رَأَیْتُ مُوْسٰی، مَرَرْتُ بِمُوْسٰی۔

سوال نمبر 2: (الف) عدل کا لغوی و اصطلاحی معنیٰ لکھیں اور بتائیں کہ عدل تحقیقی اور تقدیری سے کیا مراد ہے؟

جواب: (الف) عدل کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ

ایک لفظ کا دوسرے لفظ کی طرف اس خروج کرنا کہ مادہ و معنی برقرار رہے اور دوسرا صیغہ خلاف قیاس ہو۔
عدل کی دو اقسام ہیں:

عدل تحقیقی:

عدل تحقیقی یہ ہے کہ اس کے بدلنے پر غیر منصرف ہونے کے علاوہ کوئی دوسری دلیل بھی موجود ہو جیسے: ثُلٰثُ کے معنی ہیں تین تین۔ معنیٰ کا تکرار لفظ کے تکرار کو چاہتا ہے' اس سے معلوم ہوا کہ یہ اصل میں ثَلَاثَۃٌ ثَلَاثَۃٌ تھا، کیونکہ معنی کی زیادتی لفظ کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے۔

عدل تقدیری:

عدل تقدیری یہ ہے کہ اس کے بدلنے پر غیر منصرف ہونے کے علاوہ کوئی دلیل نہ ہو مثلاً عُمَرُ کو غیر منصرف پڑھا جاتا ہے اور اس میں علم ہونے کے علاوہ بظاہر کوئی دوسرا سبب نہیں' حالانکہ غیر منصرف میں دو سبب ہوتے ہیں۔ لہٰذا یہاں دوسرا سبب عدل تقدیری ہے کہ اصل میں یہ عَامِرٌ تھا۔

(ب) فاعل کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ فاعل کو مفعول پر کب مقدم کیا جاتا ہے اور کب مؤخر؟ ھدایۃ النحو کی روشنی میں جواب دیں۔

جواب: (ب) فاعل:

وہ اسم ہے جس سے پہلے فعل یا شبہ فعل ہو اور وہ مسند ہو اس کی طرف اس طرح کہ اس کے ساتھ قائم ہو

اس پر واقع نہ ہو مثلاً قَامَ زَیْدٌ، ضَارِبٌ زَیْدٌ عَمْرًوا۔ ہر فعل کے لیے فاعل مرفوع کا ہونا ضروری ہے، وہ فاعل دو طرح کا ہو سکتا ہے: فاعل مظہر، فاعل مضمر۔

فاعل کو مفعول پر مقدم اور مؤخر کرنا:

اگر فاعل اور مفعول دونوں اسم مقصورہ ہوں اور التباس کا خوف ہو تو فاعل کا مقدم کرنا واجب ہے جیسے: ضَرَبَ مُوْسٰی عِیْسٰی۔ اگر فاعلیت یا مفعولیت پر کوئی قرینہ پایا جاتا ہو اور التباس کا خوف نہ ہو تو مفعول کو فاعل پر مقدم کرنا جائز ہے، جیسے: اَکَلَ الْکُمَّثْرٰی یحییٰ

سوال نمبر 3: (الف) اسماء منصوبہ کتنے اور کون کون سے ہیں؟ نیز ان میں سے صرف دو کی تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟

جواب: (الف) اسماء منصوبہ کتنے اور کون سے:

اسمائے منصوبات بارہ ہیں:

1-مفعول مطلق	2-مفعول بہ	3-مفعول فیہ (ظرف)
4-مفعول لہ	5-مفعول معہٗ	6-حال
7-تمیز	8-مستثنیٰ	9-کان وغیرہ کی خبر
10-لائے نفی جنس کا اسم	11-ان وغیرہ کا اسم	

12-مَا وَلَا مشبھتین بِلَیْسَ کی خبر

مفعول مطلق

وہ مفعول ہے جو اپنے ماقبل فعل کا ہم معنیٰ ہوتا ہے جیسے: ضَرَبْتُ ضَرْبًا۔

مفعول بہ

وہ مفعول ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہوتا ہے جیسے: ضَرَبْتُ زَیْدًا۔

(ب) درج ذیل اصطلاحات میں سے کسی تین کی تعریف کریں اور مثال بھی دیں؟

(i) منصرف، (ii) فاعل، (iii) منادیٰ، (iv) مفعول معہ، (v) صفت

جواب: (i) منصرف:

منصرف وہ اسم معرب ہے جس میں نو اسباب منع صرف میں سے کوئی سبب نہ پایا جائے جیسے: زَیْدٌ۔

(ii) فاعل:
ہر وہ اسم ہے جس سے پہلے فعل یا شبہ فعل ہو اور وہ اس کی طرف اس طرح مسند ہو کہ اس کے ساتھ قائم ہو اس پر واقع نہ ہو جیسے: قَامَ زَیْدٌ۔

(iii) منادیٰ:
منادیٰ وہ اسم ہے جسے حرف ندا کے ساتھ پکارا جائے، حروف نداء پانچ ہیں: یَـا، اَیَـا، ھَیَا، اَیْ، ہمزہ مفتوحہ۔

(iv) مفعول معہٗ:
وہ مفعول ہے جو واؤ بمعنیٰ مع کے بعد واقع ہو اور اس کا عامل فعل ہوتا ہے جیسے: جِئْتُ اَنَا وَ زَیْدًا۔

(v) صفت:
وہ تابع ہے جو اپنے متبوع یا متبوع کے متعلق میں پائے جانے والے معنی پر دلالت کرے جیسے: جَـاءَ نِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ۔

﴿حصہ دوم: شرح مائۃ عامل﴾

سوال نمبر 4: حرف "باء" کون سے حروف میں سے ہے؟ کیا عمل کرتا ہے اور کتنے معانی میں استعمال ہوتا ہے؟

جواب: حرف باء حروف جارہ میں سے ایک ہے جن کی تعداد سترہ (۱۷) ہے۔

حروف جارہ اسم کو جر دیتے ہیں۔

حرف باء نو معانی کے لیے آتا ہے:

۱- الصاق: ایک چیز کو دوسری چیز سے ملانا، الصاق کہلاتا ہے جیسے: بِہٖ دَاءٌ

۲- استعانت: مدد حاصل کرنا جیسے: کَتَبْتُ بِالْقَلَمِ (میں نے قلم سے لکھا)

۳- تعلیل: علت یا سبب بننا جیسے: اِنَّکُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَکُمْ بِاتِّخَاذِکُمُ الْعِجْلَ

۴- مصاحبت: ساتھی بننا: اِشْتَرَیْتُ الْفَرَسَ بِسَرْجِہٖ

۵- تعدیہ: فعل لازم کو متعدی کرنا جیسے: ذَھَبَ اللّٰہُ بِنُوْرِہِمْ

سوال نمبر 5: حروف مشبہ بالفعل کیا عمل کرتے ہیں؟ نیز "لٰکن" کس معنی کے لیے آتا ہے؟ مثال دے کر واضح کریں۔

جواب: حروف مشبہ بالفعل کا عمل:

حروف مشبہ بالفعل مبتداء کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں مثلاً اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ۔

مبتداء کو اِنَّ وغیرہ حروف کا اسم اور خبر کو ان کی خبر کہا جاتا ہے۔

لٰکِنَّ کا معنیٰ:

لٰکِنَّ استدراک کے لیے آتا ہے یعنی پہلے کلام سے جو وہم پیدا ہوتا ہے اسے دور کرنے کے لیے آتا ہے، یہی وجہ ہے کہ لٰکِنَّ ایسے دو جملوں کے درمیان آتا ہے جن کا مفہوم ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔

سوال نمبر 6: درج ذیل جملوں میں سے کوئی سے تین جملوں کی ترکیب نحوی تحریر کریں؟

(i) سَقَی اللّٰہُ ثَرَاہُ، (ii) کَتَبْتُ بِالْقَلَمِ، (iii) کَاَنَّ زَیْدًا اَسَدٌ، (iv) مَا زَیْدٌ قَائِمًا، (v) سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَۃِ اِلَی الْکُوْفَۃِ

جواب: جملوں کی ترکیب نحوی: (i) سقی اللّٰہ ثراہ:

سَقٰی صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف، لفظ اَللّٰہ اسم مفرد منصرف صحیح سہ اعراب لفظی مرفوع لفظاً فاعل (ثَـرَا) اسم مقصور سہ اعراب تقدیری منصوب تقریراً مضاف (ہٗ) ضمیر مضاف الیہ۔ مضاف با مضاف الیہ مفعول بہ ہوا۔ سَقٰی فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(ii) کَتَبْتُ بِالْقَلَمِ:

کَتَبْتُ: صیغہ واحد متکلم فعل ماضی معروف ثلاثی مجرد صحیح از باب نَصَرَ یَنْصُرُ ھُوَ ضمیر مرفوع متصل فاعلش۔ با حرف جارہ مبنی علی الکسر مبنیات اصلیہ سے برائے استعانت اَلْقَلَمِ مفرد منصرف صحیح ثلاثی مجرد، مجرور لفظاً، مجرور با جار متعلق ہوا ظرف لغو کَتَبْتُ کے کَتَبْتُ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(iii) کَاَنَّ زَیْدًا اَسَدٌ:

کَاَنَّ حرف شبہ بالفعل زَیْدًا اسم اَسَدٌ خبر، کَاَنَّ اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(iv) مَا زَیْدٌ قَائِمًا:

مَا مشابہ لَیْسَ رافع اسم و ناصب خبر زَیْدٌ اسم مفرد منصرف صحیح مرفوع لفظاً اسم قَـائِمًا منصوب لفظاً خبر۔ مَا اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(v) سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَۃِ اِلَی الْکُوْفَۃِ:

سِرْتُ فعل، تاء ضمیر فاعل، مِنَ حرف جار اَلْبَصْرَۃِ مجرور، جار با مجرور ظرف لغو اول، اِلٰی حرف جار، اَلْکُوْفَۃِ مجرور، جار با مجرور اور فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

☆☆☆☆☆☆

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)
سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۳۹ھ/2018ء

پانچواں پرچہ: عربی ادب و منطق

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: 100

نوٹ: حصہ اول کے دونوں سوال اور حصہ دوم سے کوئی دو سوال حل کریں۔

﴿حصہ اوّل: عربی ادب﴾

سوال نمبر 1: (الف) درج ذیل میں سے کسی ایک جزء کا ترجمہ کریں؟ ۱۳

(i) ولما وصل الى الآستانة فی تركيا العثمانية استقبله الصدر الاعظم استقبالا حارا واكرمه ثم عينته عضوا فی مجلس المعارف ولم يعجب اقامته الكثيرين من الزعماء ورجال الدين فأخذوا يدسون ويختلفون الاقاويل الباطلة عليه ۔

(ii) واما (الملا نصير الدين) فقد ذهب الى دكان وسأل التاجر قائلا هل عندك سكر؟ فقال نعم وهل لديك السمن فقال نعم وهل عندك دقيق الحلوة قال نعم فقال له يا احمق لماذا لاتطبخ لنا الحلوة لكی تكون من عباد الله الشاكرين ۔

(ب) درج ذیل میں سے کوئی سے تین اشعار کا ترجمہ تحریر کریں؟ ۴×۳=۱۲

بلادی سلمت و روحی الفدا وصوتی لصوتك رجع الصدى
فلا كنت ان لم البِ الندا ولا عشت ان لم اعش سيدا
اذا نادت الحرب أبطالها وزلزلت الارض زلزالها
وان دعت الغاب أشبالها اجبت بلادی انی لها
كن الی الموت علی حب الوطن من يخن اوطانه يوما يخن

سوال نمبر 2: (الف) درج ذیل میں سے تین سوالات کے عربی میں جوابات تحریر کریں؟ ۱۵=۳+۵

(i) فی ای سنة توفی السيد جمال الدين الافغانی؟

(ii) لماذا كتب ابوبكر رضی الله عنه الی خالد بن الوليد الرسالة؟

(iii) هل يدخل الجنة قاطع رحم؟

(iv) هل يحل لمسلم ان يهجر اخاه فوق ثلاثة ايام؟

(v) هل تحبين بلادك؟

(ب) لغات، بلد، لسان، صوت

مذکورہ الفاظ میں سے صرف دو کو عربی جملوں میں استعمال کریں؟ ۱۰=۲×۵

﴿حصہ دوم: منطق﴾

سوال نمبر 3: (الف) تصدیق کی تعریف کریں اور اس کی اقسام مع تعریفات و امثلہ سپرد قلم کریں؟ ۱۵=۵+۱۰

(ب) دلالت کی تعریف کریں اور بتائیں کہ دلالت لفظیہ وضعیہ کی کون کون سی قسمیں ہیں؟ (صرف نام لکھیں) ۱۰=۴+۶

سوال نمبر 4: (الف) منقول کی باعتبار ناقل کے کتنی اور کون کونسی اقسام ہیں؟ مع تعریفات و امثلہ تحریر کریں؟ ۱۵

(ب) خبر و قضیہ اور انشاء کی تعریفات و امثلہ سپرد قلم کریں؟ ۱۰=۵+۵

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے پانچ اصطلاحات کی تعریفات مع امثلہ تحریر کریں؟ ۲۵=۵×۵

(i) حکم، (ii) تقدم ذاتی، (iii) دلالت، (iv) لفظ مفرد، (v) حقیقت، (vi) کلی، (vii) عرض عام، (viii) نوع سافل

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2018ء

پانچواں پرچہ: عربی ادب و منطق

﴿حصہ اول: عربی ادب﴾

سوال نمبر 1: (الف) درج ذیل میں سے ایک جزء کا ترجمہ کریں؟

(i) ولما وصل الى الآستانة فی ترکیا العثمانیة استقبله الصدر الاعظم استقبالا حارا واکرمه ثم عینه عضوا فی مجلس المعارف ولم یعجب اقامته الکثیرین من الزعماء ورجال الدین فاخذوا یدسون ویختلقون الاقاویل الباطلة علیه۔

ترجمہ: (الف) اور جب آپ (افغانی) ترکی میں آستانہ عالیہ پر پہنچے، صدر اعظم نے آپ کا گرم جوشی سے استقبال کیا اور آپ کا احترام کیا۔ پھر اس نے آپ کو تعلیمی بورڈ کا ممبر بنا دیا اور آپ کا قیام بہت سے قائدین اور مذہبی لوگوں نے پسند نہ کیا۔ پس وہ سازش کرنے لگے اور آپ پر جھوٹی باتیں تھوپنے لگے۔

(ii) واما (الملا نصیر الدین) فقد ذهب الی دکان وسأل التاجر قائلا هل عندك سکر؟ فقال نعم وهل لدیك السمن فقال نعم وهل عندك دقیق الحلوة قال نعم فقال له یا احمق لماذا لاتطبخ لنا الحلوة لکی تکون من عباد الله الشاکرین۔

ترجمہ: (ب) اور ملا نصیر الدین ایک دکان پر گیا۔ اور یہ کہتے ہوئے تاجر (دکاندار) سے پوچھا: کیا تیرے پاس چینی ہے؟ تو اس نے کہا: جی ہاں! کیا تیرے پاس گھی ہے؟ تو اس نے کہا: جی ہاں اور پھر بولا: کیا تیرے پاس حلوے والا آٹا ہے؟ اس نے کہا: ہاں، پھر اس نے اسے کہا: اے احمق! تو ہمارے لیے حلوہ کیوں نہیں پکاتا تاکہ تو اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندوں میں سے ہو جائے۔

(ب) درج ذیل اشعار کا ترجمہ تحریر کریں؟

بلادی سلمت و روحی الفدا — وصوتی لصوتك رجع الصدی
فلا کنت ان لم البّ الندا — ولا عشت ان لم اعش سیدا
اذا نادت الحرب أبطالها — وزلزلت الارض زلزالها
وان دعت الغاب أشبالها — اجبت بلادی انی لها
کن الی الموت علی حب الوطن — من یخن اوطانه یوما یخن

جواب:

بـلادی سـلـمـت و روحـی الـفـدا وصـوتـی لـصـوتك رجع الـصدی

ترجمہ: اے میرے وطن تو سلامت رہے، تجھ پر میری جان قربان ہو اور میری آواز تیری آواز کی بازگشت ہو۔

فـلا کـنـت ان لـم الـب الـنـدا ولا عشـت ان لـم اعـش سیـدا

ترجمہ: اگر میں تیری آواز پر لبیک نہ کہوں تو میں زندہ ہی نہ رہوں اگر چہ میں سردار بن کر زندہ رہوں۔

اذا نـادت الـحـرب أبـطـالهـا وزلــزلـت الارض زلـزالهـا

ترجمہ: جب جنگ اپنے بہادر شیروں کو بلائے گی اور اس کی زمین (یعنی دشمن) کی زمین پر بھونچال کی طرح ہلا دی جائے گی۔

وان دعـت الـغـاب أشـبـالهـا اجـبـت بـلادی انـی لهـا

ترجمہ: اور جب جنگل یعنی میرا وطن اپنے شیروں کو بلائے گا تو میں جواب دوں گا کہ اے میرے وطن میں ان کے شیروں کے لیے کافی ہوں۔

کـن الـی الـمـوت علی حب الوطن مـن یـخـن اوطـانـه یـومـا یـخـن

ترجمہ: اے بہادر انسان تو وطن کی محبت پر مرتے دم تک قائم رہنا، جو شخص بھی اپنے وطن سے خیانت کرتا ہے ایک دن اس سے بھی خیانت کی جاتی ہے۔

سوال نمبر 2: (الف) درج ذیل سوالات کے عربی میں جوابات تحریر کریں؟

(i) فی ای سنة توفی السید جمال الدین الافغانی؟

(ii) لماذا کتب ابوبکر رضی اللہ عنہ الی خالد بن الولید الرسالة؟

(iii) هل یدخل الجنة قاطع رحم؟

(iv) هل یحل لمسلم ان یهجر اخاه فوق ثلاثة ایام؟

(v) هل تحبین بلادك؟

جواب: (i) فی ای سنة توفی السید جمال الدین الافغانی؟

توفی السید جمال الدین الأفغانی فی سنة ۱۸۹۷م۔

(ii) لماذا کتب ابوبکر رضی اللہ عنہ الی خالد بن الولید الرسالة؟

امر ابوبکر فی هذه الرسالة خالدًا بالمسیر الی العراق۔

(iii) هل یدخل الجنة قاطع رحم؟

لا، لایدخل الجنة قاطع رحم۔

(iv)هل يحل لمسلم ان يهجر اخاه فوق ثلاثة ايام؟

لا، لايحل له ابدًا .

(v)هل تحبين بلادك؟

نعم، انا احب بلادى .

(ب)لغات، بلد، لسان، صوت

مذکورہ الفاظ کو عربی جملوں میں استعمال کریں۔

جواب:لغات: محمد شير أحمد تعلم العديد من اللغات .

بلد: ولد رسول الله صلى الله عليه وسلم فى بلد مكه مكرمة .

لسان: انا تعلمت اللسان العربية .

صوت: كان الصوت شديدًا .

﴿حصہ دوم: منطق﴾

سوال نمبر3: (الف) تصدیق کی تعریف کریں اور اس کی اقسام مع تعریفات وامثلہ سپرد قلم کریں؟

جواب: تصدیق: وہ علم ہے جو حکم کے ساتھ ہو جیسے: زَیْدٌ کَاتِبٌ۔

اقسام: تصدیق کی دو اقسام ہیں:

تصدیق ضروری وبدیہی: وہ تصدیق ہے، جو نظر وفکر کے بغیر حاصل ہو جیسے: اَلنَّارُ حَارَّةٌ وَالْمَاءُ بَارِدٌ۔

تصدیق نظری وکسبی: وہ تصدیق ہے جو نظر وفکر کے ساتھ حاصل ہو جیسے: اَلْعَالَمُ حَادِثٌ وَالصَّانِعُ مَوْجُوْدٌ۔

(ب) دلالت کی تعریف کریں اور بتائیں کہ دلالت لفظیہ وضعیہ کی کون کون سی قسمیں ہیں؟ صرف نام لکھیں؟

جواب: دلالت کا لغوی معنیٰ ہے راہ دکھانا اور اصطلاحی معنی ہے ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ اس طرح خاص ہونا کہ جب پہلی چیز کا علم آئے تو دوسری کا بھی ساتھ ہی علم آ جائے۔ پہلی چیز کو دال اور دوسری کو مدلول کہتے ہیں۔

دلالت لفظیہ وضعیہ کے نام:

(۱) دلالت مطابقی (۲) دلالت تضمنی (۳) دلالت التزامی

سوال نمبر4: (الف) منقول کی باعتبار ناقل کے کتنی اور کون کونسی اقسام ہیں؟ مع تعریفات وامثلہ تحریر

کریں؟

جواب: منقول کی باعتبار ناقل تین اقسام ہیں:

عرفی، شرعی اور اصطلاحی

عرفی:

وہ لفظ منقول ہے جس کے ناقل عرف عام والے ہوں جیسے: لفظ دَابَّۃٌ کہ اس کی وضع تو ہوئی تھی کُلُّ مَا یَدُبُّ عَلَی الْاَرْضِ کے لیے لیکن بعد میں عرف عام والوں نے اس کو نقل کر دیا چار پاؤں کی طرف۔

شرعی:

وہ لفظ منقول ہے جس کے ناقل اہل شرع ہوں جیسے: لفظ صَلٰوۃٌ کہ اس کی وضع تو ہوئی تھی ''دعا'' کے لیے بعد میں اس کا استعمال ہونے لگا مخصوص عبادت یعنی نماز کے لیے۔

اصطلاحی:

وہ لفظ منقول ہے جس کے ناقل عرف خاص والے ہوں جیسے: لفظ اسم اس کی وضع تو ہوئی تھی بلندی یا علامت کے معنیٰ کے لیے لیکن نحویوں نے اس کو نقل کر دیا ایسے کلمہ کی طرف جو مستقل معنیٰ پر دلالت کرتا ہو اور تین زمانوں میں سے کسی ایک کے ساتھ مقترن نہ ہو۔ جیسے: زَیْدٌ

(ب) خبر وقضیہ اور انشاء کی تعریفات و امثلہ سپرد قلم کریں؟

خبر وقضیہ:

ما یحتمل الصدق و الکذب

وہ مرکب تام ہے جو صدق وکذب کا احتمال رکھتا ہو جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ۔

انشاء:

ما لا یحتمل الصدق و الکذب

وہ مرکب تام ہے جو صدق وکذب کا احتمال نہ رکھتا ہو جیسے: اِضْرِبْ۔

سوال نمبر 5: درج ذیل اصطلاحات کی تعریفات مع امثلہ تحریر کریں؟

(i) حکم، (ii) تقدم ذاتی، (iii) دلالت، (iv) لفظ مفرد، (v) حقیقت، (vi) کلی، (vii) عرض عام، (viii) نوع سافل

(i) حکم:

ایک چیز کی نسبت دوسری چیز کی طرف کرنا بطور ایجاب یا بطور سلب جیسے: زَیْدٌ قَـائِمٌ وَ زَیْدٌ لَیْسَ بِقَائِمٍ۔

(ii) تقدم ذاتی:

یعنی مؤخر، مقدم کا محتاج ہو اور مقدم مؤخر کے لیے علت تامہ ہو جیسے: طلوع شمس کا تقدم وجود نہار پر ہے۔

(iii) دلالت:

دلالت کا معنیٰ راہ دکھانا یعنی ایک چیز کا دوسری چیز کے ساتھ اس طرح خاص ہونا جب پہلی چیز کا علم آئے اس کے ساتھ دوسری چیز کا بھی علم حاصل ہو جائے۔ پہلی چیز کو دال اور دوسری کو مدلول کہا جاتا ہے۔

(iv) لفظ مفرد:

وہ لفظ ہے، جس کی جزء سے معنی مرادی کی جزء پر دلالت کرانا مقصود نہ ہو۔

(v) حقیقت:

وہ لفظ مفرد ہے، جو اپنے معنیٰ موضوع لہٗ میں استعمال ہوتا ہو جیسے: اَسَدٌ (حیوان مفترس)

(vi) کلی:

وہ مفہوم جس کا نفسِ تصور شرکت کثیرین سے مانع نہ ہو جیسے: انسان۔

(vii) عرض عام:

وہ کلی ہے جو ایک حقیقت کے افراد پر اور اس کے غیر کے افراد پر بھی صادق عرضی کے طور پر صادق آئے، جیسے: ماشی انسان کے لیے۔

(viii) نوع سافل:

وہ نوع ہے جس کے اوپر تو کوئی نوع موجود ہو لیکن نیچے کوئی نوع موجود نہ ہو جیسے: اِنْسَانٌ ۔ اس کو نوع الانواع بھی کہتے ہیں۔

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)
سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۳۹ھ/2018ء

چھٹا پرچہ: سیرت و تاریخ

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: 100

نوٹ: دونوں حصوں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

﴿حصہ اوّل: سیرت﴾

سوال نمبر 1: (الف) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ولادت کے وقت ظاہر ہونے والے خوارق بیان کریں؟ ۱۵

(ب) حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی وفات کا واقعہ سپرد قلم کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 2: (الف) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نکاح کا واقعہ تحریر کریں؟ ۱۵

(ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ابتداء وحی کی تفصیل قلمبند کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 3: (الف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی الاعلان تبلیغ کب شروع فرمائی؟ تفصیلاً جواب تحریر کریں؟ ۱۵

(ب) ہجرت کے دوسرے سال میں رونما ہونے والا کوئی ایک واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان کریں؟ ۱۵

﴿حصہ دوم: تاریخ﴾

سوال نمبر 4: (الف) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بچپن میں بت شکنی کا واقعہ تحریر کریں؟ ۱۰

(ب) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی محبت کا کوئی ایک واقعہ بیان کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 5: (الف) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہجرت کا واقعہ بیان کریں؟ ۱۰

(ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کوئی ایک کرامت تفصیل کے ساتھ قلمبند کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 6: (الف) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا حلیہ بیان کریں؟ ۱۰

(ب) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شجاعت کا کوئی ایک واقعہ تفصیل کے ساتھ قلمبند کریں؟ ۱۰

☆☆☆☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2018ء

چھٹا پرچہ: سیرت و تاریخ

﴿حصہ اوّل: سیرت﴾

سوال نمبر 1: (الف) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ولادت کے وقت ظاہر ہونے والے خوارق بیان کریں؟

جواب: ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ظاہر ہونے والے معجزات:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت غیب سے عجیب وغریب اور خارق عادت امور ظاہر ہوئے تاکہ آپ کی نبوت کی بنیاد پڑ جائے اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آپ کی ولادت دنیا پر رحمت ہے۔ ان کے نور سے حرم شریف کی زمین اور ٹیلے روشن ہو گئے۔ آپ کے ساتھ ایسا نور نکلا کہ مکہ مشرفہ کے رہنے والوں کو ملک شام کے قیصری محل نظر آ گئے۔ شیاطین پہلے آسمانوں پر چلے جاتے اور کاہنوں کو بعض مغیبات کی خبر دے دیتے تھے اور وہ لوگوں کو کچھ اپنی طرف سے ملا کر بتا دیا کرتے تھے۔ اب آسمانوں میں ان کا آنا جانا بند کر دیا گیا اور آسمانوں کی حفاظت شہاب ثاقب سے کر دی گئی۔ اس طرح وحی وغیر وحی میں غلط ملط ہو جانے کا اندیشہ جاتا رہا۔ شہر مدائن میں محل کسریٰ پھٹ گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے۔ اس میں اشارہ تھا کہ چودہ حکمرانوں کے بعد ملک فارس خادمان اسلام کے قبضہ میں آجائے گا۔ فارس کے آتش کدے ایسے سرد پڑ گئے کہ ہر چند ان میں آگ جلانے کی کوشش کی جاتی تھی مگر نہ جلتی تھی۔

(ب) حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی وفات کا واقعہ سپرد قلم کریں؟

جواب: حضرت آمنہ کی وفات کا واقعہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک چھ سال کی ہوئی تو والدہ صاحبہ آپ کو ساتھ لے کر مدینہ میں آپ کے دادا کے ننہال بنو عدی بن نجار میں ملنے گئیں۔ بعض کہتے ہیں کہ اپنے شوہر کی قبر کی زیارت کے لیے گئی تھیں۔ کنیز اُمّ ایمن بھی ساتھ تھی۔ جب واپس آئیں تو راستے میں مقام ابواء میں انتقال فرما گئیں اور وہیں دفن ہوئیں۔ ہجرت کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر بنو نجار پر ہوا تو اپنے قیام مدینہ کا نقشہ سامنے آگیا اور اپنی قیام گاہ کو دیکھ کر فرمایا: اس گھر میں میری والدہ مکرمہ مجھے لے کر ٹھہری تھیں۔

سوال نمبر 2: (الف) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نکاح کا واقعہ تحریر کریں؟

جواب: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا واقعہ:

اس وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بیوہ تھیں، ان کی دو شادیاں ہو چکی تھیں۔ ان کی پاکدامنی کے سبب لوگ زمانہ جاہلیت میں ان کو طاہرہ کہا کرتے تھے۔ ان کا سلسلہ نسب پانچویں پشت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملتا ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو نکاح کا پیغام بھیجا تو آپ نے اس پیغام کو اپنے چچا ابو طالب کی طرف بھجوایا۔ انہوں نے یہ پیغام قبول کرلیا۔ اس وقت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک چالیس سال اور آپ کی عمر مبارک پچیس سال تھی۔ ابو طالب نے نکاح کا خطبہ پڑھا۔ یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی شادی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن پاک سے ہوئی۔ ایک صاحبزادے جن کا نام ابراہیم تھا' حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن اطہر سے پیدا ہوئے۔

(ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ابتداء وحی کی تفصیل قلمبند کریں؟

جواب: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک چالیس کی ہوئی تو اللہ نے آپ پر نزول وحی کا سلسلہ شروع کیا۔ وحی کی ابتداء رویائے صادقہ سے ہوئی، جو کچھ آپ رات کو خواب میں دیکھتے بعینہ وہی ظہور میں آتا۔ چھ ماہ اسی حالت میں گزر گئے کہ ایک روز آپ حسب معمول غارِ حرا میں مراقب تھے کہ فرشتہ (جبرائیل) آپ کے پاس آیا، اس نے آپ سے کہا: اِقْرَأْ (پڑھو) آپ نے فرمایا: مَا اَنَا بِقَارِئٍ (میں پڑھنے والا نہیں ہوں) حضرت جبرائیل نے پھر ایسے ہی کہا۔ تیسری بار انہوں نے کہا:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۝
الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ۝

"پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ پیدا کیا آدمی کو خون سے، پڑھ تیرا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم سے سکھایا۔ سکھایا آدمی کو وہ جو وہ نہیں جانتا تھا۔"

یہ وحی سن کر آپ گھر تشریف لائے اور سارا واقعہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بیان فرمایا۔ یہ واقعہ سن کر وہ آپ کو اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ اس نے بتایا کہ یہ وہی فرشتہ ہو سکتا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اترا تھا۔

سوال نمبر 3: (الف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی الاعلان تبلیغ کب شروع فرمائی؟ تفصیلاً جواب تحریر کریں؟

جواب: علی الاعلان تبلیغ کے سلسلہ کا آغاز:

خفیہ دعوت کو جب تین سال گزر گئے تو علانیہ تبلیغ کا حکم اس طرح آیا:

پس کھول کر بیان کرو جو تجھے حکم دیا جاتا ہے اور مشرکوں سے کنارہ کرو۔

اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ صفا پر چڑھ کر قبیلہ قریش کے لوگوں کو یوں پکارا، یہاں تک کہ وہ جمع ہو گئے۔ جو خود نہ آ سکتا تھا وہ اپنی طرف سے کسی اور کو بھیجتا تا کہ دیکھے کہ یہ پکار کیسی ہے۔ پس ابولہب اور قریش آ گئے۔ آپ نے فرمایا: بتاؤ اگر میں تم سے کہوں کہ وادی مکہ سے سواروں کا لشکر تم پر تاخت تاراج کرنا چاہتا ہے، تو کیا تمہیں یقین آ جائے گا؟ وہ بولے ہاں، کیونکہ ہم نے آپ کو ہمیشہ سچ ہی بولتے دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: میں تم سے کہتا ہوں کہ اگر تم مجھ پر ایمان نہ لاؤ گے تو تم پر سخت عذاب نازل ہو گا۔ اس پر ابولہب بولا: آپ پر ہمیشہ ہلاکت وزیان ہو۔ اسی موقع پر سورۃ لہب نازل ہوئی، جس میں فرمایا گیا: ہلاک ہوں دونوں ہاتھ ابولہب کے اور ہلاک ہو وہ۔ کام نہ آیا اس کا مال جو کچھ کمایا۔ جب آپ نے اپنی نبوت کا دعویٰ کیا تو تمام لوگ آپ کے دشمن بن گئے۔ لوگوں نے حضرت ابوطالب یعنی آپ کے چچا جان کو کہا: اپنے بھتیجے کو روکو ورنہ اسے ہماری دشمنی کا سامنا کرنا پڑے گا؟ ابوطالب نے جب یہ سب کچھ اپنے بھتیجے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا تو آپ نے فرمایا: اگر وہ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں تو تب بھی میں اس کام کو نہیں چھوڑوں گا اور اسی کوشش میں اپنے پروردگار کے حضور پہنچ جاؤں گا۔

(ب) ہجرت کے دوسرے سال میں رونما ہونے والا کوئی ایک واقعہ تفصیل کے ساتھ بیان کریں؟

جواب: ہجرت کے دوسرے سال کا ایک واقعہ:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں کعبہ کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے، ہجرت کے بعد بحکم الٰہی بنا بر حکمت و مصلحت کچھ عرصہ بیت المقدس آپ کا قبلہ مقرر ہوا۔ چنانچہ آپ نے سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔ یہود آپ پر طعن کیا کرتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مخالفت کرتے ہیں مگر قبلہ میں ہمارے تابع ہیں؟ اس پر آپ کی یہ آرزو رہی کہ ملت ابراہیمی کی طرح میرا قبلہ بھی ابراہیمی ہو۔ ایسی کیفیت میں ایک روز آپ نماز ظہر پڑھا رہے تھے اور تیسری رکعت کے رکوع میں تھے کہ وحی الٰہی سے آپ نے حالت نماز ہی میں کعبہ کا رخ کر لیا اور مقتدیوں نے بھی آپ کا اتباع کیا۔ اس مسجد کو جس میں آپ نے نماز ہی میں کعبہ کی طرف رخ کر لیا، اس وجہ سے قبلتین کہتے ہیں، ایک نمازی جو شامل جماعت تھا عصر کے وقت مسجد بنی حارثہ میں گیا، اس نے دیکھا کہ وہاں لوگ نماز عصر بیت المقدس کی طرف پڑھ رہے ہیں، اس نے تحویل قبلہ کی خبر دی، وہ لوگ بھی حالت نماز ہی میں کعبہ رُخ ہو گئے۔

﴿حصہ دوم: تاریخ﴾

سوال نمبر 4: (الف) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بچپن میں بت شکنی کا واقعہ تحریر کریں؟

جواب: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بچپن میں بت شکنی کا واقعہ:

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے والد ماجد زمانہ جاہلیت میں آپ کو بت خانہ میں لے گئے اور بتوں کو دکھا کر کہا: یہ ہمارے خدا ہیں انہیں سجدہ کرو، وہ تو یہ کہہ کر باہر چلے گئے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ قضائے مبرم کی طرح بت کے سامنے آئے اور بتوں کا عجز اور بت پرستوں کی جہالت ظاہر کرنے کے لیے کہا: میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دو؟ وہ کچھ نہ بولا پھر ارشاد فرمایا: انا عار فاکسنی یعنی میں ننگا ہوں مجھے کپڑا پہنا؟ وہ کچھ نہ بولا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک پتھر ہاتھ میں لے کر فرمایا: میں تجھے مارنے لگا ہوں اگر تو خدا ہے تو اپنے آپ کو بچا لے؟ وہ اب بھی نرا بت بنا رہا۔ آخر آپ نے بقوت صدیقی اس کو پتھر مارا تو وہ خدائے گمراہاں منہ کے بل گر پڑا۔ آپ کے والد ماجد آپ کو گھر لے آئے اور آپ کی والدہ صاحبہ کو سارا واقعہ سنایا تو انہوں نے کہا: اسے کچھ مت کہو جس دن یہ پیدا ہوا تھا تو آواز آئی تھی: اے اللہ کی سچی بندی! تجھے خوش خبری ہو اس آزاد بچے کی جس کا نام آسمانوں میں صدیق ہے اور زمین میں جو محمد کا یار و رفیق ہے۔

(ب) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی محبت کا کوئی ایک واقعہ بیان کریں؟

جواب: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا واقعہ:

جب مسلمانوں کی تعداد تقریباً چالیس ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اب اسلام کی تبلیغ کھلم کھلا اور علی الاعلان کی جائے۔ پہلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا لیکن جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بہت اصرار کیا تو آپ نے قبول فرما لیا اور سب لوگوں کو ساتھ لے کر مسجد حرام میں تشریف لے گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ شروع فرمایا اور یہ سب سے پہلا خطبہ ہے، یہ دیکھ کر لوگ آگ بگولا ہو گئے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا اور انہیں زخمی کر دیا، شام تک آپ کو ہوش نہ آیا اور جب ہوش آیا تو سب سے پہلے پوچھا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں؟ لوگ آپ سے کہنے لگے کہ ان کے ساتھ رہنے سے ہی آپ پر مصیبت آئی ہے مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ برابر وہی سوال کرتے رہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں؟ آپ کی والدہ بہت بے قرار تھیں کہ آپ کچھ کھا پی لیں لیکن آپ نے قسم کھالی کہ جب تک رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نہ دیکھ لوں کچھ نہیں کھا سکتا۔ جب رات کا کافی حصہ گزر گیا تو آپ اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے حضرت ارقم رضی اللہ عنہ کے گھر گئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے

ساتھ لپٹ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عاشق صادق کے ساتھ لپٹ کر رونے لگے۔

سوال نمبر 5: (الف) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہجرت کا واقعہ بیان کریں؟

جواب: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ہجرت کا واقعہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہجرت بے مثال ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی شخص نے اعلانیہ ہجرت نہیں کی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہجرت کی نیت سے نکلے تو اپنی تلوار گلے میں لٹکائی، کمان کندھے پر اور ترکش سے تیر نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ پھر بیت اللہ شریف کے پاس حاضر ہوئے جہاں سارے اشراف قریش تھے۔ آپ نے اطمینان سے طواف کیا۔ پھر نہایت اطمینان سے مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی، پھر اشراف قریش کی جماعت کے پاس آکر ایک ایک شخص سے الگ الگ فرمایا: تم لوگوں کے چہرے بدشکل ہو کر بگڑ جائیں اور تمہارا ناس ہو۔ پھر فرمایا: جو شخص اپنی ماں کو بے اولاد، اپنی اولاد کو یتیم اور اپنی بیوی کو بیوہ دیکھنا چاہتا ہے، وہ میرا مقابلہ کرے۔ اس للکار پر کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ وہ آپ سے مقابلہ کرنے کی جرأت کرے، اس طرح آپ نے ہجرت فرمائی۔

(ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کوئی ایک کرامت تفصیل کے ساتھ قلمبند کریں؟

جواب: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ایک کرامت:

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے مصر فتح کیا تو ایک مقرر دن وہاں کے لوگ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہماری کھیتی باڑی کا مدار دریائے نیل پر ہے، دریائے نیل جب خشک ہو جاتا ہے تو ایک پرانے طریقے کے بغیر جاری نہیں ہوتا۔ آپ نے وہ پرانا طریقہ پوچھا تو انہوں نے بتایا: چاند کی گیارہویں تاریخ ہوتی ہے تو ہم ایک کنواری لڑکی کا انتخاب کر کے اس کے والدین کو راضی کر لیتے ہیں، اس کو بہترین کپڑے اور زیور پہنا کر دریائے نیل میں ڈال دیتے ہیں۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: یہ تو زمانہ جاہلیت کی رسم ہے، اسلام تو اس کو ناپسند کرتا ہے اور اسلام ایسی رسموں سے روکنے کے لیے آیا ہے۔ پھر انہوں نے حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے اس سلسلہ میں مشاورت کی، آپ نے اس عمل قبیح کی اجازت نہ دی بلکہ دریائے نیل کے نام ایک رقعہ لکھ دیا اور جب یہ رقعہ دریائے نیل میں ڈالا گیا تو اتنا پانی آیا کہ تا حال خشک نہیں ہوا۔ آج بھی اس دریا کا ایک ایک قطرہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی کرامت کا مظہر ہے۔

سوال نمبر 6: (الف) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا حلیہ بیان کریں؟

جواب:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا قد میانہ اور خوبصورت شخصیت کے مالک تھے۔ رنگ میں سفیدی کے

ساتھ سرخی بھی شامل تھی۔ چہرے پر چیچک کے داغ تھے۔ جسم کی ہڈیاں چوڑی تھیں، کندھے کافی پھیلے ہوئے تھے، پنڈلیاں بھری ہوئی تھیں، ہاتھ لمبے تھے جن پر کافی بال تھے، داڑھی بہت گھنی تھی۔ سر کے بال گھنگھریالے تھے۔ دانت بہت خوبصورت تھے اور سونے کے تار سے بندھے ہوئے تھے اور کنپٹیوں کے بال کانوں کے نیچے تک تھے۔

(ب) حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی شجاعت کا کوئی ایک واقعہ تفصیل کے ساتھ قلمبند کریں؟

جواب: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت کا ایک واقعہ:

جنگ اُحد میں جب مسلمان آگے اور پیچھے سے کفار کے بیچ میں آ گئے جس کے سبب بہت سے لوگ شہید ہوئے تو اس وقت سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم بھی کافروں کے گھیرے میں آ چکے تھے۔ انہوں نے اعلان کیا: اے مسلمانو! تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہید کر دیے گئے ہیں۔ یہ اعلان سن کر مسلمان پریشان ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب کافروں نے مسلمانوں کو آگے پیچھے سے گھیر لیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میری نگاہ سے اوجھل ہو گئے تو پہلے میں نے آپ کو زندوں میں تلاش کیا وہاں نہیں پایا، پھر مردوں میں دیکھا وہاں بھی نہیں پایا، میں نے سوچا کہ ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ سے بھاگ جائیں۔ پھر میں نے سوچا کہ یقیناً اللہ نے فرشتوں کے ذریعے ان کو آسمانوں کی طرف اٹھالیا ہے، اب میں بھی ان کفار میں گھس جاؤں اور ان کو مارتے مارتے شہید ہو جاؤں۔ پھر میں کافروں میں گھس گیا ان کو مارنے لگا، وہ پیچھے ہٹنے لگے اور آخر کار میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا اور بھاگ کر آپ کے پاس چلا گیا۔ کفار حملہ کرنے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی! ان کو روکو، تو میں نے تنہا ان سب کا مقابلہ کیا اور مار بھگایا، ان سب کے بعد ایک اور گروہ نے آپ پر حملہ کر دیا تو میں نے اکیلے ان کو بھی مار بھگایا۔ اس موقع پر حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے میری بہادری کی تحسین فرمائی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ یہ سن کر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: بے شک میں تم دونوں سے ہوں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دُوم برائے طالبات سال ۱۴۴۰ھ/2019ء

پہلا پرچہ: قرآن مجید و اصول تفسیر

وقت: تین گھنٹے　　　　کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: تمام سوالات حل کریں۔

حصہ اوّل: قرآن مجید

سوال نمبر 1: درج ذیل میں سے کوئی سی چھ آیات مبارکہ کا ترجمہ تحریر کریں؟ ۶۰=۱۰×۶

۱- وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ○

۲- وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ○

۳- وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ط ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ○

۴- اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّنِفَاقًا وَّاَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ○

۵- وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ط وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ○

۶- لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ط وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ط اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ○

۷- وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ط اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ○

۸- اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ○

۹- يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ط قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ج اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ○

سوال نمبر2: درج ذیل الفاظ میں سے پانچ الفاظ کے معانی لکھیں؟ ۱۰=۲×۵

کل بنان، تصدیة، ولیجة، یضاهؤن، لاتفتنی، مغرٰت، ریح عاصف، قتر

حصہ دوم: اصول تفسیر

سوال نمبر3: درج ذیل میں سے صرف دو اجزاء کا جواب تحریر کریں؟

۱-قرآن پاک کی ترتیب اور جمع ہونے کے بارے میں (کتابی شکل تک) مکمل وضاحت کریں؟ ۱۵

۲-مقدمہ تفسیر نعیمی کی روشنی میں قرآن پاک کے فضائل وفوائد پر ایک مدلل نوٹ قلمبند کریں؟ ۱۵

۳-قرآن کریم کی تلاوت کے آداب تحریر کریں نیز تفسیر کا معنی لکھیں؟ ۱۵=۵+۱۰

☆☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (برائے طالبات) سال دوم 2019ء

پہلا پرچہ: قرآن مجید واصول تفسیر

حصہ اوّل: قرآن مجید

سوال نمبر1: درج ذیل آیات مبارکہ کا ترجمہ تحریر کریں؟

۱-وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ هٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ○

۲-وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَّرِئَآءَ النَّاسِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ○

۳-وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ط ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُوْنَ○

۴-اَلْاَعْرَابُ اَشَدُّ كُفْرًا وَّ نِفَاقًا وَّ اَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوْا حُدُوْدَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ط وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ○

۵-وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ط وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ○

۶-لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ط وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ط اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ○

۷-وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ○

۸-اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَّ جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ○

۹-يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُوْنَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُوْرَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۭ قُلِ اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ○

جواب: آیات مبارکہ کا ترجمہ:

۱-اور جب انہوں نے کہا: اے اللہ! اگر یہ تیری طرف سے حق ہے، پس تو ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش اتار دے اور تو ہمیں دردناک عذاب میں مبتلا کر دے۔

۲-اور تم ان لوگوں کی مثل نہ ہو جاؤ جو نکلے اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے، لوگوں کو دکھانے کے لیے، اللہ کی راہ سے روکنے کے لیے اور ان کے سب کام اللہ کے قابو میں ہیں۔

۳-اے محبوب! اگر مشرک لوگوں میں سے کوئی شخص آپ سے پناہ حاصل کرے تو اسے پناہ دو کہ وہ اللہ کا کلام سنے۔ پھر اس کو امن کی جگہ پہنچا دو، کیونکہ یہ نادان لوگ ہیں۔

۴-گنوار کفر اور نفاق میں زیادہ سخت ہیں اور اس قابل ہیں کہ اللہ نے جو حکم اپنے رسول پر اتارا اس سے جاہل رہیں اور اللہ علم و حکمت والا ہے۔

۵-لوگ محض ایک ہی امت تھے، پھر مختلف ہو گئے۔ اگر تیرے رب کی طرف سے ایک بات پہلے نہ ہو چکی ہوتی تو یہیں ان کے اختلافوں کا ان پر فیصلہ ہو گیا ہوتا۔

۶- بھلائی والوں کے لیے بھلائی اور اس سے بھی زائد۔ اور ان کے منہ پر نہ پڑے گی سیاہی اور نہ خواری، وہی جنتی لوگ ہیں جو ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

۷-اور کیا گمان ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھتے ہیں کہ قیامت میں ان کا کیا حال ہوگا' بے شک اللہ لوگوں پر فضل کرتا ہے مگر اکثر لوگ شکر نہیں کرتے۔

۸-تم کوچ کرو ہلکی جان سے خواہ بھاری دل سے اور اللہ کی راہ میں لڑو اپنے مال اور جان سے- یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم جانو۔

۹-منافق خوفزدہ ہیں کہ ان پر کوئی سورت ایسی اتر آئے جو ان کے دلوں کی چھپی بات جتا دے، آپ فرما دیں کہ تم ہنسے جاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ضرور ظاہر کرنا ہے جس کا تمہیں خوف ہے۔

سوال نمبر 2: درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیں؟

(۱) کل بنان، (۲) تصدیة، (۳) ولیجة، (۴) یضاھؤن، (۵) لاتفتنی، (۶) مغٰرٰت، (۷) ریح عاصف، (۸) قتر

جواب: (۱) ہر جوڑ، (۲) بلانا، (۳) ہم راز، (۴) بتاتے ہیں، (۵) تو مجھے فتنہ میں ہرگز نہ ڈال، (۶) غاریں، (۷) طوفانی ہوا، (۸) تنگدستی۔

حصہ دوم: اصول تفسیر

سوال نمبر 3: درج ذیل اجزاء کا جواب تحریر کریں؟

۱- قرآن پاک کی ترتیب اور جمع ہونے کے بارے میں (کتابی شکل تک) مکمل وضاحت کریں؟

۲- مقدمہ تفسیر نعیمی کی روشنی میں قرآن پاک کے فضائل وفوائد پر ایک مدلل نوٹ قلمبند کریں؟

۳- قرآن کریم کی تلاوت کے آداب تحریر کریں نیز تفسیر کا معنی لکھیں؟

جواب: اجزاء کے جوابات:

(۱) قرآن مجید کی ترتیب وجمع کی وضاحت:

یہ ایک حقیقت ہے کہ قرآن کریم لوح محفوظ پر لکھا ہوا تھا، اس سلسلہ میں اعلان قرآن ہے: قراٰن مجید فی لوح محفوظ، پھر وہاں سے آسمان اول پر لایا گیا، وہاں سے تیئس (۲۳) سال سے بتدریج رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا۔ یہ نزول اس لکھے ہوئے قرآن کی ترتیب کے مطابق نہ تھا، کیونکہ یہ نزول حسب ضرورت تھا یعنی جس آیت کی ضرورت ہوتی وہی نازل ہوتی، مثلاً اگر اول سے شراب کے حرام ہونے کی آیات اتر آتیں تو یقیناً عرب کے نئے مسلمانوں کو دشواری پیش آتی، کیونکہ وہاں عام طور پر شراب نوشی کا بازار گرم رہتا تھا۔ اسی طرح تمام احکام کو سمجھ لیا جائے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر پاک لوح محفوظ پر تھی، اس لیے آپ پر آیت کے نزول کے وقت اس کو ترتیب سے جمع کرا دیتے تھے اس طرح کہ جو حضرات کاتب وحی مقرر تھے۔ یہ آیت فلاں سورت میں فلاں آیت کے بعد رکھو اور یہ ترتیب لوح محفوظ کی ترتیب کے موافق تھی۔ طریقہ اس وقت یہ تھا کہ حضرت زید بن ثابت ودیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس خدمت کو انجام دینے کے لیے مقرر تھے۔ جس وقت جو آیت اترتی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق کھجور کے پتوں اور مختلف چیزوں پر لکھ لیتے تھے، یہ چیزیں لوگوں کے پاس محفوظ رہیں مگر ان حضرات کو زیادہ اعتماد حافظے پر تھا، یعنی عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو پورے قرآن کے حافظ تھے جیسا کہ آج کے حافظ ہیں بلکہ اس سے زیادہ یوں سمجھا جائے کہ قرآن کریم کی ترتیب خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی مگر ایک جگہ کتابی شکل میں جمع نہیں تھا۔ اس کی تین وجوہات ہو سکتی ہیں: (۱) صدہا حفاظ قرآن اس کو

ترتیب دے چکے تھے جو آج تک چلی آرہی ہے۔ نماز میں قرأت فرض ہے اور نماز کے علاوہ بھی صحابہ کرام تلاوت قرآن کا ذوق پورا کرتے تھے۔ اس طرح اس کے ضائع ہونے کا کوئی اندیشہ نہیں تھا۔ (۲) جہاد اور دیگر ضروریات زندگی کی وجہ سے اتنا موقع نہ مل سکا کہ اس کو ایک جگہ جمع کیا جاتا۔ (۳) یہ کہ جب تک پورا قرآن نہ اتر جاتا تو اس کو جمع کرنا ممکن نہ تھا، کیونکہ ہر سورت کی کچھ آیات اتر چکی تھیں جبکہ کچھ اترنے والی تھیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے کچھ روز پہلے نزول قرآن کی تکمیل ہوئی۔ غرضیکہ یہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں قرآن پاک کتابی شکل میں محفوظ نہ ہوسکا، البتہ مرتب ہوگیا تھا۔ اللہ کی شان کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے سال مسیلمہ کذاب نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر دیا، اس کے ساتھیوں کے ساتھ مسلمانوں کو سخت جنگ لڑنا پڑی، اس میں سات سو حفاظ قرآن شہید ہوگئے، تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے گزارش کی اگر اسی طرح حفاظ قرآن اور قراء حضرات شہید ہوتے گئے تو بہت جلد قرآن کریم ضائع ہو جائے گا۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان صحابہ کرام کو جمع کیا جنہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں وحی لکھنے کی خدمات انجام دی تھیں۔ اس کا ذمہ دار حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا کہ تم تمام جگہ سے قرآن پاک کی آیات جمع کر کے کتابی شکل میں کرو۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا: حضور! آپ وہ کام کیوں کرتے ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کیا۔ آپ نے جواب دیا: یہ کام اچھا ہے، اس کے کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۲-مقدمہ تفسیر نعیمی کی روشنی میں قرآن کریم کے فضائل وفوائد:

انسان میں کیا طاقت ہے جو کلام خداوندی کے فضائل اور اس کے فوائد کو پورے طور پر بیان کر سکے، کلام کی عظمت کلام کرنے والے کی عظمت سے ہوتی ہے۔ ایک بات فقیر بے نوا کے منہ سے نکلتی ہے، اس کی طرف کوئی دھیان بھی نہیں دیتا، ایک بات کسی سلطان یا حکیم کے منہ سے نکلتی ہے تو اس کو دنیا میں شائع کیا جاتا ہے۔ اخباروں اور رسالوں میں اس کی اشاعت ہوتی ہے۔ غرضیکہ کلام کی عظمت کا پتہ کلام والے کی عظمت سے لگتا ہے۔ اس قاعدہ کی بنا پر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم ایسا معظم کلام ہے کہ اس کی مثل کوئی کلام نہیں ہوسکتا، کیونکہ یہ خالق کا کلام ہے اور بے مثل ہے۔ یہ مثل مشہور ہے: **كلام الملك ملك الكلام** یعنی بادشاہ کا کلام، کلاموں کا بادشاہ ہے۔ آج لوگوں نے اپنی بے علمی کی وجہ سے قرآن کریم کے فیوض و برکات کو محدود سمجھ رکھا ہے، بعض لوگوں نے تو اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ قرآن کریم فقط اس لیے آیا ہے کہ بیماری کے وقت بیمار پر پڑھ کر دم کرلو اور گھر میں برکت کے واسطے رکھ لو، جب کوئی مرنے لگے تو سورہ یٰسین شریف پڑھ کر دم کرلو اور بعد موت اس کو پڑھ کر ایصال ثواب کرلو۔

قرآن کریم کے فوائد کا احاطہ کسی کی زبان، کسی کا قلم، کسی کا دل اور دماغ ہرگز ہرگز نہیں کر سکتا، بلکہ یوں سمجھنا چاہیے کہ یہ عالم کی تمام روحانی، جسمانی، ظاہری اور باطنی ضرورتوں کو پورا فرمانے والا ہے۔ اگر ہم حدیث وفقہ کی روشنی میں قرآن کریم کے صحیح معنوں میں عامل بن جائیں تو ہم کو کبھی بھی کسی حاجت میں کسی قسم کی امداد نہ لینی پڑے۔ ہم اس کی دو طرح گفتگو کرتے ہیں: ایک عقلی، نقلی مسلمانوں کے لیے نقلی دلائل کے ہوتے ہوئے عقلی کی کوئی ضرورت نہیں، لیکن زمانہ موجودہ میں روشنی کے دلدادوں کا اعتماد اپنی لولی لنگڑی عقل پر زیادہ ہے یعنی گلاب کی خوشبو کے مقابلہ میں گینڈے کی بدبو سے زیادہ مانوس ہو چکے ہیں۔ اس لیے اولاً ہم ان کی تواضع کے لیے عقلی فوائد بیان کر رہے ہیں: سخی دو قسم کے ہیں ایک وہ جو فقیر کو بلا کر عطا کریں، دوسرے وہ جو فقیر کو گھر آ کر دیں۔ کنواں بلا کر دیتا ہے اور دریا آ کر دیتا ہے۔ سمندر بادل بنا کر عالم پر پانی دیتا ہے۔ کعبہ معظمہ بھی سخی ہے اور قرآن کریم بھی مگر فرق یہ ہے کہ کعبہ معظمہ کے پاس بھکاری جائیں اور جا کر فیض حاصل کریں جبکہ قرآن کریم کی شان یہ ہے کہ مشرق ومغرب میں گھر گھر پہنچا اور اپنا فیض جا کر دیا اور لوگ کہ بالکل ان پڑھ تھے، ان کے لیے علماء مثل بادل بنا بنا کر اپنی رحمتوں کی بارش برسا دی۔

۳- تلاوت قرآن کریم کے آداب:

تلاوت قرآن کرنے والا اطمینان کے ساتھ تلاوت کرتا ہوا جنت میں بڑھتا جائے گا' جہاں اس کی تلاوت ختم ہو گی وہاں تک سب ملک اس کو دیا جائے گا۔ عربی کے مضامین پر غور کریں، رحمت کی آیات آئیں تو اظہار مسرت کریں، رحمت خداوندی کا سوال کریں، عذاب وسزا کی آیت آئے تو ڈرنے کی کیفیت پیدا کریں، نیز پناہ مانگنے کی کوشش کریں۔ تلاوت قرآن کے وقت خشوع وخضوع سے دل حاضر رہے، دل پر رقت طاری ہو جائے، آنکھوں میں آنسو آ جائیں۔ اگر معانی ومفاہیم سمجھ نہ آتے ہوں تو تب بھی باقاعدگی کے ساتھ تلاوت قرآن کا سلسلہ جاری رکھنا چاہیے کہ اس سے لذت حاصل ہو گی اور یہ خیال کرے یہ وہی الفاظ ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تلاوت فرماتے تھے۔ تلاوت قرآن کے وقت باوضو ہونا چاہیے، کیونکہ طہارت کو نصف ایمان قرار دیا گیا ہے، گھر کی بجائے مسجد میں تلاوت کرنا افضل ہے، تلاوت کرتے وقت قبلہ رخ بیٹھا جائے تو نہایت باعث اجر ہے اور خوشبو کا استعمال بھی مسنون ہے۔ تلاوت قرآن کا آغاز تعوذ وتسمیہ سے کیا جائے۔ دوران تلاوت ہر قسم کی بات سے احتراز کیا جائے۔

"تفسیر" کا معنیٰ:

لفظ "تفسیر" فَسَّرَ یُفَسِّرُ سے باب تفعیل کا مصدر ہے، جس کا لغوی معنیٰ کھولنا ہے یعنی گفتگو کرنے والا اپنی بات کو اس انداز سے کرے کہ سامع کو کوئی شک وشبہ باقی نہ رہے۔ اس کا اصطلاحی معنیٰ ہے: کلام خداوندی کی تشریح اس انداز سے کرنا کہ آیت کا مفہوم واضح ہو جائے۔

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۴۰ھ/ 2019ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

وقت: تین گھنٹے　　　　کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے کوئی دو، دو سوالات کے جوابات تحریر کریں؟

حصہ اوّل: حدیث شریف

سوال نمبر 1: عن ابی هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الايمان بضع وسبعون او بضع و ستون شعبة فافضلها قول لا اله الا الله وادناها اماطة الاذى عن الطريق والحياء شعبة من الايمان

(الف) اعراب لگائیں اور ترجمہ تحریر کریں؟ ۲۰=۱۰+۱۰

(ب) احادیث کی روشنی میں حیاء کی اہمیت اور خط کشیدہ لفظ کا صیغہ کے مطابق لغوی معنی لکھیں؟ ۱۵=۵+۱۰

سوال نمبر 2: عن ابی هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال اية المنافق ثلاث اذا حدث كذب واذا وعد اخلف واذا أتمن خان

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ تحریر کریں اور خط کشیدہ الفاظ کے صیغے لکھیں؟ ۲۰=۸+۸+۴

(ب) منافق کی مذکورہ علامات میں سے ہر ایک کی قرآن وحدیث کی روشنی میں مذمتی وضاحت قلمبند کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 3: (الف) کھڑے ہو کر پانی پینا جائز ہے یا نہیں؟ نیز پانی میں پھونک مارنے کا کیا حکم ہے؟ دلیل سے بیان کریں؟ ۱۶=۸×۲

(ب) وعظ ونصیحت کے آداب کے بارے کوئی ایک حدیث بیان کریں؟ ۷

(ج) کیا تمام خواب برابر ہوتے ہیں یا ان میں کوئی فرق ہوتا ہے؟ ریاض الصالحین کی روشنی میں مدلل جواب دیں؟ ۱۲

حصہ دوم: اصول حدیث

سوال نمبر 4: حدیث کی تعریف کر کے حجیت حدیث پر ایک آیت اور ایک حدیث بطور دلیل تحریر کریں؟

۱۵=۱۰+۵

سوال نمبر 5: حدیث کی اقسام میں سے کوئی تین اقسام بیان کر کے ان کی تعریف کریں؟ ۱۵=۵×۳

سوال نمبر 6: مندرجہ ذیل اصطلاحات میں سے کسی تین کی تعریف مع مثال لکھیں؟ ۱۵=۵×۳

سنن، معجم، مستدرک، جامع، امالی

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (برائے طالبات) سال دوم 2019ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

حصہ اوّل: حدیث شریف

سوال نمبر 1: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْاِیْمَانُ بِضَعٌ وَّسَبْعُوْنَ اَوْ بِضَعٌ وَّ سِتُّوْنَ شُعْبَةٌ فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللہُ وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ وَالْحَیَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ

(الف) اعراب لگائیں اور ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) احادیث کی روشنی میں حیاء کی اہمیت اور خط کشیدہ لفظ کا صیغہ کے مطابق لغوی معنی لکھیں؟

جواب: (الف) اعراب وترجمہ:

نوٹ: اعراب اوپر حدیث پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حسب ذیل ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان کے ستر سے کچھ اوپر یا ساٹھ سے کچھ اوپر شعبے ہیں۔ ان میں سے افضل درجہ "لا الٰہ الا اللہ" (اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے) کہنا ہے اور ان میں سے کمترین درجہ تکلیف دہ چیز کو راستہ سے ہٹانا ہے۔

(ب) خط کشیدہ صیغہ کے مطابق احادیث کی روشنی میں "حیاء" کی اہمیت:

لفظ "حیاء" کئی معانی میں آتا ہے مثلاً پردہ کرنا، بری چیزوں سے رکنا۔ انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برائیوں کا تصور بھی کرے، ان ملے جلے خیالات کو "حیاء" کہا جاتا ہے۔

اسلام میں حیاء کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ حیاء کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کفار میں شرم وحیاء نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی جبکہ حیاء مکمل طور پر بھلائی ہوتی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین کو حیاء کی زیادہ تاکید فرمائی جبکہ خود کنواری لڑکی سے زیادہ حیاء کرتے تھے۔ علماء کرام

فرماتے ہیں کہ برائی کے ترک کرنے کا نام "حیاء" ہے اور قیامت کے دن حیاء دار خواتین کا مرتبہ بلند ہوگا۔

سوال نمبر 2: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اٰيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ وَاِذَا اُؤْتُمِنَ خَانَ

(الف) اعراب لگا کر ترجمہ تحریر کریں اور خط کشیدہ الفاظ کے صیغے لکھیں؟

(ب) منافق کی مذکورہ علامات میں سے ہر ایک کی قرآن وحدیث کی روشنی میں مذمتی وضاحت قلمبند کریں؟

جواب: (الف) حدیث پر اعراب وترجمہ:

نوٹ: اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حسب ذیل ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں: (۱) جب بات کرے جھوٹ بکے، (۲) جب وعدہ کرے اس کے خلاف کرے، (۳) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔

خط کشیدہ الفاظ کے صیغے:

۱۔ حَدَّثَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف ثلاثی مزید فیہ صحیح از باب تفعیل کسی سے بات کرنا۔

۲۔ اَخْلَفَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف ثلاثی مزید فیہ صحیح از باب افعال خلاف ورزی کرنا۔

۳۔ اُؤْتُمِنَ: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مثبت معروف ثلاثی مزید فیہ از باب افتعال امانت رکھنا۔

۴۔ خان: صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی ثلاثی مجرد اجوف واوی از باب نَصَرَ یَنْصُرُ امانت میں خیانت کرنا۔

(ب) علامات منافق کی مذمتی وضاحت:

رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ وقت اپنی امت کی بھلائی واصلاح کے لیے کوشاں رہتے تھے، امور خیر کو اختیار کرنے اور امور بد کو ترک کرنے کی تلقین فرماتے تھے۔ اس حدیث میں منافق کی تین علامات بیان کر کے ان سے اجتناب واحتراز کرنے کا درس دیا گیا ہے۔ دوسری احادیث مبارکہ اور آیات قرآنیہ میں بھی کذب بیانی، وعدہ کی خلاف ورزی اور امانت میں خیانت کی مذمت بیان کی گئی ہے۔ جب یہ امور منافق کی علامات ہیں تو مسلمان کو ان سے دور رہنا ضروری ہے۔ ان کی وجہ سے انسان ایک دوسرے کا

مجرم بنتا ہے، باہم فساد کی فضا پیدا ہوتی ہے، اور نفرت پیدا ہوتی ہے۔ لہٰذا ان سے بچنا واجب ہوا۔ ایک روایت میں منافق کی چار علامات بیان کی گئی ہیں اور چوتھی علامت یہ بیان کی گئی ہے کہ جب وہ کسی سے جھگڑتا ہے تو گالی گلوچ پر اتر آتا ہے۔

سوال نمبر 3: (الف) کھڑے ہو کر پانی پینا جائز ہے یا نہیں؟ نیز پانی میں پھونک مارنے کا کیا حکم ہے؟ دلیل سے بیان کریں؟

(ب) وعظ و نصیحت کے آداب کے بارے میں کوئی ایک حدیث بیان کریں؟

(ج) کیا تمام خواب برابر ہوتے ہیں یا ان میں کوئی فرق ہوتا ہے؟ ریاض الصالحین کی روشنی میں مدلل جواب دیں۔

جواب: (الف) کھڑے ہو کر پانی پینے کا حکم:

اسلامی آداب و اخلاق اور تعلیمات کا تقاضا ہے کہ کھڑے ہو کر پانی نوش کرنا منع ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کھڑے ہو کر پانی پیتے ہوئے دیکھا تو آپ نے اسے اس حرکت سے منع کیا۔

پانی میں پھونک مارنے کا حکم:

کسی بھی مشروب میں پھونک مارنا پھر اسے نوش کرنا منع ہے۔

اس پر دلیل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی وغیرہ کے برتن میں پھونک مارنے یا سانس لینے سے منع کیا ہے۔

علاوہ ازیں طبعی و طبی نقطہ نظر سے بھی منع ہے؟ کیونکہ مشروب میں پھونک مارنے سے اس میں منہ کا تھوک شامل ہو جاتا ہے اور تھوک کے ذریعے جراثیم اس میں داخل ہو جاتے ہیں۔ پھر اسے نوش کرنے سے جراثیم پیٹ میں داخل ہو جاتے ہیں' جو انسان کے لیے مرض کا باعث بنتے ہیں۔

(ب) وعظ و نصیحت کے آداب کے حوالے سے حدیث:

حضرت شقیق بن سلمہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کو ایک مرتبہ مجلس وعظ منعقد کرتے تھے اور وعظ کیا کرتے تھے، ایک شخص نے ان سے عرض کیا: اے عبدالرحمٰن! میں چاہتا ہوں کہ آپ ہر روز وعظ کیا کریں؟ انہوں نے جواب میں فرمایا: ہر روز وعظ کرنے سے مجھے یہ چیز مانع ہے کہ میں تمہیں اکتاہٹ میں مبتلا کروں گا، میں تمہارے ساتھ رحم دلی کا معاملہ کرتا ہوں جس طرح ہمارے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم معاملہ کیا کرتے تھے۔

(ج) خوابوں کی کیفیت:

بلاشبہ تمام خواب مساوی نہیں ہوتے بلکہ بعض اچھے ہوتے ہیں اور بعض برے، اس سلسلہ میں دلائل حسب ذیل ہیں:

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی چیز باقی نہیں رہی سوائے مبشرات کے، صحابہ کرام نے عرض کیا: مبشرات سے کیا مراد ہے؟ آپ نے جواب دیا: اچھے خواب۔

(۲) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص پسندیدہ خواب دیکھے تو وہ اپنی دائیں جانب تین بار تھوک دے، تین بار شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے، اور جس پہلو پر یہ لیٹا تھا تو پھر دوسرے پہلو پر لیٹ جائے۔

حصہ دوم: اصول حدیث

سوال نمبر 4: حدیث کی تعریف کر کے حجیت حدیث پر ایک آیت اور ایک حدیث بطور دلیل تحریر کریں؟

جواب: حدیث کی تعریف:

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر کو حدیث کہا جاتا ہے جیسے انما الاعمال بالنیات یعنی اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

حجیۃ حدیث پر ایک آیت اور ایک حدیث:

شرعی احکام کے ثبوت کے لیے قرآن کی طرح حدیث بھی حجت ہے۔ اس سلسلہ میں ایک آیت اور ایک حدیث حسب ذیل ہے:

(۱) قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ (اے محبوب! آپ فرما دیں (اے لوگو!) اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو، تو تم میری پیروی کرو)

(۲) ایک روایت میں ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مختصر مگر جامع خطبہ ارشاد فرمایا تھا، ابو شاہ نامی ایک دیہاتی نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ خطبہ مجھے لکھ دیں؟ آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ اسے خطبہ لکھ دو۔ اس روایت سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے دور میں کتابت و تدوین حدیث کا رواج تھا، یہی وجہ ہے کہ کئی لوگوں کے پاس احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مجموعہ جات موجود تھے۔

سوال نمبر 5: حدیث کی اقسام میں سے کوئی تین اقسام بیان کر کے ان کی تعریف کریں؟

جواب: اقسام حدیث میں سے تین کی تعریف:

حدیث کی مشہور اقسام میں سے تین کی تعریف درج ذیل ہے:

۱- مرفوع: وہ حدیث ہے جس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور تقریرات کا بیان ہو۔

۲- موقوف: وہ حدیث ہے جس میں صحابہ کرام کے اقوال، افعال اور تقریرات کا بیان ہو۔

۳- مقطوع: وہ حدیث ہے جس میں تابعین کے اقوال، افعال اور تقریرات کا بیان ہو۔

سوال نمبر 6: مندرجہ ذیل اصطلاحات کی تعریف مع مثال لکھیں؟

سنن، معجم، مستدرک، جامع، امالی

جواب: اصطلاحات کی تعریف و مثال:

۱- سنن: وہ کتاب حدیث ہے جس میں فقط احکام سے متعلق احادیث ہوں جیسے سنن نسائی، سنن ابی داؤد۔

۲- معجم: جس کتاب میں ترتیب شیوخ سے احادیث لائی جائیں جیسے معجم طبرانی وغیرہ۔

۳- مستدرک: جس کتاب میں مختلف ابواب کے تحت ان احادیث کو جمع کیا جائے جو کسی اور مصنف سے رہ گئی ہوں جیسے مستدرک علی الصحیحین۔

۴- جامع: وہ کتاب حدیث ہے جس میں آٹھ عنوانوں کے تحت احادیث لائی جائیں اور وہ یہ ہیں: (۱) سیر، (۲) آداب، (۳) تفسیر، (۴) عقائد، (۵) فتن، (۶) احکام، (۷) شرائط، (۸) مناقب جیسے صحیح بخاری اور جامع ترمذی۔

۵- امالی: جس کتاب میں شیخ کے املاء کرائے ہوئے فوائد حدیث ہوں جیسے امالی امام محمد۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۴۰ھ/2019ء

تیسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

وقت: تین گھنٹے　　　　کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں میں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

حصہ اوّل: فقہ

سوال نمبر 1: والمعاني الناقضة للوضوء كل ماخرج من السبيلين والدم والقيح والصديد اذا خرج من البدن فتجاوزا الى موضع يلحقه حكم التطهير والقئ اذا كان ملأ الفم

(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور وضو کی کوئی پانچ سنتیں تحریر کریں؟ ۲۰=۱۰+۱۰

(ب) ماءِ دائم میں جب نجاست گر جائے تو اس سے طہارت حاصل کرنے کا کیا حکم ہے؟ قدوری کی روشنی میں دلیل سے بیان کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 2: ويستحب الاسفار بالفجر والابراد بالظهر في الصيف وتقديمها في الشتاء وتاخير العصر مالم تتغير الشمس وتعجيل المغرب وتاخير العشاء الى ماقبل ثلث الليل

(الف) عبارت کا ترجمہ کر کے صلواتِ خمسہ کے اوقات مفصلاً بیان کریں؟ ۲۰=۵+۱۵

(ب) عورت کی امامت کا کیا حکم ہے؟ نیز عورتیں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے مسجد آ سکتی ہیں یا نہیں؟ ۱۰=۵+۵

سوال نمبر 3: اذا احتضر الرجل وجه الى القبلة على شقه الايمن ولقن الشهادتين واذا مات شد لحيته وغمضوا عينيه

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور مردہ کو غسل دینے کا طریقہ لکھیں؟ ۱۵=۵+۱۰

(ب) مرد اور عورت کا کفن سنت اور کفن کفایت بیان کریں؟ ۱۵=۷+۸

حصہ دوم: اصولِ فقہ

سوال نمبر 4: (الف) اصول فقہ کی تعداد بیان کر کے ان کی وجہ حصر تحریر کریں؟ ۱۰=۵+۵

(ب) کتاب اللہ کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ دلائل میں کیا ترتیب ہوتی ہے؟ دلیل بھی دیں۔
۱۰=۵+۵

سوال نمبر 5: (الف) لفظ کی معنی کے اعتبار سے کتنی اور کون کون سی تقسیمات ہوتی ہیں؟ ۱۰
(ب) مشترک اور مؤول کی تعریف مع مثال بیان کریں؟ ۱۰=۵+۵
سوال نمبر 6: (الف) حقیقت مہجورہ اور حقیقت متعذرہ کی تعریف کر کے مثال دیں؟ ۱۰=۵+۵
(ب) ظاہر، نص، مفسر اور محکم کے مقابلات کونسے ہیں؟ نیز کسی ایک مقابل کی تعریف کریں۔
۱۰=۵+۵

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (برائے طالبات) سال دوم 2019ء

تیسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

حصہ اوّل: فقہ

سوال نمبر 1: والمعانی الناقضة للوضوء كل ماخرج من السبيلين والدم والقيح والصديد اذا خرج من البدن فتجاوزا الى موضع يلحقه حكم التطهير والقئ اذا كان ملأ الفم
(الف) مذکورہ عبارت کا ترجمہ کریں اور وضو کی پانچ سنتیں تحریر کریں؟
(ب) ماءِ دائم میں جب نجاست گر جائے تو اس سے طہارت حاصل کرنے کا کیا حکم ہے؟ قدوری کی روشنی میں دلیل سے بیان کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

وضو کو ہر وہ چیز توڑ دیتی ہے جو دونوں راستوں میں سے کسی سے نکلے، خون، پیپ اور زرد پانی جب بدن سے نکل کر ایسی جگہ کی طرف بہہ جائیں جس کو طہارت کا حکم لاحق ہو۔ اور منہ بھر قئی سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

وضو کی پانچ سنتیں:

وضو کی پانچ سنتیں حسب ذیل ہیں:
(۱) آغاز میں بسم اللہ پڑھنا، (۲) مسواک کرنا، (۳) کلی کرنا، (۴) ناک کو تین بار صاف کرنا، (۵)

کانوں کا مسح کرنا۔

(ب) "ماء دائم" میں نجاست گرنے کا حکم:

"ماء دائم" اگر دہ دردہ کی مقدار ہو، تو اس کا حکم ماء جاری کا ہے، اس میں نجاست گرنے سے جب تک اوصاف ثلاثہ (رنگ، بو اور ذائقہ) میں سے کوئی تبدیل نہ ہو، وہ پاک ہوتا ہے اور اس سے وضو کرنا درست ہے۔ اگر اس مقدار سے کم پانی ہو تو اس کا حکم ماء قلیل کا ہے، اس میں نجاست گرنے سے وہ پلید ہو جاتا ہے اور اس سے وضو کرنا درست نہیں ہے۔

اگر ایسا بڑا تالاب ہو جس کی ایک طرف حرکت دینے سے دوسری طرف حرکت نہ کرے، تو اس میں ایک جانب پلیدی گرنے سے وہ پورا نجس نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ نجاست دوسری طرف گری ہے جبکہ جانب مخالف نجس نہیں ہوگی۔

سوال نمبر 2: ویستحب الاسفار بالفجر والابراد بالظهر فی الصیف وتقدیمها فی الشتاء وتاخیر العصر مالم تتغیر الشمس وتعجیل المغرب وتاخیر العشاء الی ماقبل ثلث اللیل

(الف) عبارت کا ترجمہ کر کے صلوات خمسہ کے اوقات مفصلاً بیان کریں؟

(ب) عورت کی امامت کا کیا حکم ہے؟ نیز عورتیں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے مسجد آ سکتی ہیں یا نہیں؟

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ اور صلوات خمسہ کے اوقات کی تفصیل:

جواب حل شدہ پرچہ جات بابت 2014ء میں ملاحظہ کریں۔؟؟؟

(ب) عورتوں کی امامت کا مسئلہ:

عورتیں مردوں کے تابع ہو کر جماعت میں شامل ہو سکتی ہیں مگر الگ سے عورتوں کی جماعت مکروہ ہے۔ اگر عورتیں خود سے اور الگ سے باجماعت نماز پڑھیں تو مکروہ ہے مگر ان کی امامہ مردوں کی طرح آگے نکل کر کھڑی نہیں ہوگی بلکہ دوسری خواتین کے ساتھ صف میں کھڑی ہوگی۔ تاہم وہ چند انگلیاں آگے ہوگی تاکہ امامہ و مقتدیات کا امتیاز ہو سکے۔

عورت کا مسجد میں نماز کے لیے آنے کا مسئلہ:

عصر حاضر میں عورتوں کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنے گھروں میں نماز ادا کریں، کیونکہ ان کا مسجد میں آنا فتنہ سے خالی نہیں ہے۔ تاہم مسجد حرام اور مسجد نبوی کا حکم اس سے مستثنیٰ ہوگا۔ خواہ زمانہ رسالت مآب صلی اللہ

علیہ وسلم میں خواتین مسجد میں باجماعت نماز پڑھتی تھیں مگر ممکنہ متوقع فتنہ سے محفوظ رہنے کے لیے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے خواتین کو مسجد میں آنے سے منع کر دیا تھا۔

سوال نمبر 3: اذا احتضر الرجل وجه الی القبلة علی شقه الایمن ولقن الشهادتین واذا مات شد والحیته وغمضوا عینیه

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں اور مردہ کو غسل دینے کا طریقہ لکھیں؟

(ب) مرد اور عورت کا کفن سنت اور کفن کفایت بیان کریں؟

جواب: (الف) عبارت کا ترجمہ:

اور جب آدمی کی موت کا وقت قریب آجائے تو اس کا چہرہ قبلہ کی طرف اس کے دائیں پہلو پر کر دیا جائے، دونوں شہادتوں کی اسے تلقین کی جائے۔ فوت ہو جانے کے بعد حاضرین اس کے دونوں جبڑوں کو باندھ دیں اور اس کی دونوں آنکھوں کو بند کر دیں۔

مردہ کو غسل دینے کا طریقہ:

غسل دینے کے لیے میت کو تختہ پر لٹایا جائے، اس کے کپڑے اتار لیے جائیں، اس کی شرمگاہ پر کوئی کپڑا ڈال دیا جائے، سب سے پہلے اسے طہارت کرائی جائے مگر کلی نہ کروائیں اور نہ ہی ناک میں پانی ڈالیں، اسے وضو کروایا جائے، اس کے سر اور داڑھی کو صابن سے خوب دھویا جائے، اسے بائیں پہلو پر لٹا کر دائیں پہلو پر خوب پانی بہایا جائے، پھر دائیں پہلو پر لٹا کر بائیں پہلو پر پانی بہایا جائے، پھر سر سے پاؤں تک پانی بہایا جائے، تمام جسم کو تین بار دھویا جائے، اختتام پر میت کو ٹیک لگا کر بٹھانے کی کوشش کی جائے، اس کے پیٹ کو دبایا جائے، اگر کوئی غلاظت برآمد ہو تو اسے دھویا جائے، تمام غسل کا اعادہ ضروری نہیں ہے، پھر خشک کپڑے کے ساتھ اسے صاف کیا جائے، پھر چارپائی پر لٹا کر اسے کفن پہنا دیا جائے اور اعضاء سجدہ پر کافور لگا دی جائے۔

(ب) مرد اور عورت کا سنت کفن:

مرد کا کفن سنت تین کپڑے ہیں:

(۱) لفافہ، (۲) ازار، (۳) کفنی

عورت کا کفن سنت پانچ کپڑے ہیں:

(۱) لفافہ، (۲) ازار، (۳) کفنی، (۴) سینہ بند، (۵) دوپٹہ

کفن کفایت: مرد کے لیے کفن کفایت دو کپڑے ہیں: (۱) لفافہ، (۲) کفنی

عورت کے لیے کفن کفایت تین کپڑے ہیں: (۱) کفنی، (۲) لفافہ، (۳) دوپٹہ۔

﴿حصہ دوم: اصول فقہ﴾

سوال نمبر 4: (الف) اصول فقہ کی تعداد بیان کر کے اس کی وجہ حصر تحریر کریں؟
(ب) کتاب اللہ کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ دلائل میں کیا ترتیب ہوتی ہے؟ دلیل بھی دیں۔

جواب: (الف) اصول فقہ کی تعداد اور ان کی وجہ حصر:

اصول فقہ کی تعریف اور اس کی وجہ حصر: وہ ملکہ ہے جس کے ذریعے سے شرعی احکام معلوم ہوسکیں۔
وجہ حصر: شرعی احکام وحی سے ثابت ہوں گے یا غیر وحی سے، اگر وحی سے ثابت ہوں گے تو وحی متلو ہو گی یا غیر متلو، اگر متلو ہوگی تو قرآن ہوگا، اگر متلو ہوگی تو احادیث ہوں گی۔ اگر وہ غیر وحی سے ثابت ہوں تو اس کی دو صورتیں ہیں یا تو فقہاء متفق ہوں گے، یا متفق نہیں ہوں گے، اگر متفق ہوں گے تو اجماع ہوگا اور اگر متفق نہ ہوں گے، تو قیاس ہوگا۔

(ب) کتاب اللہ کی تعریف:

کتاب اللہ کی تعریف بایں الفاظ کی گئی ہے:

هو اللفظ المنزل على محد صلى الله عليه وسلم المنقول عنه بالتواتر المتعبد بتلاوته ۔ (وہ عظیم الفاظ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارے گئے ہوں اور ہم تک تواتر کے ساتھ پہنچے ہوں اور ان کی تلاوت عبادت کا درجہ رکھتی ہو۔)

دلائل میں ترتیب:

کسی بھی مسئلہ کو اخذ کرتے یا بیان کرتے وقت دلائل میں ترتیب ضروری ہے۔ سب سے پہلے کتاب اللہ (قرآن کریم)، پھر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، پھر اجماع امت اور آخر میں قیاس کو دلیل بنایا جائے گا۔ یعنی مسئلہ کا حل نصوص قرآن وسنت سے مل جائے تو ٹھیک ہے اور اس صورت میں اجتہاد کی ضرورت نہیں ہوگی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا، تو آپ نے ان سے دریافت کیا: اے معاذ! اگر تمہارے پاس کوئی مقدمہ پیش ہوا تو تم اسے کیسے حل کرو گے؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اسے کتاب اللہ سے حل کروں گا، فرمایا: اگر اس کا حل قرآن سے نہ ملا تو کیا کرو گے؟ عرض کیا: میں اسے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حل کروں گا۔ فرمایا: اگر اس کا حل سنت سے بھی نہ ملا تو؟ عرض کیا: اس صورت میں میں اجتہاد کروں گا، یہ جواب سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے اور ان (حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ) کے سینہ پر ہاتھ رکھ کر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

سوال نمبر 5: (الف) لفظ کی معنی کے اعتبار سے کتنی اور کون کون سی تقسیمات ہوتی ہیں؟
(ب) مشترک اور مؤول کی تعریف مع مثال بیان کریں؟

جواب: (الف) لفظ کا معنیٰ اور اس کی اقسام:

لفظ کی دلالت معنی پر چار اعتبار سے ہے: (۱) استدلال بعبارۃ النص (۲) استدلال باشارۃ النص (۳) استدلال بدلالۃ النص (۴) استدلال باقتضاء النص۔

(ب) مشترک اور مؤول کی تعریف و امثلہ:

مشترک کی تعریف: وہ لفظ ہے جو اپنے دو یا زیادہ معانی کے لیے موضوع ہو جن کی حقیقتیں مختلف ہوں جیسے لفظ عَیْنٌ اور جَارِیَۃٌ۔

مؤول کی تعریف: غالب رائے کے ساتھ مشترک کے کسی ایک معنی کو ترجیح دینا مؤول کہلاتا ہے' جیسے فِیْھَا عَیْنٌ جَارِیَۃٌ۔ اب اس جگہ عین سے مراد چشمہ ہے کہ جاریۃ اس پر قرینہ ہے۔

سوال نمبر 6: (الف) حقیقت مہجورہ اور حقیقت متعذرہ کی تعریف کر کے مثال دیں؟
(ب) ظاہر، نص، مفسر اور محکم کے مقابلات کونسے ہیں؟ نیز کسی ایک مقابل کی تعریف کریں۔

جواب: (الف) حقیقت مہجورہ اور متعذرہ کی تعریف و امثلہ:

۱-حقیقت مہجورہ: عرف میں لفظ کا استعمال مجازی معنیٰ میں ہو جیسے کسی کے گھر میں وضع قدم سے مراد دخول ہوتا ہے نہ کہ باہر کھڑے ہو کر محض پاؤں رکھنا ہے، کیونکہ معاشرہ میں یہ معنیٰ متروک ہے۔

۲-متعذرہ: لفظ کا حقیقی معنیٰ دشوار ہو تو مجازی معنیٰ مراد لینے کو متعذرہ کہتے ہیں مثلاً کوئی شخص کہے کہ میں درخت نہیں کھاؤں گا، تو یہاں درخت سے مراد پھل ہے ورنہ درخت یا اس کی چھال بتکلف کھائی جا سکتی ہے۔

(ب) ظاہر کے مقابل خفی، نص کے مقابل مشکل، مفسر کے مقابل مجمل اور محکم کے مقابل متشابہ ہے۔
خفی: جس کا معنیٰ ظاہر ہو لیکن اس کے بعض افراد پر لاگو کرنے میں خفا ہو جو ادنیٰ تامل سے دور ہو جائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۴۰ھ/2019ء

چوتھا پرچہ: نحو

وقت: تین گھنٹے　　　　　　　　کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے دو، دو سوال حل کریں۔

حصہ اوّل: هداية النحو

سوال نمبر 1: (الف) اسم، فعل اور حرف کی تعریف اور ہر ایک کی وجہ تسمیہ بیان کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) معرب کی تعریف اور حکم بیان کریں نیز بتائیں کہ اسم کے اعراب کتنے اور کون کون سے ہیں؟ ۱۰+۵=۱۵

سوال نمبر 2: (الف) اسمائے ستہ مکبرہ کا اعراب لکھیں نیز نحویوں کے مطابق صحیح اور جاری مجری صحیح کی تعریف تحریر کریں؟ ۸+۷+۵=۲۰

(ب) عدل، الف ونون زائدتان اور عجمہ میں سے ہر ایک کی تعریف اور غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے شرائط لکھیں؟ ۳×۵=۱۵

سوال نمبر 3: (الف) مرفوعات کتنے اور کون کون سے ہیں؟ نیز مبتداء اور خبر کی تعریف کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) درج ذیل اصطلاحات میں سے کسی تین کی تعریف کریں اور مثال بھی دیں؟ ۳×۵=۱۵

(i) مفعول مطلق، (ii) ترخیم منادی، (iii) فاعل، (iv) عامل، (v) بدل الاشتمال

حصہ دوم: شرح مائة عامل

سوال نمبر 4: سقى الله ثراه وجعل الجنة مثواه

مذکورہ عبارت کا ترجمہ وترکیب لکھیں؟ ۳+۱۲=۱۵

سوال نمبر 5: لام کتنے اور کون کون سے معانی کے لیے آتا ہے؟ ہر معنی کی مثال دیں نیز کسی ایک مثال کی ترکیب کریں؟ ۵+۵+۵=۱۵

سوال نمبر 6: مصاحبة، تعليل اور تعدية: باء کے مذکورہ معانی میں سے ہر ایک کی مثال اور اس کا ترجمہ تحریر کریں؟

نیز تعدیہ کی مثال دیکر اس کی ترکیب لکھیں؟ (۳×۳)۹+۶=۱۵

درجہ خاصہ (برائے طالبات) سال دوم 2019ء

چوتھا پرچہ: نحو

حصہ اوّل: هداية النحو

سوال نمبر 1: (الف) اسم، فعل اور حرف کی تعریف اور ہر ایک کی وجہ تسمیہ بیان کریں؟

(ب) معرب کی تعریف اور حکم بیان کریں نیز بتائیں کہ اسم کے اعراب کتنے اور کون کون سے ہیں؟

جواب: (الف) اسم، فعل اور حرف کی تعریف:

(۱) اسم: وہ کلمہ ہے اکیلا اپنا معنیٰ بتائے اور اس میں کوئی زمانہ نہ پایا جائے جیسے: زَیْدٌ۔

(۲) فعل: وہ کلمہ ہے جو اکیلا اپنا معنیٰ بتائے اور اس میں تینوں زمانوں (ماضی، حال اور مستقبل) میں سے کوئی زمانہ پایا جائے جیسے ضَرَبَ، یَضْرِبُ۔

(۳) حرف: وہ کلمہ ہے جو اکیلا اپنا معنیٰ نہ بتائے جیسے مِنْ، اِلٰی۔

تینوں اقسام کی وجہ تسمیہ:

(۱) اسم: یہ سَمُوٌّ سے بنا ہے جس کا معنیٰ ہے: بلندی۔ چونکہ یہ بھی اپنے مقابلوں (فعل و حرف) سے بلند ہے، کیونکہ اس اکیلے سے جملہ بن جاتا ہے جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ۔

(۲) فعل: اس کا نام اپنے اصل کی وجہ سے ہے، اس کا اصل مصدر ہے اور مصدر حقیقتاً کسی فاعل کا فعل ہوتا ہے۔

(۳) حرف: اس کا معنیٰ ہے: طرف۔ چونکہ یہ بھی جملہ کا حصہ نہیں بنتا، اس لیے اسے ''حرف'' کہا جاتا ہے۔

(ب) معرب کی تعریف اور اس کا حکم:

معرب وہ اسم ہے جو غیر کے ساتھ مرکب ہو اور مبنی الاصل کے ساتھ مشابہت نہ رکھے جیسے: جَآءَنِیْ زَیْدٌ میں لفظ ''زَیْدٌ'' معرب ہے۔

اس معرب کا حکم یہ ہے کہ مختلف عوامل آنے کی وجہ سے اس کا آخر مختلف ہو جاتا ہے جیسے جَآءَنِیْ زَیْدٌ وَ رَأَیْتُ زَیْدًا وَ مَرَرْتُ بِزَیْدٍ۔

اسم کے اعراب: اسم معرب کے تین اعراب ہیں: (۱) رفع، (۲) نصب، (۳) جر۔

سوال نمبر 2: (الف) اسمائے ستہ مکبرہ کا اعراب لکھیں؟ نیز نحویوں کے مطابق صحیح اور جاری مجری صحیح کی تعریف تحریر کریں؟

(ب) عدل الف ونون زائدتان اور عجمہ میں سے ہر ایک کی تعریف اور غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے شرائط لکھیں؟

جواب: (الف) اسماء ستہ مکبرہ کا اعراب:

جب اسماء ستہ مکبرہ غیر یائے متکلم کی طرف مضاف ہوں تو ان کا اعراب آئے گا: رفع واؤ ماقبل مضموم، نصب الف ماقبل مفتوح اور جر یاء ماقبل مکسور کے ساتھ جیسے: جَآءَنِیْ اَبُوْكَ وَ رَأَیْتُ اَبَاكَ وَ مَرَرْتُ بِاَبِیْكَ۔

نحویوں کے ہاں صحیح اور جاری مجری صحیح کی تعریف:

(۱) صحیح: نحاۃ کے ہاں صحیح وہ لفظ ہے جس کے لام کلمہ کے مقابلہ میں حرف علت نہ ہو جیسے: زَیْدٌ۔

(۲) جاری مجری صحیح: نحویوں کے نزدیک وہ لفظ ہے جس کے کلمہ کے مقابلہ میں حرف علت ہو اور اس کا ماقبل ساکن ہو جیسے: دَلْوٌ وَظَبِیٌ۔

(ب) عدل، الف نون زائدتان اور عجمہ کی تعریف اور غیر منصرف کا سبب بننے کی شرائط:

(۱) عدل: لفظ کا اپنے اصلی صیغہ سے اس طرح خروج کر جانا کہ مادہ و معنیٰ برقرار رہے جبکہ دوسرا صیغہ خلاف قیاس ہو جیسے: عُمَرُ کو عَامِرٌ سے معدول تسلیم کیا جائے۔ یہ غیر مشروط طور پر غیر منصرف کا سبب بنتا ہے۔

(۲) الف ونون زائدتان: اگر الف ونون زائدتان اسم میں ہوں تو اس کے لیے شرط ہے کہ علم ہو جیسے: عِمْرَانُ وَ عُثْمَانُ۔ اگر وصف میں ہوں تو اس کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کی مؤنث فُعْلَانَةٌ کے وزن پر نہ ہو، چنانچہ سُكْرَانٌ غیر منصرف ہے، کیونکہ اس کی مؤنث فُعْلَانَةٌ کے وزن پر سُكْرَانَةٌ نہیں آتی۔

(۳) عجمہ: اس کا مطلب ہے کہ عربی زبان کے علاوہ کسی بھی زبان میں علم ہو، اس کے غیر منصرف کا سبب بننے کے لیے دو شرائط ہیں: (۱) عجمی زبان میں علم ہو۔ (۲) ثلاثی ہو تو متحرک الاوسط ہو جیسے: شَتَرَ یا زائد الثلاثی ہو جیسے: اِبْرَاهِیْمُ۔

سوال نمبر 3: (الف) مرفوعات کتنے اور کون کون سے ہیں؟ نیز مبتداء اور خبر کی تعریف کریں؟

(ب) درج ذیل اصطلاحات کی تعریف کریں اور مثال بھی دیں؟

(i) مفعول مطلق، (ii) ترخیم منادی، (iii) فاعل، (iv) عامل، (v) بدل الاشتمال

جواب: (الف) مرفوعات:

مرفوعات، مرفوع کی جمع ہے اور اس سے مراد وہ کلمہ ہے جو رفع کی حالت پر دلالت کرے۔ مرفوعات کی تعداد آٹھ ہے جو حسب ذیل ہیں:

(۱) فاعل، (۲) مفعول مالم یسم فاعلہ، (۳) مبتداء، (۴) خبر، (۵) خبر اِنَّ اور اس کے بھائیوں کی، (۶) اسم کان اور اس کے بھائیوں کا، (۷) اسم مَا وَلَا مشبهتين بليس، (۸) خبر لَا جو نفی جنس کے لیے آتا ہے۔

مبتداء اور خبر کی تعریف:

مبتداء وہ اسم ہے جو عامل لفظی سے خالی ہو اور مسند الیہ ہو۔ خبر وہ لفظ ہے جو عامل لفظی سے خالی ہو اور مسند ہو۔ دونوں کی مثال جیسے: زَيْدٌ قَائِمٌ۔ اس مثال میں زَيْدٌ مبتداء اور مسند الیہ ہے جبکہ قَائِمٌ خبر ہے جو مسند ہے۔

(ب) اصطلاحات کی تعریفات:

(۱) مفعول مطلق: وہ مفعول ہے جو فعل مذکور کا ہم معنیٰ ہو جیسے: ضَرَبْتُ ضَرْبًا۔

(۲) ترخیم منادیٰ: منادیٰ کے آخر سے تخفیف کی غرض سے ایک دو حروف کو حذف کر دینا جیسے: يَا عُثْمَانُ سے يَا عُثْمُ، يَا مَالِكُ سے يَا مَالُ۔

(۳) فاعل: وہ اِسم ہے جس کی طرف فعل یا شبہ فعل اس طرح مسند ہو کہ اس کے ساتھ قائم ہو اور اس پر واقع نہ ہو جیسے: قَامَ زَيْدٌ۔

(۴) عامل: وہ لفظ ہے جس کی وجہ سے معرب میں اعرابی تبدیلی ہو جیسے: قَامَ زَيْدٌ میں قام عامل ہے، زید معرب ہے۔

(۵) بدل الاشتمال: وہ بدل ہے جو ایسا معنیٰ بتائے جو مبتدل منہ کا متعلق ہو جیسے: سُلِبَ زَيْدٌ ثَوْبَهُ۔

حصہ دوم: شرح مائة عامل

سوال نمبر 4: سقى الله ثراه وجعل الجنة مثواه

مذکورہ عبارت کا ترجمہ و ترکیب لکھیں؟

جواب: عبارت کا ترجمہ و ترکیب:

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو ٹھنڈا کرے اور اس کی قبر کو باغ بنائے۔

ترکیب عبارت:

(۱) سقی اللہ ثراہ: سقی صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی مثبت معروف ثلاثی مجرد ناقص یائی بنی بر فتح مبنیات اصلیہ سے، اللہ اسم جلالت مفرد منصرف صحیح بہ اعراب لفظی مرفوع لفظاً فاعل ثراہ اسم مقصور بہ اعراب تقدیری منصوب تقدیراً مضاف ہ ضمیر برائے واحد مذکر غائب مجرور اً محلاً مضاف الیہ، مضاف الیہ با مضاف مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۲) وجعل الجنة مثواہ: وَ واؤ حرف عاطفہ مبنی بر فتح مبنیات اصلیہ سے، جعل صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف ثلاثی مجرد صحیح از باب ضَرَبَ یَضْرِبُ، ھو ضمیر متتر اس کا فاعل الجنة مفرد منصرف صحیح بہ اعراب لفظی منصوب لفظاً مفعول اوّل مثواہ مضاف با مضاف الیہ مفعول ثانی فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ معطوفہ ہوا۔

سوال نمبر 5: لام کتنے اور کون کون سے معانی کے لیے آتا ہے؟ ہر معنی کی مثال دیں نیز کسی ایک مثال کی ترکیب کریں؟

جواب: لام کے معانی اور ہر معنیٰ کی مثال:

لام پانچ معانی کے لیے آتی ہے، وہ معانی مع امثلہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ اختصاص کے لیے جیسے: اَلْجُلُّ لِلْفَرَسِ (جلّ گھوڑے کے لیے ہے)

(۲) زیادت کے لیے جیسے: رَدِفَ لَکُمْ (وہ تمہارے پیچھے سوار ہوا)

(۳) تعلیل کے لیے جیسے: جِئْتُكَ لِاِکْرَامِكَ (میں تمہارے اکرام کے لیے آیا)

(۴) قسم کے لیے جیسے: لِلّٰہِ لَا یُؤَخَّرُ الْاَجَلُ (قسم بخدا! موت میں تاخیر نہیں ہوگی)

اَلْجُلُّ لِلْفَرَسِ: ترکیب:

الجل: الف لام برائے تعریف مبنی علی السکون مبنیات اصلیہ سے، جل مفرد منصرف صحیح بہ اعراب لفظی مرفوع لفظاً مبتداء، للفرس لام حرف جار مبنی علی الکسر مبنیات اصلیہ سے، فرس مفرد منصرف صحیح بہ اعراب لفظی مجرور لفظاً، مجرور با جار متعلق ہوا ظرف مستقر ثابت، ثابت صیغہ واحد مذکر اسم فاعل ثلاثی مجرد ھو ضمیر متتر اس کا فاعل، شبہ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر خبر ہوئی مبتداء کی، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

سوال نمبر 6: مصاحبة، تعلیل اور تعدیة: باء کے مذکورہ معانی میں سے ہر ایک کی مثال اور اس کا ترجمہ تحریر کریں؟

نیز تعدیہ کی مثال دیکر اس کی ترکیب لکھیں؟

جواب: مصاحبت، تعلیل اور تعدیہ: باء کے معانی اور مثالیں:

باء دس معانی کے لیے آتی ہے، ان میں سے تین معانی مع امثلہ حسب ذیل ہیں:

(۱) مصاحبت کے لیے جیسے: اِشْتَرَيْتُ الْفَرَسَ بِسَرْجِهٖ۔

(۲) تعلیل کے لیے جیسے ارشاد ربانی ہے: اِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ۔

(۳) تعدیت کے لیے جیسے: ذَهَبْتُ بِزَيْدٍ اى اَذْهَبْتُهٗ۔

تعدیہ کی مثال اور اس کی ترکیب:

ذَهَبْتُ بِزَيْدٍ اى اَذْهَبْتُهٗ: ذَهَبْتُ صیغہ واحد متکلم فعل ماضی مطلق معروف ثلاثی مجرد صحیح از باب فَتَحَ يَفْتَحُ، تُ ضمیر برائے واحد متکلم بارز مرفوع لفظاً و مرفوع محلاً فاعل بزید باء حرف جر برائے تعدیت زید مفرد منصرف صحیح بہ اعراب لفظی مجرور لفظاً، مجرور با جار متعلق ہوا ظرف لغو ذَهَبْتُ کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر مفسر ای حرف تفسیر اذهبت فعل با فاعل ہ ضمیر بارز منصوب محلاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر تفسیر، مفسر با تفسیر مل کر جملہ تفسیریہ ہوا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۴۰ھ/2019ء

پانچواں پرچہ: عربی ادب و منطق

وقت: تین گھنٹے　　　　　　　　کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: حصہ اوّل کے دونوں سوال اور حصہ دوم سے کوئی دو سوال حل کریں۔

حصہ اوّل: عربی ادب

سوال نمبر 1: (الف) درج ذیل میں سے کسی ایک جزء کا ترجمہ کریں؟ ۱۳

(i) التلفزيون جهاز معقد ولكن مبداه يسير وهو تحويل الصور والاصوات الٰى موجات غير منظورة وفى الاستقبال تتحول الموجات ثانيةً الى صور واصوات بوسيلة الهوائى والتلفزيون الملون اكثر تعقيدًا من التلفزيون الاسود فى ابيض ولكن الخطة العامة واحدةً فى الحالتين

(ii) من محاصيل باكستان الزراعية القمح والارز والقطن والسكر ومن منتو جاتها الصناعية الاقمشة القطنية والسلكية والاحذية الجلدية والادوات الرياضية والجراحية

(ب) درج ذیل میں سے کوئی سے تین اشعار کا ترجمہ تحریر کریں؟ ۴×۳=۱۲

اذا نادت الحرب ابطالها	وزلزلت الارض زلزالها
لك منه فى الصبا مهد رحيم	فاذا ووريت فالقبر الكريم
لا يعشق الاحرار غير بلادهم	ولو انها طلل من الاطلال
وما انا راض اننى واطئ الثّرى	ولى همة لا ترتضى الافق مقعدا
فان علتنى من ازمانه ظلم	صبرت نفسى حتى تكتشف الظلم

سوال نمبر 2: (الف) درج ذیل میں سے تین سوالات کے عربی میں جوابات تحریر کریں؟ ۵×۳=۱۵

(i) كم نكتةً حكاها الاديب السعودى؟

(ii) لما ذا كتب ابوبكر الٰى خالد بن الوليد رسالةً؟

(iii) هل التلفزيون مجرد الرؤية عن بعد؟

(iv) هل تحبين بلادك وتفتدينها؟

(v) هل يمكن ان يلعن الرجل والديه؟

(ب) برنامج، الصدى، عاصمة، اساس

مذکورہ الفاظ میں سے صرف دو کو عربی جملوں میں استعمال کریں؟ ۲×۵=۱۰

حصہ دوم: منطق

سوال نمبر 3: (الف) علم، حکم اور تصدیق میں سے ہر ایک کی تعریف کریں؟ ۱۵

(ب) نظر و فکر اور معرف و قول شارح کی وضاحت قلمبند کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 4: (الف) منقول کی باعتبار ناقل کے کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں امثلہ سے وضاحت کریں؟ ۱۵

(ب) خبر و قضیہ اور انشاء کی تعریف تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 5: درج ذیل میں سے پانچ اصطلاحات کی تعریفات مع امثلہ تحریر کریں؟ ۵×۵=۲۵

(i) تقدم طبعی، (ii) دلالت، (iii) منطق، (iv) اداۃ، (v) مشترک، (vi) فصل، (vii) حد تام، (viii) قضیہ مہملہ

☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (برائے طالبات) سال دوم 2019ء

پانچواں پرچہ: عربی ادب و منطق

حصہ اوّل: عربی ادب

سوال نمبر 1: (الف) درج ذیل اجزاء کا ترجمہ کریں؟

(i) التلفزيون جهاز معقد ولكن مبداه يسير وهو تحويل الصور والاصوات الى موجات غير منظورة وفى الاستقبال تتحول الموجات ثانيةً الى صور واصوات بوسيلة الهوائى والتلفزيون الملون اكثر تعقيدًا من التلفزيون الاسود فى ابيض ولكن الخطة العامة واحدةً فى الحالتين

(ii) من محاصيل باكستان الزراعية القمح والارز والقطن والسكر ومن منتو جاتها الصناعية الاقمشة القطنية والسلكية والاحذية الجلدية والادوات الرياضية والجراحية

(ب) درج ذیل اشعار کا ترجمہ تحریر کریں؟

۱-اذا نادت الحرب ابطالها وزلزلت الارض زلزالها

۲-لك منه فی الصبا مهد رحیم فاذا ووریت فالقبر الکریم

۳-لا یعشق الاحرار غیر بلادهم ولوانها طلل من الاطلال

۴-وما انا راض اننی واطئ الثّری ولی همة لا ترتضی الافق مقعدا

۵-فان علتنی من ازمانه ظلم صبرت نفسی حتی تکتشف الظلم

جواب: (الف) اجزاء کا اردو ترجمہ:

(i) ٹیلی ویژن ایک پیچیدہ ڈھانچہ ہے لیکن اس کا اصول آسان ہے اور یہ تصویروں اور آوازوں کا غیر مرئی لہروں میں تبدیل ہونا ہے اور دوبارہ یہی لہریں ہوا کے ذریعے انٹینا میں تصویروں اور آوازوں میں بدل جاتی ہیں لیکن دونوں حالتوں میں ایک ہی اصول کارفرما ہے۔

(ii) پاکستان کی زرعی پیداوار میں گندم، چاول، کپاس اور قند ہے۔ صنعتی پیداوار میں سے اونی، ریشمی کپڑا، چمڑے کے جوتے، کھیلوں کے سامان اور آپریشن کے آلات ہیں۔

(ب) اشعار کا ترجمہ:

(۱) جب جنگ اپنے بہادر شیروں کو بلائے گی تو اس دشمن کی زمین بھونچال کی طرح ہلا دی جائے گی۔

(۲) تیرے اس وطن کی طرف سے بچپن میں نہایت مہربان پنگھوڑا فراہم کیا، جب تجھے دفن کیا گیا تو عزت واحترام کی جگہ دی گئی۔

(۳) آزاد لوگ ہی اپنے وطن سے عشق ومحبت کرتے ہیں اگرچہ وہ وطن ناہموار ٹیلوں میں سے ایک ٹیلہ ہی کیوں نہ ہو۔

(۴) اور میں اس بات سے خوش نہیں ہوں کہ میں زمین میں چلتا پھرتا ہوں، کیونکہ میرے پاس ایسی ہمت ہے جو افق پر اپنا مسکن بنانے کو پسند نہیں کرتی۔

(۵) جب زمانے کی طرف سے مجھ پر ظلم وستم کی تاریکیاں چھا جائیں تو میں صبر وتحمل سے کام لیتا ہوں یہاں تک کہ زمانے کی تاریکیاں خود چھٹ کر رہ جاتی ہیں۔

سوال نمبر 2: (الف) درج ذیل سوالات کے عربی میں جوابات تحریر کریں؟

(i) کم نکتةً حکاها الادیب السعودی؟

(ii) لما ذا کتب ابوبکر الی خالد بن الولید رسالةً؟

(iii) هل التلفزیون مجرد الرؤیة عن بعد؟

(iv) هل تحبين بلادك و تفتدينها؟

(v) هل يمكن ان يلعن الرجل والديه؟

(ب) برنامج، الصدى، عاصمة، اساس

مذکورہ الفاظ کو عربی جملوں میں استعمال کریں؟

جواب: سوالات کے عربی میں جوابات:

(i) حلي الاديب السعودی نکتتين

(ii) امر ابوبكر فی هذه الرسالة خالد ابا لمسير الى العراق

(iii) لا، التلفزيون ليس هو مجرد الروية عن بعد بل ايضاً السمع عند بعد

(iv) نعم، أحب بلادی و افتديها

(v) نعم، اذا لعن الرجل احدا وفی الرد هو يلعن اباه فانما الرجل لعن اباه

(ب) عربی الفاظ کا جملوں میں استعمال:

(۱) برنامج: هذا برنامج مفيدة

(۲) الصدى: ارفع الصدى عند الحرب

(۳) عاصمة: لاهور، عاصمة بنجاب

(۴) اساس: الاسلام هو اساس قيام باكستان

حصہ دوم: منطق

سوال نمبر 3: (الف) علم، حکم اور تصدیق میں سے ہر ایک کی تعریف کریں؟

(ب) نظر و فکر اور معرف وقول شارح کی وضاحت قلمبند کریں؟

جواب: (الف) علم، حکم اور تصدیق کی تعریف:

(۱) علم: کسی شیء کی صورت کا عقل میں حاصل ہونا۔

علم کی دو اقسام ہیں: (۱) تصور: جو حکم سے خالی ہو جیسے: زَیْدٌ۔ (۲) تصدیق: وہ ہے جو حکم کے ساتھ ہو جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ۔

حکم: ایک چیز کی نسبت دوسری چیز کی طرف کرنا خواہ ایجابی ہو جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ یا سلبی ہو جیسے: زَیْدٌ لَیْسَ بِقَائِمٍ۔

تصدیق: وہ علم ہے جو حکم کے ساتھ ہو جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ۔

(ب) نظر وفکر اور قول شارح:

امور معلومہ کو اس طرح ترتیب دینا کہ وہ کسی مجہول چیز تک پہنچادے، اگر امور معلومہ مجہول تصورات تک پہنچائیں تو انہیں معرف وقول شارح کہتے ہیں اور اگر تصدیقات ہوں تو انہیں دلیل و حجۃ کہا جاتا ہے۔

وہ معلومات تصوریہ جن کو ترتیب دینے سے کوئی مجہول تصور حاصل ہو جیسے حیوان کا معنیٰ ہے: جوہر، جسم نامی، حساس، متحرک بالارادہ جبکہ ناطق کا معنیٰ ہے: دریابندہ معقولات یعنی عقلی باتوں کا پانے والا، دونوں الگ الگ معلوم ہیں پھر انہیں ترتیب دے کر یوں کہا: حیوان ناطق تو اس سے انسان کا تصور حاصل ہو گیا جو پہلے مجہول تھا۔

سوال نمبر 4: (الف) منقول کی باعتبار ناقل کے کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں امثلہ سے وضاحت کریں؟

(ب) خبر وقضیہ اور انشاء کی تعریف تحریر کریں؟

جواب: (الف) منقول کی باعتبار ناقل کے اقسام:

منقول کی باعتبار ناقل تین اقسام ہیں:

عرفی، شرعی اور اصطلاحی

عرفی: وہ لفظ منقول ہے جس کے ناقل عرف عام والے ہوں جیسے: لفظ دَابَّۃٌ کہ اس کی وضع تو ہوئی تھی کُلُّ مَا یَدُبُّ عَلَی الْاَرْضِ کے لیے لیکن بعد میں عرف عام والوں نے اس کو نقل کر دیا چار پاؤں کی طرف۔

شرعی: وہ لفظ منقول ہے جس کے ناقل اہل شرع ہوں جیسے: لفظ صَلوٰۃٌ کہ اس کی وضع تو ہوئی تھی "دعا" کے لیے بعد میں اس کا استعمال ہونے لگا مخصوص عبادت یعنی نماز کے لیے۔

اصطلاحی: وہ لفظ منقول ہے جس کے ناقل عرف خاص والے ہوں جیسے: لفظ اسم اس کی وضع تو ہوئی تھی بلندی یا علامت کے معنیٰ کے لیے لیکن نحویوں نے اس کو نقل کر دیا ایسے کلمہ کی طرف جو مستقل معنیٰ پر دلالت کرتا ہو اور تین زمانوں میں سے کسی ایک کے ساتھ مقترن نہ ہو۔ جیسے: زَیْدٌ

(ب) خبر وقضیہ اور انشاء کی تعریف:

خبر وقضیہ: ما یحتمل الصدق والکذب

وہ مرکب تام ہے جو صدق وکذب کا احتمال رکھتا ہو جیسے: زَیْدٌ قَائِمٌ۔

انشاء: ما لا یحتمل الصدق والکذب

وہ مرکب تام ہے جو صدق وکذب کا احتمال نہ رکھتا ہو جیسے: اِضْرِبْ۔
سوال نمبر 5: درج ذیل اصطلاحات کی تعریفات مع امثلہ تحریر کریں؟
(i) تقدم طبعی، (ii) دلالت، (iii) منطق، (iv) اداۃ، (v) مشترک، (vi) فصل، (vii) حد تام، (viii) قضیہ مہملہ

جواب: اصطلاحات کی تعریفات:

اصطلاحات منطقیہ کی تعریفات:

۱- تقدیم طبعی: مؤخر مقدم کا محتاج ہو، لیکن مقدم، مؤخر کے لیے علت تامہ نہ ہو جیسے تصور کا تقدم تصدیق پر، کیونکہ تصدیق محتاج تصور تو ہے، مگر تصور علت تصدیق نہیں۔

۲- دلالت: دلالت کا لغوی معنیٰ راہ دکھانا اور اصطلاحی معنیٰ ہے کسی شئ کا کسی دوسری شئ کے ساتھ اس طرح خاص ہونا کہ جب بھی پہلی شئ کا علم آئے، تو اس کے ساتھ ہی دوسری شئ کا بھی علم حاصل ہو جائے۔ پہلی شئ کو دال اور دوسری شئ کو مدلول کہا جاتا ہے۔

۳- منطق: منطق ایسا قانونی آلہ ہے، جس کی رعایت کرنے سے ذہن کو فکری غلطی سے بچایا جا سکتا ہے۔

۴- اداۃ: وہ لفظ مفرد، جو مستقل معنیٰ پر دلالت نہ کرتا ہو جیسے: مِن، الیٰ۔

۵- حد تام: اگر تعریف جنس قریب اور فصل قریب سے ہو، تو اسے حد تام کہتے ہیں جیسے: حیوان ناطق انسان کے لیے حد تام ہے، کیونکہ حیوان انسان کے لیے جنس قریب اور ناطق انسان کے لیے فصل قریب ہے۔

(۶) مشترک: وہ لفظ مفرد کثیر المعنیٰ جس کی وضع ابتداء تمام معانی کے لیے ہو جیسے لفظ عین جو آنکھ، چشمہ، سونا، گھٹنا وغیرہ کے معانی میں ہے۔

(۷) فصل: وہ کلی ہے جو کسی شیء پر ای شیء ھو فی ذاتہ کے جواب میں بولی جائے جیسے ناطق انسان کے لیے۔

(۸) قضیہ مہملہ: وہ قضیہ حملیہ جس میں حکم موضوع کے افراد موضوع کی کیت کو بیان نہ کیا گیا ہو جیسے: اَلْاِنْسَانُ فِیْ خُسْرٍ۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سالانہ امتحان الشہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۴۰ھ/2019ء

چھٹا پرچہ: سیرت وتاریخ

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

(بے مقصد تشریح کرنے کی بجائے مقصود اصلی پر دلالت کرنے والا بامعنی اور نتیجہ خیز مواد قلمبند کریں)

حصہ اوّل: سیرت

سوال نمبر 1: (الف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں سے کسی دو کا مختصر تعارف تحریر کریں؟ ۱۵

(ب) واقعۂ اصحاب فیل لکھیں؟ ۱۵

سوال نمبر 2: (الف) تولد شریف کے وقت کون کون سے خوارق عادات امور ظاہر ہوئے؟ ۱۵

(ب) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر کتنی بار اور کب کب ہوا؟ نیز آپ نے شام کی طرف پہلا سفر کب اور کیوں کیا؟ ۸+۷=۱۵

سوال نمبر 3: (الف) دار الندوہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہونے والی سازشی میٹنگ کا مختصر جائزہ ضبط تحریر میں لائیں؟ ۱۵

(ب) تحویل قبلہ کا واقعہ سپرد قلم کریں؟ ۱۵

حصہ دوم: تاریخ

سوال نمبر 4: (الف) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اسم ولقب کی وضاحت کریں؟ ۱۰

(ب) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت بلافصل پر دلالت کرنے والی کوئی دو روایتیں قلمبند کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 5: (الف) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہجرت کا واقعہ تحریر کریں؟ ۱۰

(ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ بیان کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 6: (الف) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اولیات لکھیں۔ ۱۰

(ب) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شجاعت کے کوئی دو واقعات تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

درجہ خاصہ (برائے طالبات) سال دوم 2019ء

چھٹا پرچہ: سیرت و تاریخ

حصہ اوّل: سیرت

سوال نمبر 1: (الف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں سے کسی دو کا مختصر تعارف تحریر کریں؟
(ب) واقعہ اصحاب فیل لکھیں؟

جواب: (الف) اجداد مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف:

نضر کے بعد فہر اپنے وقت کا رئیس عرب تھا، اس کا ہم عصر حسان بن عبد کلال حمیری چاہتا تھا کہ کعبہ کے پتھر اٹھا کر یمن میں لے جائے تا کہ حج کے لیے وہیں کعبہ بنا دیا جائے۔ جب وہ اس ارادے سے حمیر وغیرہ کو ساتھ لے کر یمن سے آیا اور مکہ سے ایک منزل پر مقام نخلہ میں اترا تو فہر نے قبائل عرب کو جمع کر کے اس کا مقابلہ کیا، حمیر کو شکست ہوئی، حسان گرفتار ہوا اور تین برس کے بعد فدیہ دے کر رہا ہوا۔ اس واقعہ سے فہر کی ہیبت و عظمت کا سکہ اہلِ عرب کے دلوں پر جم گیا۔ فہر کے بعد قصی بن کلاب نے نہایت عزت و اقتدار حاصل کیا، قصی مذکور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جد خامس ہیں۔ ان کا اصل نام زید تھا، کلاب کی وفات کے بعد ان کی والدہ فاطمہ نے بنو عذرہ میں کے ایک شخص ربیعہ بن حزام سے شادی کر لی تھی، وہ فاطمہ کو اپنی ولایت یعنی ملک شام لے گیا، فاطمہ اپنے ساتھ زید کو بھی لے گئی، چونکہ زید ابھی بچہ ہی تھا اور اپنے وطن مالوف سے دور جا رہا تھا۔ اس لیے ان کو قصی کہنے لگے۔ جب قصی جوان ہو گئے تو پھر مکہ میں اپنی قوم کے پاس واپس گئے اور وہیں حلیل خزاعی کی بیٹی سے شادی کر لی، حلیل اس وقت کعبہ کا متولی تھا۔ اس کے مرنے پر تولیت قصی کے ہاتھ میں آئی، اس نے خزاعہ کو بیت المال سے نکال دیا اور قریش کو گھاٹیوں، پہاڑیوں سے جمع کر کے مکہ کے اندر اور باہر آباد کیا۔ اس وجہ سے قصی کو مجمع بھی کہتے ہیں۔ قصی نے کئی کارہائے نمایاں انجام دیے۔ چنانچہ ایک کمیٹی گھر قائم کیا جسے دار الندوہ کہتے تھے، مہمات، امور میں مشورے یہیں کرتے، لڑائی کے لیے جھنڈا یہیں تیار ہوتا، نکاح اور دیگر تقریبات کی مراسم یہیں ادا کرتے۔ حرم کی رفاءت و سقایت کا منصب بھی قصی نے ہی قائم کیا۔ چنانچہ موسم حج میں قریش کو جمع کر کے اس نے یہ تقریر کی: تم خدا کے پڑوسی اور خدا کے گھر کے متولی ہو اور حجاج خدا کے مہمان اور خدا کے گھر کے زائرین ہیں۔ وہ اور مہمانوں کی نسبت تمہاری مہربانی کے زیادہ مستحق ہیں، اس لیے ایام حج میں ان کے کھانے پینے کے لیے کچھ مقرر کرو"۔ اس پر قریش نے سالانہ رقم مقرر کی جس سے ہر سال ایام منیٰ میں

غریب حاجیوں کو کھانا کھلایا جاتا تھا۔ سقایت کے لیے قصی نے چرمی حوض بنائے جو ایام حج میں کعبہ کے صحن میں رکھے جاتے تھے۔ ان حوضوں کو بھرنے کے لیے مکہ کے کنوؤں کا پانی مشکوں میں اونٹوں پر لایا جاتا تھا۔ ان مناصب کے علاوہ قریش کے باقی شرف بھی یعنی حجابت، لواء اور قیادت قصی کے ہاتھ میں تھے۔ قصی ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے مزدلفہ میں روشنی کی تاکہ لوگوں کو عرفات سے نظر آ جائے۔ قصی کے چار لڑکے (عبدالدار، عبدمناف، عبدالعزیٰ، عبد) اور دو لڑکیاں (تخمر، برہ) تھیں۔ عبدالدار عمر میں سب سے بڑا تھا۔

(ب) واقعہ اصحاب فیل:

واقعہ اصحاب فیل:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے سال بلکہ ولادت باسعادت سے پچپن روز قبل کا واقعہ ہے کہ یمن کے حاکم ابرہہ نے اپنے دار الحکومت ''صنعاء'' میں ایک خوبصورت گرجا گھر تعمیر کروایا اور اس کی دلی خواہش تھی کہ آئندہ سے لوگ مکہ میں کعبہ کا حج کرنے کے بجائے اس کلیسا کا حج کریں گے۔ اس کی بات اور خواہش کی صدائے بازگشت مکہ میں بھی سنائی گئی۔ اس کا یہ پروگرام کنانہ کے ایک شخص تک پہنچا تو وہ ناراض ہوا اور یمن پہنچا۔ ابرہہ کے تیار کردہ گرجا گھر میں پاخانہ کرکے اس کی بے حرمتی کی۔ ابرہہ کو اس کا علم ہوا تو اس نے انتقامی کارروائی کے لئے کعبہ کو گرانے کا پروگرام بنایا۔ وہ اپنے مذموم مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مکہ کے دو میل کے فاصلہ پر مقام ''خمس'' میں رکا۔ اس کے لشکر میں افواج کے علاوہ کثیر تعداد میں ہاتھی بھی تھے۔ یہاں قیام کے دوران اس نے اپنے فوجیوں کو حکم دیا کہ اہل مکہ کے مویشیوں کو قبضہ میں لے کر یہاں لے آؤ۔ چنانچہ انہوں نے تعمیل حکم کرتے ہوئے اونٹ اور بکریاں قبضے میں لے کر یہاں لے آئے جن میں دو سو اونٹ حضرت عبدالمطلب کے بھی تھے۔ ابرہہ نے سردار قریش حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کو اپنے دربار میں طلب کیا۔ حضرت عبدالمطلب ایک خوبصورت نوجوانوں اور کثیر الصفات کے مالک تھے۔ ابرہہ آپ کو آتے ہوئے دیکھ کر احتراماً کھڑا ہو گیا۔ دوران ملاقات حضرت عبدالمطلب نے ابرہہ سے صرف اپنے اونٹ واپس کرنے کا مطالبہ کیا، جس پر ابرہہ پریشان ہو گیا۔ اس نے کہا: اے سردار قریش! میں کعبہ کو گرانے اور مسمار کرنے کے لئے آیا ہوں لیکن آپ نے کعبہ کے بارے میں کوئی بات نہ کر کے میری نظر میں اپنا مقام کم کر لیا ہے۔ اس پر آپ نے جواب دیتے ہوئے کہا: اے ابرہہ! یاد رکھ اونٹ میرے ہیں اس لئے میں ان کی واپسی کا مطالبہ کیا ہے اور کعبہ اللہ کا گھر ہے میرا گھر نہیں ہے، لہٰذا وہ خود اپنے گھر کی حفاظت کرے گا۔ اس گفتگو کے بعد ابرہہ نے آپ کے اونٹ واپس کر دیے اور متکبرانہ لہجہ میں آپ سے یوں مخاطب ہوا! اے سردار قریش! اہل مکہ نے ہمارے کلیسا کی بے حرمتی کی ہے لہٰذا میں اس کا انتقام لینے آیا ہوں اور کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجا کر دم لوں گا۔ آپ نے فرمایا: یہ تیرا اور

اللہ تعالیٰ کا معاملہ ہے۔ لہٰذا میں اس میں دخل اندازی نہیں کر سکتا۔ اس کے بعد آپ اپنے اونٹ لے کر مکہ میں داخل ہوئے اور اہل مکہ کو خبردار کرتے ہوئے اعلان کیا کہ تم لوگ اپنے جانوروں کو لے کر پہاڑوں کی چوٹیوں اور دروں میں پہنچ جاؤ۔ اس کے بعد کعبہ کے پاس پہنچ کر اس کی چوکھٹ کو تھام کر اللہ تعالیٰ کے حضور یوں عرض گزار ہوئے۔

کہ اے اللہ! ہر شخص اپنے گھر کی حفاظت کرتا ہے' لہٰذا تو بھی اپنے گھر کی حفاظت کر اہل کلیسا اور صلیب کے پجاریوں کے خلاف تو اپنے اطاعت شعار لوگوں کی مدد فرما۔ پھر آپ بھی اپنے اہل خانہ اور اونٹوں کو لے کر پہاڑ کی بلندی پر چڑھ گئے۔ دوسری طرف ابرہہ اپنے لشکر اور ہاتھیوں کو لے کر کعبہ پر حملہ آور ہوا۔ ابھی وہ کعبہ کی طرف بڑھ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے سمندر کی طرف سے ابابیل کے جھنڈ کے جھنڈ آنا شروع ہو گئے اور ہر ایک کے منہ اور دو پنجوں میں تین تین کنکریاں تھیں' انہوں نے لشکر ابرہہ پر کنکریاں پھینکنا شروع کر دیں۔ وہ کنکری سوار کو چھیدتی ہوئی ہاتھی تک پہنچتی اور پھر اس کے جسم کو گولی کی طرح عبور کرتی ہوئی نیچے سے نکل جاتی۔ جس پر ایک کنکری گرتی وہ لشکری اور ہاتھی ختم ہو جاتا۔ اس طرح چند لمحوں میں خدائی لشکر نے ابرہہ' اس کے لشکر اور ہاتھیوں کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا تھا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کعبہ کی حفاظت فرمائی اور دشمن کے عزائم خاک میں ملا دیے۔ اس واقعہ کو سورۃ الفیل میں بیان کیا گیا ہے۔

اصحاب فیل کے واقعہ میں برکات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

اصحاب فیل کے واقعہ میں دو طرح سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات بیان ہوئی ہیں یا ظاہر ہوتی ہیں۔

۱- اصحاب فیل اگر اپنے عزائم میں بالفرض کامیاب ہو جاتے تو تمام اہل مکہ کو یرغمال بنا کر انہیں قیدی بناتے جو انتہائی درجہ کی خواری' ذلت اور بدنامی کا باعث ہوتا۔ بالخصوص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حمل یا عہد طفولیت میں اسیری کا دھبہ لگتا' جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شایان شان ہرگز نہیں تھا۔ ص

۲- کعبۃ اللہ کی ولایت و تولیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کے پاس تھی۔ اگر کعبہ مسمار کیا جاتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کی توہین کا سبب بنتا' تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے خاندان کی بالخصوص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات کے نتیجہ میں دشمن کو ناکام کیا اور کعبہ کی حفاظت فرمائی۔

سوال نمبر 2: (الف) تولد شریف کے وقت کون کون سے خوارق عادات امور ظاہر ہوئے؟

(ب) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر کتنی بار اور کب کب ہوا؟ نیز آپ نے شام کی طرف پہلا سفر کب اور کیوں کیا؟

جواب: (الف) تولد کے وقت خوارق عادات کا ظہور:

(الف) تولد شریف کے وقت غیب سے عجیب وغریب اور خارق عادت امور ظاہر ہوئے تاکہ آپ کی نبوت کی بنیاد پڑ جائے اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور پسندیدہ ہیں اور آپ کے نور سے حرم شریف کی پست زمین اور ٹیلے روشن ہو گئے۔ آپ کے ساتھ ایسا نور نکلا کہ مکہ میں رہنے والے لوگوں نے ملک شام کے محلات کو دیکھ لیا۔ شیاطین پہلے آسمان پر چلے جاتے اور لوگوں کو من گھڑت باتیں بتاتے۔ اب شیاطین کا آسمانوں میں جانا بند کر دیا گیا ہے اور آسمانوں کی حفاظت شہاب ثاقب سے کر دی گئی ہے۔ بحیرہ ساوہ جو ہمدان وقم کے درمیان چھ میل لمبا اور اتنا ہی چوڑا تھا اور جس کے کناروں پر شرک وبت پرستی ہوا کرتی تھی، یکا یک خشک ہو گیا اور وادی ساوہ (شام وکوفہ کے درمیان) کی ندی جو بالکل خشک تھی لبالب بہنے لگی۔

(ب) حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جب آپ سے نکاح کا ارادہ کیا تو اس وقت آپ بیوہ تھیں۔ ان کی دو شادیاں ہو چکی تھیں۔ ان کی پاکدامنی کے سبب لوگ آپ کو زمانہ جاہلیت میں بھی طاہرہ کہتے تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے یعلی بن منبہ کی بہن نفیسہ کی وساطت سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام نکاح بھیجا۔ آپ نے نکاح کے بارے میں اپنے چچاؤں کو بتایا اور آپ کے چچاؤں نے قبول کیا اور حضرت حمزہ اور حضرت ابو طالب نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر جا کر شادی کی تاریخ مقرر کی اور آپ کا نکاح کر دیا۔ نکاح میں پانچ سو درہم حق مہر مقرر ہوا۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی شادی تھی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند شادیاں اور کیں۔ آپ کی تمام اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے ہی پیدا ہوئی۔ صرف آپ کے ایک صاحبزادے حضرت ابراہیم ہیں جو حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے آٹھ ہجری کو پیدا ہوئے اور دس ہجری کو وفات پا گئے۔

(ب) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر چار مرتبہ ہوا، پہلی بار بچپن میں کہ بچے وساوس شیطان سے جن میں بچے مبتلا ہوا کرتے ہیں، محفوظ رہیں۔ دوسری مرتبہ دس برس کی عمر میں ہوا تاکہ آپ کامل ترین اوصاف میں جوان ہوں۔ تیسری مرتبہ غار حراء میں بعثت کے وقت ہوا تاکہ آپ وحی کے بوجھ کو برداشت کر سکیں۔ چوتھی مرتبہ معراج شریف کی رات میں ہوا تاکہ آپ مناجات الٰہی کے لیے تیار ہو جائیں۔

شام کے پہلے سفر کے بارے میں:

جواب: شام کا پہلا سفر: جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک بارہ سال کی ہوئی تو ابو طالب حسب معمول قافلہ قریش کے ساتھ بغرض تجارت ملک شام کو جانے لگا۔ یہ دیکھ کر آپ اس سے لپٹ گئے۔

اس لیے اس نے آپ کو بھی ساتھ لے لیا، جب قافلہ شہر بصریٰ میں پہنچا تو وہاں بحیرا راہب نے آپ کو دیکھ کر پہچان لیا اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا: یہ سارے جہان کا سردار ہے۔ رب العالمین کا رسول ہے۔ اللہ اس کو تمام جہان کے لیے رحمت بنا کر بھیجے گا۔ قریشیوں نے پوچھا: تجھے یہ کیونکر معلوم ہوا۔ اس نے کہا کہ جس وقت تم گھاٹی سے چڑھے کوئی درخت اور پتھر باقی نہ رہا مگر سجدے میں گر پڑا۔ درخت اور پتھر پیغمبر کے سوا کسی دوسرے شخص کو سجدہ نہیں کرتے اور میں ان کو مہر نبوت سے پہچانتا ہوں جو ان کے شانے کی ہڈی کے نیچے سیب کی مانند ہے۔ پھر اس راہب نے کھانا تیار کیا، جب وہ اس کے پاس کھانا لایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اونٹوں کے چرانے میں مشغول تھے۔ اس نے کہا: آپ کو بلالو۔ آپ آئے تو بادل نے آپ پر سایہ کیا ہوا تھا، جب آپ قوم کے نزدیک آئے تو ان کو درخت کے سایہ کی طرف آگے بڑھتے ہوئے پایا جس وقت آپ بیٹھ گئے تو درخت کا سایہ آپ کی طرف ہٹ آیا۔ پھر کہا: ''تمہیں خدا کی قسم بتاؤ ان کا ولی کون ہے؟'' انہوں نے کہا: ابو طالب۔ پس اس نے ابو طالب سے بتاکید تمام کہا کہ ان کو مکہ واپس لے جاؤ۔ کیونکہ اگر تم آگے بڑھو گے تو ڈر ہے کہیں یہودی ان کو قتل کر دیں۔ لہٰذا ابو طالب آپ کو واپس لے آیا اور شہر بصریٰ سے آگے نہ بڑھا اور اس راہب نے حضرت کو خشک روٹی اور زیتون کا تیل زادِ راہ دیا۔

سوال نمبر 3: (الف) دارالندوہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہونے والی سازشی میٹنگ کا مختصر جائزہ ضبط تحریر میں لائیں؟

(ب) تحویل قبلہ کا واقعہ سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سازشی میٹنگ:

قریش نے جب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار مکہ سے باہر مدینہ میں بھی ہو گئے اور مہاجرین مکہ کو اپنی حمایت و پناہ میں لے لیا ہے تو وہ ڈرے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ آپ بھی وہاں چلے جائیں اور اپنے مددگاروں کو ساتھ لے کر حملہ آور ہوں۔ تمام قبائل قریش کے سردار پسران حجاج، اُمیہ اور خلف دارالندوہ میں مشورہ کے لیے جمع ہوئے۔ ابلیس لعین بھی کمبل اوڑھے اور شیخ پارسا کی صورت بنائے دروازے پر آ موجود ہوا، انہوں نے پوچھا: کون ہو تم؟ بولا: میں نجدیوں میں سے ایک شیخ ہوں، میں نے سن لیا ہے کہ تم کس امر کے لیے جمع ہوئے ہو، اس لیے میں آ گیا تاکہ سنوں کہ تم کیا کہتے ہو اور مجھے تم سے اپنی رائے سے دریغ نہ ہوگا۔ وہ بولے بہت اچھا آئیے، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معاملہ پیش ہوا تو ایک دشمن بولا: اس کے ہاتھ پاؤں میں لوہے کی بیڑیاں ڈال کر ایک کوٹھڑی میں بند کر دو، کھانے پینے کے لیے کچھ نہ دو، خود ہلاک ہو جائے گا۔ شیخ نجدی نے کہا: یہ رائے اچھی نہیں ہے، اگر قید کی خبر اس کے اصحاب کو پہنچ جائے گی، وہ حملہ کر کے اسے چھڑا لیں گے۔ دوسرا بولا: اسے جلاوطن کر دو، جہاں چاہے چلا جائے ہمیں اس کا خوف نہ رہے گا۔ شیخ نجدی نے کہا: یہ رائے بھی اچھی نہیں، تمہیں نہیں معلوم کہ اس کا کلام کتنا دلفریب

اور شیریں ہے کہ وہ کسی قبیلہ میں چلا جائے گا، اسے اپنے کلام سے تابع کر کے تم پر حملہ کرے گا۔ ابو جہل بولا: میرے ذہن میں ایک رائے ہے جو اب تک کسی کو بھی نہیں سوجھی، انہوں نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ وہ بولا یہ ہے کہ ہم ہر قبیلہ میں سے ایک ایک عالی قدر دلیر خاندانی جوان لیں اور ہر جوان کے ہاتھ میں ایک تیز تلوار دے دیں، پھر وہ سب مل کر اس کو قتل کر دیں۔ اس طرح جرم خون تمام قبائل پر ہوگا، اس طرح وہ تمام قبائل سے لڑ نہیں سکتے، وہ خون بہا لینے پر راضی ہو جائیں گے اور ہم انہیں آسانی سے خون بہا دے دیں گے۔ یہ سن کر نجدی بولا کہ یہی ٹھیک ہے، اس کے علاوہ کوئی رائے نہیں ہے۔ سب نے اسے مان لیا اور مجلس برخاست ہوئی۔ قرآن مجید میں اسی قصے کی طرف اشارہ ہے۔

ترجمہ: ''اور جس وقت کافر تیرے حق میں بدسگالی کرتے ہیں کہ تجھ کو قید رکھیں یا جلاوطن کر دیں یا تجھ کو مار ڈالیں اور وہ بدسگالی کرتے ہیں اور اللہ تدبیر کرتا تھا اور اللہ اچھی تدبیر کرنے والا ہے۔''

(ب) تحویل قبلہ پر نوٹ:

نماز اسلام کا ایک اہم رکن ہے اور نماز کی روح خشوع ہے، مقصود اصلی کو تقویت پہنچتی ہے' نماز و جماعت و جمعہ میں اتحاد جہت کا اثر جو دوسرے نمازیوں پر پڑتا ہے محتاج بیان نہیں۔ اس لیے نماز میں ایک جہت کا تعین ضروری ہے بلکہ جو ذات پاک سزاوار عبادت ہے یہ تعین اسی کا حق ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے مکہ میں کعبہ کی طرف نماز پڑھا کرتے تھے، ہجرت کے بعد حکم الٰہی کی مصلحت کچھ عرصہ بیت المقدس آپ کا قبلہ مقرر ہوا۔ آپ نے سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی، یہود آپ پر طعن کیا کرتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مخالفت کرتے ہیں مگر قبلہ میں ہمارے تابع ہیں؟ اس لیے آپ کی آرزو بھی تھی کہ ملت ابراہیمی کی طرح میرا قبلہ بھی ابراہیمی ہو۔ ''بیشک ہم دیکھتے ہیں تیرے منہ کا پھرنا آسمان کی طرف، پس ہم ضرور پھیریں گے تجھ کو اس قبلہ کی طرف جو تو اسے پسند کرتا ہے، پس منہ پھیر اپنا مسجد حرام کی طرف جس جگہ تم ہو۔ پس تم منہ پھیرو اپنے اس کی طرف۔'' کیفیت یہ کہ جب یوم دوشنبہ یا نصف شعبان سہ شنبہ کو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد بنی سلمہ میں ظہر کی نماز پڑھا رہے تھے، تیسری رکعت کے رکوع میں تھے وحی الٰہی سے آپ نے نماز ہی میں کعبہ کی طرف رُخ کر لیا اور مقتدیوں نے آپ کی اقتداء کی۔ اس مسجد کو مسجد ''قبلتین'' بھی کہتے ہیں۔ ایک نمازی جو جماعت میں شامل تھا عصر کے وقت مسجد بنی حارثہ میں گیا، اس نے دیکھا کہ وہاں انصار نماز عصر بیت المقدس کی طرف پڑھ رہے ہیں۔ اس نے تحویل قبلہ کی خبر دی، وہ لوگ نماز ہی میں کعبہ رُخ ہو گئے۔ دوسرے روز قبا میں عین اسی وقت خبر پہنچی جب لوگ فجر کی نماز پڑھ رہے تھے، انہوں نے بھی اس حال میں اپنا رُخ بدل کر کعبہ کی طرف کر لیا۔ تحویل قبلہ یہودیوں پر سخت ناگوار گزرا۔ اس پر اعتراض کرنے لگے، ان کا اعتراض ان آیات میں مذکور ہے اور جواب بھی۔

حصہ دوم: تاریخ

سوال نمبر 4: (الف) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اسم ولقب کی وضاحت کریں؟
(ب) سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل پر دلالت کرنے والی کوئی دو روایتیں قلمبند کریں؟

جواب: (الف) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اسم ولقب:

آپ کا نام عبداللہ ہے اور ابوبکر سے جو آپ مشہور ہیں تو یہ آپ کی کنیت ہے اور صدیق وعتیق آپ کا لقب ہے۔ آپ کے والد کا نام عثمان اور کنیت ابوقحافہ ہے' آپ کی والدہ محترمہ کا نام سلمیٰ ہے جن کی کنیت ام الخیر ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب ساتویں پشت میں مرہ بن کعب پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرہ نسب سے مل جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ واقعہ فیل کے اڑھائی برس بعد مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔

(ب) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا فصل پر دو روایات:

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہ سوال پیدا ہوا کہ ان کا نائب اور خلیفہ کس کو مقرر کیا جائے؟ چنانچہ صحابہ کرام نے متفقہ طور پر آپ کو خلیفہ منتخب کرلیا۔

پہلی روایت:۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خلافت کے معاملہ کو حل کرنے کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت سعد بن عبادہ کے مکان میں جمع ہوئے جن میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور دوسرے بہت اجلہ صحابہ رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ سب سے پہلے ایک انصاری کھڑا ہوا اور کچھ اس طرح خطاب کیا: اے مہاجرین! آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ حضرات میں سے کسی شخص کو کہیں کا عامل مقرر فرماتے تھے تو انصار میں سے بھی ایک شخص کو اس کے ساتھ کر دیا کرتے تھے۔ لہٰذا اس طرح ہم چاہتے ہیں کہ خلافت کے معاملہ میں اسی طرح ہو۔ دوسرے انصاری کھڑے ہوئے انہوں نے بھی اسی قسم کی تقریر فرمائی۔ ان لوگوں کی تقریروں کے بعد حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے فرمایا: حضرات! کیا آپ لوگوں کو معلوم نہیں ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی مہاجرین میں سے تھے۔ لہٰذا ان کا نائب اور خلیفہ بھی مہاجرین ہی میں سے ہوگا۔

(۲) جس طرح لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معاون و مددگار رہے اس طرح خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مددگار رہیں گے۔ یہ فرمانے کے بعد انہوں نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور کہا: یہ اب تمہارے والی ہیں۔ انہوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی، اس کے بعد حضرت عمر فاروق اور ان کے بعد تمام انصار و مہاجرین نے آپ سے بیعت کی۔ اس کے بعد حضرت صدیق اکبر منبر پر رونق افروز ہوئے اور ایک نگاہ ڈالی تو اس مجمع میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا، فرمایا: ان کو بلایا جائے۔ جب حضرت

زبیر رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کے صاحبزادے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص صحابیوں میں سے ہیں، مجھے امید ہے کہ آپ مسلمانوں میں اختلاف نہیں پیدا ہونے دیں گے۔ یہ بات سن کر انہوں نے کہا: اے خلیفہ رسول اللہ! آپ کوئی فکر نہ کریں۔ یہ کہنے کے بعد کھڑے ہوئے اور آپ سے بیعت کرلی۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجمع پر ایک نظر ڈالی تو اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود نہ تھے فرمایا: علی بھی نہیں ہیں، ان کو بھی بلایا جائے۔ جب حضرت علی تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: اے ابوطالب کے صاحبزادے! آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور ان کے داماد ہیں، مجھے امید ہے آپ اسلام کو کمزور ہونے سے بچانے میں ہماری مدد کریں گے، انہوں نے بھی حضرت زبیر کی طرح کہا: اے خلیفہ اول! آپ کچھ فکر نہ کریں، یہ کہہ کر انہوں نے بیعت کرلی۔

سوال نمبر 5: (الف) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہجرت کا واقعہ تحریر کریں؟

(ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ بیان کریں؟

جواب: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ہجرت کا واقعہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہجرت بے مثال ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی شخص نے اعلانیہ ہجرت نہیں کی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہجرت کی نیت سے نکلے تو اپنی تلوار گلے میں لٹکائی، کمان کندھے پر اور ترکش سے تیر نکال کر ہاتھ میں لے لیا۔ پھر بیت اللہ شریف کے پاس حاضر ہوئے جہاں سارے اشراف قریش تھے۔ آپ نے اطمینان سے طواف کیا۔ پھر نہایت اطمینان سے مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز پڑھی، پھر اشراف قریش کی جماعت کے پاس آکر ایک ایک شخص سے الگ الگ فرمایا: تم لوگوں کے چہرے بدشکل ہو کر بگڑ جائیں اور تمہارا ناس ہو۔ پھر فرمایا: جو شخص اپنی ماں کو بے اولاد، اپنی اولاد کو یتیم اور اپنی بیوی کو بیوہ دیکھنا چاہتا ہے، وہ میرا مقابلہ کرے۔ اس للکار پر کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ وہ آپ سے مقابلہ کرنے کی جرأت کرے، اس طرح آپ نے ہجرت فرمائی۔

(ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ یا الٰہ العالمین! مجھے اپنی راہ میں شہادت عطا فرما اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں مجھے موت نصیب فرما!

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دعا اس طرح قبول ہوئی کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے مجوسی غلام ابولؤلؤ نے آپ سے شکایت کی کہ اس کے آقا حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ روزانہ اس سے چار درہم وصول کرتے ہیں، آپ اس سلسلہ میں کمی کرا دیجئے۔ آپ نے فرمایا: تم لوہار اور بڑھئی کا کام کرتے ہو اور

نقاشی بھی بہت عمدہ کرتے ہو تو چار درہم یومیہ تمہارے اوپر زیادہ نہیں ہیں، یہ جواب سن کر وہ تلملاتا ہوا واپس چلا گیا، کچھ دنوں بعد آپ نے اسے بلایا اور فرمایا: تم نے تو کہا تھا کہ میں آپ کے لیے ایسی چکی تیار کروں گا جو ہوا سے چلے گی تو اس نے تیور بدل کر کہا: ہاں میں آپ کے لیے ایسی چکی تیار کروں گا جس کا لوگ ہمیشہ ذکر کریں گے۔ جب وہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا: یہ لڑکا مجھے قتل کی دھمکی دے کر گیا ہے۔ ابولؤلؤ غلام نے آپ کو قتل کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فجر کی نماز کے لیے مسجد نبوی تشریف لے گئے۔ آپ کا طریقہ تھا کہ وہ تکبیر تحریمہ سے پہلے فرمایا کرتے تھے کہ صفیں سیدھی کرلو، یہ سن کر ابولؤلؤ آپ کے بالکل قریب آگیا، آپ کے کندھے اور پہلو پر خنجر سے دو وار کیے جس سے آپ گر پڑے۔ اس کے بعد اس نے نمازیوں پر حملہ کر کے تیرہ آدمیوں کو زخمی کر دیا، جن میں سے چھ افراد کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت جب وہ لوگوں کو زخمی کر رہا تھا تو ایک عراقی نے اسے پکڑلیا، اس پر کپڑا ڈال لیا، جب وہ اس میں الجھ گیا، اس نے اسی وقت خودکشی کرلی۔ چونکہ اب سورج نکلنا ہی چاہتا تھا کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے دو مختصر سورتوں کے ساتھ نماز پڑھائی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آپ کے مکان میں لے گئے۔ پہلے آپ کو نبیذ پلائی گئی جو زخموں سے باہر نکل آئی، دودھ پلایا مگر وہ بھی باہر نکل گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادہ سے فرمایا: ہم پر کتنا قرض ہے؟ انہوں نے حساب کر کے بتایا: چھیاسی ہزار قرض ہے۔ فرمایا: یہ رقم ہمارے مال سے ادا کر دینا اگر اس سے پورا نہ ہو تو بنوعدی سے مانگ لینا، اگر ان سے پورا نہ ہو تو قریش سے لینا۔ فرمایا: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہو کہ عمر اپنے دوستوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت چاہتا ہے؟ آپ کے صاحبزادہ حضرت عائشہ کے پاس گئے، ان سے باپ کی خواہش کا اظہار کیا تو انہوں نے جواب دیا: یہ جگہ تو میں نے اپنے لیے محفوظ کی تھی لیکن اب میں اپنی ذات پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ترجیح دیتی ہوں۔ جب آپ رضی اللہ عنہ کو خبر ملی تو انہوں نے خدا کا شکر ادا کیا۔ ۲۶ ذوالحجہ ۲۳ ہجری بدھ کے دن زخمی ہوئے اور تین دن بعد دس برس چھ ماہ چار دن امور خلافت انجام دے کر ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔

سوال نمبر 6: (الف) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اولیات لکھیں؟

(ب) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شجاعت کے کوئی دو واقعات تحریر کریں؟

جواب: (الف) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اولیات:

امام عسکری اوائل میں لکھتے ہیں کہ جاگیریں سب سے پہلے آپ نے ہی مقرر کیں، چراگاہیں رکھنے کا دستور آپ نے جاری کیا، تکبیر میں سب سے پہلے آپ نے آواز کو پست کیا، سب سے پہلے آپ نے مسجد کی لپائی کرائی، جمعہ کی پہلی اذان آپ نے شروع کی، مؤذنوں کی تنخواہیں آپ نے مقرر کیں، سب سے قبل آپ نے از خود زکوٰۃ نکالنے کا حکم دیا اور آپ ہی سب سے پہلے والدہ کی موجودگی میں خلیفہ بنے۔

(ب) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شجاعت کے دو واقعات:

(۱) جنگ بدر میں جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے اسود بن عبدالاسد مخزومی کو کاٹ کر جہنم میں پہنچایا تو اس کے بعد کافروں کے لشکر کا سردار عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ بن ربیعہ اور اپنے بیٹے ولید بن عتبہ کو ساتھ لے کر میدان میں نکلا اور چلا کر بولا: (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اشراف قریش میں سے ہمارے جوڑ کے آدمی بھیجئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا: اے بنی ہاشم! اٹھو اور حق کی حمایت میں لڑو، جس کے ساتھ اللہ نے تمہارے نبی کو بھیجا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کو سن کر حضرت حمزہ، حضرت علی اور حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہم دشمن کی طرف بڑھے۔ لشکر کا سردار عتبہ، حضرت حمزہ کے مقابل ہوا اور ذلت کے ساتھ مارا گیا، ولید جسے اپنی بہادری پر بڑا ناز تھا وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ کے لیے مست ہاتھی کی طرح جھومتا ہوا آگے بڑھا اور ڈینگیں مارتے ہوئے آپ پر حملہ کیا مگر شیر خدا نے تھوڑی ہی دیر میں اسے مار گرایا، ذوالفقار حیدری نے اس کے گھمنڈ و غرور کو خاک میں ملا دیا۔ اس کے بعد آپ نے دیکھا کہ عتبہ کے بھائی شیبہ نے حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ کو زخمی کر دیا ہے تو آپ نے جھپٹ کر اس پر حملہ کیا اور اسے بھی واصل جہنم کر دیا۔

(۲) جنگ احد میں جب مسلمان آگے اور پیچھے سے کفار کے بیچ میں آ گئے جس کے سبب بہت سے لوگ شہید ہوئے تو اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی کافروں کے گھیرے میں آ گئے، انہوں نے اعلان کیا: تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم شہید کر دیے گئے ہیں۔ یہ اعلان سن کر مسلمان پریشان ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب کافروں نے مسلمانوں کو آگے پیچھے سے گھیر لیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میری نگاہ سے اوجھل ہو گئے، میں نے زندوں میں دیکھا وہاں نہیں پایا، میں نے مُردوں میں دیکھا وہاں نہیں پایا، میں نے سوچا ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ سے بھاگ جائیں، میں نے سوچا: یقیناً اللہ نے فرشتوں کے ذریعے ان کو آسمانوں کی طرف اٹھا لیا ہے، اب میں بھی ان کفار میں گھس جاؤں اور ان کو مارتے مارتے شہید ہو جاؤں۔ پھر میں کافروں میں گھس گیا، آخر کار میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا اور بھاگ کر ان کے پاس چلا گیا، کفار حملہ کرنے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی ان کو روکو۔ تو میں نے تنہا ان سب کا مقابلہ کیا اور مار بھگایا، ان سب کے بعد ایک اور گروہ نے آپ پر حملہ کیا تو میں نے اکیلے ان کو مار بھگایا۔ اس موقع پر حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے انہوں نے میری بہادری کی تحسین کی تو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ یہ سن کر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا: بیشک میں تم دونوں سے ہوں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)
سالانہ امتحان الشہادۃ الثانویۃ الخاصۃ سال ۱۴۴۱ھ/2020ء
سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۴۱ھ/2020ء
پہلا پرچہ: قرآن مجید واصول تفسیر

کل نمبر: ۱۰۰

وقت: تین گھنٹے

نوٹ: تمام سوالات حل کریں۔

حصہ اول: قرآن مجید

سوال نمبر 1: درج ذیل میں سے کوئی چھ آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں۔ ۶۰=۱۰×۶

۱- يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ۝

۲- وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ؕ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّاۤ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ؕ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۝

۳- كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ۝

۴- اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۝

۵- وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَآئِرَ ؕ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ۝

۶- وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۝

۷- وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّاۤ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ۝

۸- يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ۝

۹- اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ

اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۝

سوال نمبر 2: درج ذیل الفاظ میں سے پانچ الفاظ کے معانی لکھیں؟ ۱۰=۲×۵

مکاء، رباط الخیل، کل موصد، اجدر، ریبۃ، اطمانوا، السحرۃ، اھبط

حصہ دوم: اصول تفسیر

سوال نمبر 3: درج ذیل میں سے صرف دو اجزاء کا جواب تحریر کریں؟

۱-قرآن پاک کا نزول حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کیوں ہوا؟ قرآن و حدیث کا فرق بیان کریں؟ ۱۵=۸+۷

۲-قرآن پاک کی حفاظت پر ایک مفصل مضمون قلمبند کریں؟ ۱۵

۳-تفسیر کے معنی اوراس کی تحقیق قلمبند کریں؟ ۱۵

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2020ء

پہلا پرچہ: قرآن مجید واصول تفسیر

حصہ اول: قرآن مجید

سوال نمبر 1: درج ذیل آیات مبارکہ کا ترجمہ کریں۔

۱-یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا وَّیُکَفِّرْ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ط وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۝

۲-وَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ اَلَّفَ بَیْنَھُمْ ط اِنَّہٗ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ۝

۳-کَیْفَ وَاِنْ یَّظْھَرُوْا عَلَیْکُمْ لَا یَرْقُبُوْا فِیْکُمْ اِلًّا وَّلَا ذِمَّۃً ط یُرْضُوْنَکُمْ بِاَفْوَاھِھِمْ وَتَاْبٰی قُلُوْبُھُمْ وَاَکْثَرُھُمْ فٰسِقُوْنَ۝

۴-اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَھَاجَرُوْا وَجٰھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ اَعْظَمُ دَرَجَۃً عِنْدَ اللّٰہِ ط وَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَآئِزُوْنَ۝

۵-وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ یَّتَّخِذُ مَا یُنْفِقُ مَغْرَمًا وَّیَتَرَبَّصُ بِکُمُ الدَّوَآئِرَ ط عَلَیْھِمْ دَآئِرَۃُ السَّوْءِ ط وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ۝

٦-وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ○

٧-وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ○

٨-يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ○

٩-اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ؕ قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ وَّادْعُوْا مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ○

جواب: ترجمہ آیات قرآنی:

۱-اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرو گے، تو وہ تمہیں دے گا جس سے تم حق کو باطل سے جدا کرلو، وہ تمہارے گناہ مٹا دے گا اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔

۲-اور اس نے ان کے دلوں کو ملا دیا ہے، اگر تم زمین میں جو کچھ ہے، وہ سب خرچ کر دیتے، تو تم ان کے دلوں کو نہ ملا سکتے، اور مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو نرم کر دیا۔ بے شک اللہ وہی غالب حکمت والا ہے۔

۳-بھلا وہ کیوں کر (اپنا حال) تم پر ظاہر کریں کہ تم پر قابو پائیں تو وہ نہ قرابت کا لحاظ کریں اور نہ عہد و پیمان کا، وہ اپنے منہ سے تمہیں راضی کرتے ہیں اور ان کے دلوں میں انکار ہے اور ان میں سے اکثر نافرمان ہیں۔

۴-وہ لوگ جو ایمان لائے، وہ اللہ کی راہ میں لڑنے کے لیے نکلے، اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا درجہ بڑا ہے۔ وہی اپنی مراد کو پہنچے۔

۵-کچھ گنوار وہ ہیں، جو اللہ کی راہ میں جو خرچ کرتے ہیں، وہ اسے تاوان سمجھتے ہیں، تم پر گردشیں آنے کے انتظار میں رہتے ہیں، بری گردش انہی پر ہے اور اللہ سننے جاننے والا ہے۔

٦-جو کچھ وہ خرچ کرتے ہیں چھوٹا، یا بڑا اور جو وہ وادی طے کرتے ہیں، یہ سب کچھ ان کے لیے لکھا جاتا ہے، تا کہ اللہ تعالیٰ ان کے کاموں کا انہیں بہتر صلہ عطا کرے۔

۷-لوگ ایک ہی امت (جماعت) تھے، پھر وہ مختلف ہو گئے، اگر تمہارے رب کی طرف سے یہ بات پہلے نہ ہو چکی ہوتی، تو یہی ان کے اختلافوں کا ان پر فیصلہ ہو گیا ہوتا۔

۸-اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت آئی، دلوں کی صحت، ہدایت اور رحمت

ایمان والوں کے لیے۔

۹-کیا کہتے ہیں وہ کہ انہوں نے اسے دل سے بنالیا ہے؟ تم فرماؤ! تم اس کی مثل دس سورتیں بنالاؤ، اور اللہ کے سوا جو مل سکیں سب کو اپنے ساتھ ملالو، اگر تم سچے ہو۔

سوال نمبر2: درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیں؟

مُكَاءً، رِبَاطِ الْخَيْلِ، كُلِّ مَرْصَدٍ، اَجْدَرٍ، رِيْبَةٌ، اِطْمَاَنُّوْا، السَّحرة، اِهْبِطْ

جواب: الفاظ کے معانی:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
مُكَاءً	سیٹیاں	رِبَاطِ الْخَيْلِ	باندھے ہوئے گھوڑے
كُلِّ مَرْصَدٍ	انتظارگاہ	اطمأنوا	وہ سب مطمئن ہوگئے
رِيْبَةٌ	شک، تہمت	اِهْبِطْ	تو اتر جا
السَّحرة	جادوگر	اَجْدَرٍ	؟؟

حصہ دوم: اصول تفسیر

سوال نمبر3: درج ذیل اجزاء کا جواب تحریر کریں؟

۱-قرآن پاک کا نزول حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کیوں ہوا؟ قرآن وحدیث کا فرق بیان کریں؟

۲-قرآن پاک کی حفاظت پر ایک مفصل مضمون قلمبند کریں؟

۳-تفسیر کے معنی اور اس کی تحقیق قلمبند کریں؟

جواب: (ا) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کا نزول ہونے کی وجہ:

بندوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ حق تعالیٰ کے احکام کو مانیں لیکن یہ ماننا جب ضروری ہوگا، جب وہ احکام نبی کی پاک زبان سے ادا ہوں، حق تعالیٰ بلا واسطہ کسی غیر نبی سے کلام نہیں کرتا۔ اگر جبریل علیہ السلام انسانی شکل میں آکر لوگوں کو احکام سنا جاتے، تو کبھی ان پر عمل کرنا ضروری نہ ہوتا۔ اسی طرح کوئی غیر نبی خواب، یا الہام، یا غیبی آواز سے کسی حکم پر مطلع ہو جائے، تو اس کا ماننا شرعاً لازم نہ ہوگا، ایک بار حضرت جبریل علیہ السلام انسانی شکل میں سائل بن کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے آپ سے دریافت کیا: ایمان کیا ہے؟ اسلام کیا ہے؟ احسان کیا ہے؟ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جوابات دیے، وہ روانہ ہوگئے، تو آپ نے فرمایا: وہ حضرت جبریل علیہ السلام تھے، جو تمہیں دین کی باتیں سکھانے کے لیے آئے تھے۔ دیکھو اس موقع پر حضرت جبریل امین علیہ السلام نے خود ہی نہ کہہ دیا

کہ اے صاحبو! میں جبریل ہوں، تمہیں فلاں فلاں حکم دیتا ہوں، کیونکہ وہ جانتے تھے کہ میری اطاعت ان پر واجب نہیں ہو گی۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پاک سے وہ کلمات لوگوں کو سنوائے۔ آئمہ کرام کا قیاس بھی حق تعالیٰ کے فرمان یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پر مبنی ہوتا ہے' ہمارے اس کلام سے نتیجہ یہ برآمد ہوا:

اصل اصول بندگی اس تاجور کی ہے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

قرآن وحدیث میں فرق:

قرآن وحدیث دونوں وحی الٰہی ہیں، دونوں کی اطاعت ضروری ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ قرآن کریم کی عبارت اور مضمون دونوں خدا کی طرف سے ہیں، گویا جس طرح حضرت جبریل علیہ السلام نے آ کر قرآن سنایا، بالکل اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو بیان کر دیا، انہیں لکھا دیا اور انہیں سمجھا دیا۔ حدیث میں یہ ہے کہ مضمون پروردگار کی طرف سے ہوتا ہے اور الفاظ وعبارت مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہوتی ہے۔ اب مضمون کا رب کی طرف سے ہونا، خواہ بطور الہام ہوتا ہے، یا فرشتہ عرض کرتا ہے مگر تلاوت الفاظ کی ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ احکام قرآن' حدیث سے منسوخ ہو سکتے ہیں۔ دیکھیں غیر اللہ کو سجدہ تعظیمی کرنا قرآن سے ثابت ہے، مگر حدیث میں اسے منسوخ قرار دیا گیا ہے۔

ارشاد ربانی ہے: وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (البقرہ:۱۲۹)

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتے ہیں۔" اگر حدیث کو ماننا ضروری نہ ہوتا، تو آیت مبارکہ میں لفظ "الحکمة" استعمال نہ کیا جاتا۔

اگر قرآن کریم سے احکام ومسائل ہر شخص نکال لیا کرتا، تو اس کے سکھانے کے لیے پیغمبر کیوں بھیجے گئے؟ نیز جس طرح قرآن کریم کے ہوتے ہوئے، حدیث پاک سننے کی ضرورت ہے، حدیث کے ماننے سے قرآن کا ناقص ہونا لازم نہیں آتا، اسی طرح قرآن وحدیث کے ہوتے ہوئے، ہم جیسوں کو فقہ کے ماننے کی بھی ضرورت ہے اور فقہ کو ماننے سے بھی قرآن وحدیث کا ناقص ہونا لازم نہیں آتا۔

۲- قرآن کریم کی حفاظت پر مضمون:

قرآن کریم سے پہلے کئی کتابیں تھیں مثلاً تورات، انجیل اور زبور وغیرہ ایک خاص مدت تک اور خاص خاص اقوام کے لیے دنیا میں بھیجی گئیں، اس لیے ان کی حفاظت کا ذمہ حق تعالیٰ نے خود نہ لیا، جس کا نتیجہ یہ سامنے آیا کہ ان انبیاء کرام علیہم السلام کے وصال کے بعد وہ کتب قریب قریب ختم ہو گئیں، لیکن قرآن کریم تمام جہان کے لیے آیا اور ہمیشہ کے لیے آیا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے، چنانچہ

ارشادِ خداوندی ہے:

نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ (الحجر:۹)

''ہم نے ذکر (قرآن) کو نازل کیا اور بے شک ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

اس کتاب کی حفاظت اس طرح ہوئی کہ کوئی شخص اس میں زبر، زیر کا فرق نہ کر سکا، اس کی حفاظت کا ذریعہ ہوا کہ قرآن فقط کاغذ تک محدود نہ رہا، بلکہ مسلمانوں کے سینوں میں محفوظ کیا گیا۔ صحابہ کرام کے زمانہ کی حالت تو ہم سنی سنائی بیان کر سکتے ہیں، مگر اس زمانہ میں تو مشاہدہ ہو رہا ہے کہ اگر کسی چھوٹے سے گاؤں میں بھی کسی مجمع کے سامنے کوئی تلاوت کرنے والا ایک زیر، یا زبر کی بھی غلطی کرتا ہے، تو ہر چہار طرف سے صدائے احتجاج بلند ہو جاتی ہے کہ آپ نے کلام الٰہی غلط پڑھا ہے۔ اس وقت تو ہر علاقہ بلکہ ہر محلّہ میں بلکہ تقریباً ہر دوسرے گھر حافظ قرآن موجود ہے۔

اس کی مثال یوں بھی بیان کی جا سکتی ہے کہ جب بچہ سکول میں داخل ہوتا ہے، تو چونکہ اسے ابھی کتاب سنبھالنے کی لیاقت نہیں ہوتی، لہٰذا اس کے استاد چھوٹے چھوٹے قاعدے اور کتابیں، اسے خرید کر دیتے ہیں، وہ بچہ کتابیں پڑھتا بھی جاتا ہے اور ضائع بھی کرتا ہے۔ جب بچہ قدرے ہوش سنبھالتا ہے، تو اب وہ بچہ کتابیں پھاڑتا نہیں، لیکن ان پر لکھ لکھ کر خراب کرتا ہے۔ پھر جب وہ مزید سمجھدار ہو جاتا ہے اور اب وہ کتاب کی قدر و قیمت پہچانتا ہے، تو اب وہ کتاب کو جان سے بھی زیادہ عزیز سمجھتا ہے۔ اس طرح دنیا خدائی کتابوں کو سنبھال کر نہ رکھ سکی، تو انہوں نے انہیں برباد کر دیا۔ پھر انہوں نے تورات، زبور اور انجیل میں بھی تبدیلی کر کے اسے غلط ملط بنا دیا۔ آخر میں قرآن کریم لایا گیا، لوگوں (امت محمدیہ) نے اس کو پہچانا، اس کی قدر و قیمت کو معلوم کیا، اس کی ضرورت و اہمیت کو جانا اور اسے اپنے سینوں میں محفوظ کر لیا۔ اس سلسلہ میں لاتعداد مدارس قائم ہوئے، جن میں خواتین و حضرات اپنے سینوں کو انوار قرآن کی روشنی سے منور کرتے ہیں اور یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔

۳۔ تفسیر کا معنیٰ اور اس کی تحقیق:

لفظ تفسیر ''فَسَّرَ'' سے مشتق ہے، جس کے معنیٰ کھولنا، محاورہ میں تفسیر یہ ہے کہ کلام کرنے والے کا مقصد اس طرح بیان کرنا جس میں شک و شبہ باقی نہ رہے۔ مفسرین کی اصطلاح میں تفسیر یہ ہے کہ قرآن پاک کے وہ احوال بیان کرنا جس میں عقل کو دخل نہیں بلکہ نقل کی ضرورت ہو جیسے آیات کا شانِ نزول، یا ان کا ناسخ اور منسوخ ہونا وغیرہ۔ تفسیر بالرائے حرام ہے، کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص قرآن میں اپنی رائے سے کچھ کہے اور ٹھیک بھی کہہ جائے جب بھی خطا کار ہے، تفسیر قرآن کے چند مرتبے ہیں:

(۱) تفسیر قرآن بالقرآن یہ سب سے مقدم ہے۔

(۲) تفسیر قرآن بالحدیث، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صاحب قرآن ہیں۔ ان کی تفسیر نہایت صحیح اور اعلیٰ۔

(۳) قرآن کی تفسیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، فقہاء کرام اور خلفائے راشدین کے اقوال سے ہو۔

(۴) تفسیر قرآن تابعین یا تبع تابعین کے اقوال سے۔ لفظ ''تاویل'' اَوَّلَ سے مشتق ہے، اس کے معنیٰ رجوع کرنا۔ اصطلاح میں ''تاویل'' یہ ہے کہ کسی کلام میں چند احتمال ہوں، ان میں سے کسی احتمال کو قرآن اور علمی دلائل سے ترجیح دینا، یا کلام میں علمی نکات وغیرہ نکال سکتا ہے، مگر شرط یہ ہے خلاف شریعت ہرگز نہ ہو۔ اس لیے مفسرین اپنی قوت علمی سے قرآن پاک میں بڑے بڑے نکات بیان فرماتے ہیں اور ہر ایک کے لیے نقل پیش نہیں فرماتے۔ امام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے احیاء العلوم شریف باب ہشتم میں فرمایا: قرآن پاک کے لیے ایک ظاہری معنیٰ ہیں اور ایک باطنی۔ ظاہری معنیٰ کی تحقیق علمائے شریعت فرماتے ہیں اور باطنی کی صوفیائے کرام۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگر میں چاہوں تو سورۃ فاتحہ کی تفسیر سے ستر اونٹ بھر دوں، مگر باطنی تفسیر ظاہری معنیٰ کے خلاف ہرگز نہ ہوگی۔

''تحریف'' مشتق ہے ''حرف'' سے۔ ''حرف'' کے معنیٰ ہیں علیحدگی یا کنارہ۔ اصطلاح میں تحریف یہ ہے کہ کلام کا مطلب ایسا بیان کیا جائے، جو کلام کرنے والے مقصد کے خلاف ہو۔ مفسرین کی اصطلاح میں تحریف دو طرح کی ہے۔ تحریف لفظی اور تحریف معنوی۔ تحریف لفظی یہ ہے کہ قرآن پاک کی عبارت کو دیدہ دانستہ بدل دیا جائے جیسا کہ یہود و نصاریٰ نے اپنی کتابوں میں کیا، تحریف معنوی یہ ہے کہ قرآن پاک کے ایسے معنیٰ اور مطلب بیان کیے جائیں، جو کہ اجماع امت یا عقیدہ اسلامیہ یا اجماع مفسرین یا تفسیر قرآن کے خلاف ہوں۔ وہ یہ کہے کہ وہ یہ معنیٰ نہیں بلکہ یہ ہیں، جو میں بیان کر رہا ہوں جیسا کہ زمانہ حال میں چکڑالوی، قادیانی، البھائی وغیرہ لوگ کر رہے ہیں، دونوں قسم کی تحریفیں کفر ہیں۔

☆☆☆☆☆☆

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۴۱ھ/2020ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے کوئی دو، دو سوالات کے جوابات تحریر کریں؟

حصہ اول: حدیث شریف

سوال نمبر 1: عن عبدالله بن عمرو أن النبی صلی الله علیه وسلم قال اربع من کن فیه کان منافقا خالصا ومن کانت فیه خصلة منهن کانت فیه خصلة من النفاق حتی یدعها اذا ائتمن خان واذا حدث کذب واذا عاهد غدر واذا خاصم فجر

(الف) اعراب لگائیں اور ترجمہ تحریر کریں؟ ۲۰=۱۰+۱۰

(ب) وعدہ پورا کرنے کی اہمیت کے حوالے سے کوئی ایک آیت مبارکہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ایک واقعہ قلمبند کریں؟ ۱۵=۷+۸

سوال نمبر 2: باب فی التسمیة فی اوله والحمد فی آخره عن ابی امامة أن النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا رفع مائدته قال الحمد لله کثیرا طیبا مبارکا فیه غیر مکفی ولا مستغنی عنه ربنا

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور تشریح وتوضیح قلمبند کریں نیز باب کے ساتھ حدیث کا تعلق بیان کریں؟ ۲۰=۸+۸+۴

(ب) احادیث مبارکہ کی روشنی میں کھانے کے کوئی پانچ آداب سپرد قلم کریں؟ ۱۵=۵×۳

سوال نمبر 3: (الف) کس رنگ کا لباس پہننا افضل ہے اور کونسے رنگوں کا جائز؟ احادیث مبارکہ سے دلائل دیکر اپنا موقف واضح کریں۔ ۱۵=۸+۷

(ب) (i) مردوں کے لیے ریشم کا لباس پہننے کا حکم لکھیں۔ (ii) کسی صورت میں مرد کے لیے ریشم پہننے کی اجازت ہے یا نہیں؟ دونوں کا جواب حدیث کی روشنی میں دیں؟ ۱۰=۵+۵

(ج) نیا لباس پہننے کی دعا تحریر کریں، نیز سونے (لیٹنے) کے کوئی پانچ آداب سپرد قلم کریں؟ ۱۰=۵+۵

حصہ دوم: اصول حدیث

سوال نمبر 4: کیا احادیث مبارکہ کی تدوین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈھائی سو سال بعد ہوئی؟ آپ اس بارے میں کیا جانتی ہیں؟ تفصیلاً تحریر کریں؟ ۱۵

سوال نمبر 5: مرفوع، مرسل، منکر، معلل اور حدیث غریب میں سے کوئی تین احادیث کی تعریف کریں؟ ۱۵=۵×۳

سوال نمبر 6: مندرجہ ذیل اصطلاحات میں سے کوئی سی تین کی تعریفات مع امثلہ لکھیں؟ ۱۵=۵×۳
طالب، شیخ، حافظ، حجۃ، حاکم

☆☆☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2020ء

دوسرا پرچہ: حدیث واصول حدیث

حصہ اوّل: حدیث شریف

سوال نمبر 1: عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ اَرْبَعٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ كَانَ مُنَافِقًا خَالِصًا وَمَنْ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنْهُنَّ كَانَتْ فِيْهِ خَصْلَةٌ مِنَ النِّفَاقِ حَتّٰى يَدَعَهَا اِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ وَاِذَا حَدَّثَ كَذِبَ وَاِذَا عَاهَدَ غَدَرَ وَاِذَا خَاصَمَ فَجَرَ

(الف) اعراب لگائیں اور ترجمہ تحریر کریں؟

(ب) وعدہ پورا کرنے کی اہمیت کے حوالے سے کوئی ایک آیت مبارکہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ایک واقعہ قلمبند کریں؟

جواب: (الف) اعراب اوپر عبارت پر لگا دیے گئے ہیں اور ترجمہ حدیث درج ذیل:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے منقول ہے: بے شک حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس میں چار علامات پائی جائیں، وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان میں سے ایک پائی جائے، اس میں منافقت کی ایک علامت ہوگی حتیٰ کہ وہ اسے چھوڑ دے، جب اسے امین بنایا جائے، تو وہ خیانت کرے، جب وہ بات کرے تو جھوٹ کہے، جب وہ وعدہ کرے تو عہد شکنی کرے اور جب جھگڑا کرے تو گالیاں بکے۔

(ب) ایفاءوعدہ کے حوالے سے ایک آیت اور ایک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ:

قرآنی آیت: ایفاء عہد کے حوالے سے ارشاد ربانی ہے: وَ اَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ○ تم (اپنا) وعدہ پورا کرو، بے شک وعدہ کے بارے میں تم سے پوچھا جائے گا۔

ایفاء عہد کے حوالے سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا واقعہ:

ایفاء عہد کے حوالے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد واقعات ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے ایک دفعہ کسی سے خرید وفروخت کا معاملہ کیا، اس آدمی نے آپ سے وعدہ کیا کہ معاملہ کو پائے تکمیل تک پہنچانے کے لیے میں ابھی حاضر ہوتا ہوں، وہ اپنے واپسی کے وعدہ کو بھول گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تین دن تک اسی مقام پر تشریف فرمار ہے، پھر وہ آدمی اپنے کسی کام کے لیے نکلا، وہ اسی راستہ میں جانا چاہتا تھا، جب اس نے آپ کو دیکھا تو اسے اپنا وعدہ یاد آ گیا، آپ نے اسے مخاطب ہو کر ناراضگی کا اظہار نہیں کیا تھا بلکہ آپ نے صرف اتنا فرمایا: تمہارے انتظار میں مجھے اذیت اٹھانا پڑی ہے۔ اس آدمی نے اپنی غلطی کا احساس کرتے ہوئے، آپ سے معذرت کی اور آئندہ ایفاء عہد کو پورا کرنے کا وعدہ کیا۔

سوال نمبر 2: باب في التسمية في اوله والحمد في اٰخره عن ابی امامة أن النبی صلی الله علیه وسلم کان اذا رفع مائدته قال الحمد لله کثیرا طیبا مبارکا فیه غیر مکفی ولا مستغنی عنه ربنا

(الف) حدیث شریف کا ترجمہ کریں اور تشریح وتوضیح قلمبند کریں؟ نیز باب کے ساتھ حدیث کا تعلق بیان کریں؟

(ب) احادیث مبارکہ کی روشنی میں کھانے کے کوئی پانچ آداب سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ حدیث:

''شروع میں بسم اللہ اور آخر میں الحمد للہ پڑھنے کا بیان'' حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: بے شک جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دستر خوان اٹھالیا جاتا یعنی جب آپ کھانے سے فارغ ہوتے' تو یوں دعا کرتے: ہر قسم کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے، جو حمد زیادہ پاکیزہ ہو، اس میں برکت موجود ہو، جو کفایت نہ کرے اور نہ ہی اسے چھوڑا گیا ہو اور نہ ہی ہمارا پروردگار اس سے بے نیازی اختیار کرے۔

تشریح وتوضیح:

خاتم الانبیاء حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے امت کی تربیت وتعلیم کے تین طریقے

تھے: (۱) بذریعہ قول یعنی آپ زبان مبارک سے وعظ و تلقین فرماتے۔ (۲) اپنے فعل سے تعلیم دیتے۔ (۳) قول اور فعل دونوں طریقوں سے تعلیم دیتے۔ اس حدیث مبارکہ میں تیسرا طریقہ اختیار کیا گیا ہے یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھتے تھے اور فراغت پر اللہ کا شکر و حمد بجالاتے تھے۔ امت کو بھی اپنے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور طریقہ کو اپنانا چاہیے۔ کھانا کھاتے وقت چھوٹے لقمے لینا، اپنے سامنے سے کھانا، اس سے نقص نہ نکالنا اور برتن کو صرف کرنا وغیرہ۔

حدیث کا باب سے تعلق:

زیر بحث حدیث کا "باب فی التسمیة فی اوله والحمد فی آخره" سے تعلق یعنی ایسا باب جس میں کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ اور فراغت پر الحمد للہ پڑھنے اور شکر بجالانے کی تعلیم دی گئی ہے۔ کھانے کے آغاز میں بسم اللہ پڑھنے سے شیطان کھانے میں شامل نہیں ہوتا اور اختتام میں حمد و شکر بجالانے سے انسان کسی حد تک اللہ تعالیٰ کی نعمت کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

احادیث کی روشنی میں کھانا کھانے کے پانچ آداب:

احادیث کی روشنی میں کھانا کھانے کے پانچ آداب درج ذیل ہیں:

۱- درمیان سے کھانا نہ کھانا: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: برکت کی چیز کھانے کے درمیان میں نازل ہوتی ہے، اس لیے تم اسے کناروں کی طرف سے کھاؤ اور درمیان میں سے نہ کھاؤ۔

۲- ٹیک لگا کر کھانا کھانے میں کراہت ہونا: حضرت ابوجحیفہ وہب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ٹیک لگا کر نہیں کھاتا۔

۳- انگلیوں کو چاٹ کر صاف کرنا: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی آدمی کھانا کھائے، تو وہ اس وقت تک اپنی انگلیوں کو صاف نہ کرے جب تک انہیں چاٹ نہ لے، یا پھر وہ کسی سے چٹوا نہ لے۔

۴- برتن صاف کرنا: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں اس بات کا علم نہیں ہے کہ تمہارے کھانے کی کس جگہ میں برکت ہے۔

۵- گرے ہوئے لقمے کو صاف کر کے کھانا: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی شخص کا لقمہ گر جائے، تو وہ اسے اٹھا لے اور اس پر جو کچھ لگا ہو، اسے صاف کر لے اور اسے کھا لے، اسے شیطان کے لیے نہ چھوڑے اور اپنا ہاتھ رومال سے اس وقت تک صاف نہ کرے جب تک انگلیوں کو چاٹ نہ لے، کیونکہ وہ اس بات کو نہیں جانتا کہ کھانے میں برکت کس جگہ ہے۔

سوال نمبر 3: (الف) کس رنگ کا لباس پہننا افضل ہے اور کونسے رنگوں کا جائز؟ احادیث مبارکہ سے دلائل دیکر اپنا مؤقف واضح کریں۔

(ب) (i) مردوں کے لیے ریشم کا لباس پہننے کا حکم لکھیں۔ (ii) کسی صورت میں مرد کے لیے ریشم پہننے کی اجازت ہے یا نہیں؟ دونوں کا جواب حدیث کی روشنی میں دیں؟

(ج) نیا لباس پہننے کی دعا تحریر کریں نیز سونے (لیٹنے) کے کوئی پانچ آداب سپرد قلم کریں؟

جواب: (الف) کون سے رنگ کا لباس افضل اور کون سے رنگوں کا جائز:

۱- سفید لباس کا استعمال: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سفید لباس زیب تن کیا کرو، کیونکہ یہ زیادہ پاکیزہ اور صاف ہوتا ہے اور اسی میں تم اپنے مُردوں کو کفن دو۔

۲- سبز لباس پہننا: حضرت رمثہ رفاع تیمی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے سبز لباس زیب تن کیا ہوا تھا۔

۳- سیاہ عمامہ کا استعمال: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تو آپ نے سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا۔

اپنا مؤقف: ضرورت کے تحت ہر رنگ کا لباس زیب تن کرنا جائز ہے مگر مردوں کے لیے سفید رنگ کا لباس زیب تن کرنا افضل ہے۔ خواتین بھی ضرورت کے تحت ہر رنگ کا لباس زیب تن کر سکتی ہیں مگر ان کے لیے ایسا رنگ افضل ہے، جو مردوں سے مشابہت نہ رکھتا ہو۔

(ب) (i) مردوں کے لیے ریشم کا لباس پہننے کی ممانعت:

دنیا میں مردوں کے لیے ریشم کا لباس زیب تن کرنا منع ہے، اس پر دلائل حسب ذیل ہیں:

۱- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ریشم نہ پہنا کرو، کیونکہ جو آدمی دنیا میں اسے زیب تن کرتا ہے، وہ آخرت میں اسے نہیں پہن سکے گا۔

۲- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دنیا میں ریشم پہنے گا، وہ آخرت میں اسے نہیں پہن سکے گا۔

(ii) مردوں کے لیے ریشم کے استعمال کے جواز کی صورتیں:

ان روایات سے ثابت ہوا کہ مردوں کے لیے دنیا میں ریشم کا لباس زیب تن کرنا منع ہے، مگر کسی عذر، یا مجبوری اور یا ضرورت کے وقت اس کا استعمال کرنا جائز ہے۔ اس مسئلہ میں دلیل یہ حدیث مبارکہ ہے: عن

انس رضی اللہ تعالٰی عنہ، قال: رخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للزبیر وعبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنھما فی لبس الحریر لحکۃ کانت بھما۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما کو ریشم پہننے کی اجازت دی تھی، کیونکہ ان دونوں حضرات کو خارش تھی۔

(ج) نیا لباس پہننے کی دعا:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی کپڑا پہنتے تو اس کا نام لے کر عمامہ، قمیص اور یا چادر یہ دعا فرمایا کرتے تھے: اللّٰھم لک الحمد انت کسوتنیہ اسئلک خیرہ وخیر ما منع بہ واعوذبک من شرہ وما منع بہ اے اللہ! ہر قسم کی حمد تیرے لیے ہے، تو نے مجھے لباس پہنایا، میں تجھ سے اس کی بھلائی اور اس کی ممانعت کا سوال کرتا ہوں اور تجھ سے اس کی بھلائی اور شر کے حوالے سے پناہ طلب کرتا ہوں۔

سونے کے پانچ آداب:

سونے کے اسلامی آداب کثیر ہیں، ان میں سے پانچ آداب احادیث کی روشنی میں درج ذیل ہیں:

۱-باوضو سونا: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: جب تم اپنے بستر پر جاؤ، تو وضو کرلیا کرو جیسے تم نماز کے لیے وضو کرتے ہو، پھر دائیں پہلو پر لیٹو، پھر یہ دعا پڑھو، (جو اوپر کی روایت میں ہے) تم ان کلمات کو اپنی آخری بات بنالو۔

۲-دائیں پہلو لیٹنا: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت گیارہ رکعات ادا کرتے تھے، جب صبح صادق ہو جاتی تو آپ دو مختصر رکعات ادا کرتے، پھر دائیں پہلو کے بل لیٹ جاتے، حتیٰ کہ مؤذن حاضر خدمت ہوتا اور وہ آپ کو بلاتا۔

۳-سوتے وقت دعا پڑھنا: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کے وقت اپنے بستر پر آتے، تو اپنا دایاں دست مبارک اپنے رخسار کے نیچے رکھتے، پھر یوں دعا کرتے: اللّٰھم باسمک اموت واحیا۔ پھر جب آپ بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھتے: الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور۔

۴-پیٹ کے بل سونے کی ممانعت: حضرت یعیش بن طغفہ غفاری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: میرے والد گرامی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں مسجد نبوی میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا، کسی شخص نے اپنے پاؤں کے ذریعے مجھے حرکت دی اور وہ بولا: لیٹنے کا یہ ایسا طریقہ ہے، جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے، ان کا بیان ہے: جب میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

۵-سوتے وقت اللہ کا ذکر کرنا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی کسی مجلس میں بیٹھے اور وہ اللہ کا ذکر نہ کرے، تو اس میں اس کے لیے گناہ ہوگا۔

حصہ دوم: اصول حدیث

سوال نمبر 4: کیا احادیث مبارکہ کی تدوین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ڈھائی سو سال بعد ہوئی؟ آپ اس بارے میں کیا جانتی ہیں؟ تفصیلاً تحریر کریں؟

جواب: تدوین احادیث:

معاندین اور منکرین احادیث کی طرف سے ایک سوال یہ اٹھایا جاتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے دو اڑھائی سو سال بعد احادیث کی تدوین ہوئی، لہٰذا احادیث خود ساختہ باتوں کا مجموعہ ہے، ان کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور ان سے ہرگز ہرگز احکام شرعی ثابت نہیں ہو سکتے؟۔

اس حوالے سے گزارش یہ ہے کہ یہ اعتراض بے بنیاد اور عناد پر مبنی ہے، اس میں کوئی وزن نہیں ہے، کیونکہ صحابہ کرام جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشادات سنتے، تو اس کو مختلف چیزوں پر لکھ لیتے تھے، اس طرح تدوین احادیث کا آغاز صدیوں بعد نہیں بلکہ دور رسالت میں ہی شروع ہو چکا تھا۔ چنانچہ صحیح بخاری میں روایت منقول ہے کہ جب فتح مکہ کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل اور جامع خطبہ ارشاد فرمایا، ایک آدمی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ یہ خطبہ مجھے لکھ دیں؟ آپ نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ تم یہ خطبہ انہیں لکھ دو۔

اس حوالے سے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا واقعہ بھی موجود ہے، ان کا بیان ہے کہ میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ لکھ لیا کرتا تھا، بعض لوگوں نے مجھے لکھنے سے منع کر دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی انسان ہیں، ہمہ وقت آپ کی حالت یکساں نہیں ہوتی، کبھی آپ راضی ہوتے ہیں اور کبھی ناراض بھی؟ میں نے اس واقعہ کا ذکر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اس منہ سے سوا حق کے کوئی بات نہیں نکلتی۔

علاوہ ازیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی احادیث مبارکہ لکھ لیا کرتے تھے۔ نیز مختلف صحابہ کرام کے پاس ان کے لکھے ہوئے احادیث کے مجموعہ جات موجود تھے۔ اس طرح تابعین اور تبع تابعین کی طرف تدوین احادیث کا سلسلہ جاری رہا حتیٰ کہ آئمہ صحاح ستہ کا دور آ گیا اور انہوں نے خوب احادیث مبارکہ کو جمع کرنے کی خدمات انجام دیں۔ اس طرح مؤطا امام مالک، صحیح بخاری، صحیح مسلم اور جامع ترمذی وغیرہ کتب وجود میں آئیں۔

سوال نمبر 5: مرفوع، مرسل، منکر، معلل اور حدیث غریب کی تعریف کریں؟

جواب: اصطلاحات حدیث کی تعریفات:

۱- مرفوع: جس حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال اور تقریرات کا ذکر ہو۔

۲- مرسل: جس حدیث کی سند کے اخیر سے راوی کو ساقط کر دیا جائے مثلاً تابعی حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرے اور صحابی کو چھوڑ دے۔

۳- منکر: جس روایت میں زیادہ ضعیف راوی کم ضعیف راوی کی مخالفت کرے۔

۴- معلل: جس حدیث میں علت خفیہ قادحہ ہو مثلاً حدیث مرسل کو موصولاً روایت کیا جائے۔

۵- غریب: جس حدیث کی سند کا کوئی راوی سلسلہ سند کے کسی شیخ سے روایت میں منفرد ہو۔

سوال نمبر 6: مندرجہ ذیل اصطلاحات کی تعریفات مع امثلہ لکھیں؟

طالب، شیخ، حافظ، حجۃ، حاکم

جواب: اصطلاحات فن حدیث کی تعریفات:

۱- طالب: حدیث کا متعلم (متعلم الحدیث)

۲- شیخ: حدیث کے معلم کو محدث یا شیخ کہا جاتا ہے۔

۳- حافظ: جس شخص کو ایک لاکھ احادیث متناً وسنداً اور اس کے رواۃ کے احوال جرحاً وتعدیلاً محفوظ ہوں۔

۴- حجۃ: جس شخص کو تین لاکھ احادیث متناً وسنداً اور جرحاً وتعدیلاً محفوظ ہوں۔

۵- حاکم: جس شخص کو تمام احادیث مرویہ متناً وسنداً اور جرحاً وتعدیلاً محفوظ ہوں۔

☆☆☆☆☆☆☆

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۴۱ھ/2020ء

تیسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: حصہ اول سے کوئی تین جبکہ دوم سے کوئی دوسوالات حل کریں۔

حصہ اول......فقہ

سوال نمبر 1: ويستحب للمتوضیء أن ينوى الطهارة ويستوعب رأسه بالمسح ويرتب الوضوء فيبدء بما بدأ الله تعالى بذكره وبالميامن.

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں؟۱۰

(ب) طہارت کا شرعی معنی بیان کرتے ہوئے قدوری کی روشنی میں طہارت (وضو) کی سنتیں تحریر کریں؟۱۰

سوال نمبر 2: (الف) پانچوں نمازوں اور نمازِ وتر کے اوقات مستحبہ بیان کریں؟۱۰

(ب) اُونٹ یا گائے یا بکری کی زکوٰۃ کا نصاب بیان کریں؟۱۰

سوال نمبر 3: (الف) روزہ کی تعریف کریں۔نیز بتائیں کہ فَالْواجِبُ ضَرْبَان میں ''ضربان'' سے کون سی دو قسمیں مراد ہیں؟۱۰

(ب) حج کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟ نیز ان میں سے افضل حج کون سا ہے؟۱۰

سوال نمبر 4: (الف) حیض اور نفاس کی وجہ سے جو باتیں ممنوع ہیں وہ بیان کریں؟۱۰

(ب) ''فقہ'' کی تعریف اور موضوع تحریر کریں؟ نیز ''قدوری'' کو قدوری کہنے کی وجہ بیان کریں؟۱۰

حصہ دوم......اصول فقہ

سوال نمبر 5: ''حقیقت'' کی تعریف کریں۔ نیز اس کی اقسام کی تعریفات اور امثلہ لکھیں؟۲۰

سوال نمبر 6: قیاس کی تعریف کریں، نیز بتائیں کہ اس کے کتنے اور کون کون سے ارکان ہیں؟۲۰

سوال نمبر 7: درج ذیل اصطلاحات میں سے پانچ کی تعریفات مع امثلہ سپردِ قلم کریں؟۲۰

مؤول، مقید، استعارہ، ظاہر، مشکل، عبارۃ النص، بیانِ تقریر۔

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2020ء

تیسرا پرچہ: فقہ واصول فقہ

حصہ اول......فقہ

سوال نمبر 1: ويستحب للمتوضىء أن ينوى الطهارة ويستوعب رأسه بالمسح ويرتب الوضوء فيبدء بما بدأ الله تعالىٰ بذكره وبالميامن.

(الف) عبارت کا ترجمہ کریں؟

(ب) طہارت کا شرعی معنی بیان کرتے ہوئے قدوری کی روشنی میں طہارت (وضو) کی سنتیں تحریر کریں؟

جواب: (الف) ترجمہ عبارت:

وضو کرنے والے کے لیے مستحب ہے کہ وہ طہارت کی نیت کرے، مسح کرتے وقت اپنے سر کو گھیر لے، ترتیب سے وضو کرے اور اس چیز کے ساتھ شروع کرے جس کا اللہ تعالیٰ نے (پہلے) ذکر کیا اور دائیں طرف سے۔

(ب) طہارت کا شرعی مفہوم:

طہارت کا لغوی معنی پاکی حاصل کرنا ہے۔ اس کا شرعی مفہوم ایسی پاکی کا حصول ہے، جس سے عبادت مقصودہ جائز ہو جائے یعنی وضو۔ طہارت کی دو اقسام ہیں: (۱) طہارت صغریٰ: اس سے مراد وضو ہے، اسے صغریٰ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے تمام جسم کا غسل مراد نہیں بلکہ بعض اعضاء دھوئے جاتے ہیں۔ (۲) طہارت کبریٰ: اس سے مراد غسل ہے، کیونکہ اس میں تمام جسم پر پانی بہایا جاتا ہے اور تمام اعضاء دھوئے جاتے ہیں۔

وضو کی سنتیں:

وضو کی سنتیں کثیر ہیں، ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(۱) دونوں ہاتھوں کا دو بار دھونا (۲) وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا (۳) مسواک کرنا (۴) کلی کرنا (۵) ناک صاف کرنا (۶) دونوں کانوں کا مسح کرنا (۷) داڑھی کا خلال کرنا (۸) انگلیوں کا خلال کرنا (۹) تمام اعضاء وضو کو تین بار دھونا (۱۰) قبلہ کی طرف منہ کرنا (۱۱) ہر عضو کو دائیں طرف سے شروع کرنا۔

سوال نمبر 2: (الف) پانچوں نمازوں اور نمازِ وتر کے اوقات مستحبہ بیان کریں؟
(ب) اُونٹ یا گائے یا بکری کی زکوٰۃ کا نصاب بیان کریں؟

جواب: (الف) پانچوں نمازوں مع وتر کے اوقات مستحبہ:

پانچوں نمازوں اور نماز وتر کے اوقات مستحبہ کی تفصیل درج ذیل ہے:

۱- نماز فجر کا مستحب وقت: طلوع فجر سے لے کر طلوع آفتاب تک نماز فجر کا وقت ہے، مگر اس کا مستحب وقت آخری وقت ہے، جب خوب اجالا ہو چکا ہو۔

۲- نماز ظہر کا مستحب وقت: زوال کا وقت ختم ہونے سے لے کر نماز عصر کا وقت یعنی اصل سایہ کے علاوہ ہر چیز کا سایہ ڈبل ہونے تک نماز ظہر کا وقت ہے۔ موسم سرما میں اس کا مستحب وقت، ابتدائی وقت ہے اور موسم گرما میں اس کا مستحب وقت اس کا آخری یعنی وقت ختم ہونے سے گھنٹہ پون گھنٹہ پہلے ہے۔

۳- نماز عصر کا مستحب وقت: اصل سایہ کے علاوہ ہر چیز کا سایہ ڈبل ہونے سے لے کر غروب آفتاب تک نماز عصر کا وقت ہے، مگر ہر موسم میں اس کا مستحب وقت قدرے تاخیر ہے۔

۴- نماز مغرب کا مستحب وقت: غروب آفتاب سے لے کر شفق کے غروب ہونے تک مغرب کا وقت ہے، مگر ہر موسم میں اس کا مستحب وقت ابتدائی وقت ہے۔

۵- نماز عشاء کا مستحب وقت: شفق کے غروب ہونے سے لے کر صبح صادق تک نماز عشاء کا وقت ہے، مگر اس کا مستحب وقت قدرے تاخیر سے ادا کرنا ہے۔

٦- نماز وتر کا مستحب وقت: گو نماز وتر کا وقت، نماز عشاء کے فرائض کے بعد ہے، مگر جو آدمی نماز تہجد کا عادی ہو اور اسے سحری کے وقت بیدار ہو جانے کا یقین بھی ہو، اس کا نماز وتر نماز تہجد کے ساتھ پڑھنا مستحب ہے۔ اگر کسی کو تہجد کے وقت اٹھنے کا یقین نہ ہو، تو وہ نماز عشاء کے فرائض کے بعد نماز وتر پڑھ لے اور اس کے لیے یہی وقت مستحب ہوگا۔

(ب) اونٹ کی زکوٰۃ کا نصاب:

پانچ سے (1,2,3,4) اونٹوں میں زکوٰۃ نہیں ہے، چرنے والے اونٹوں کی تعداد پانچ کو پہنچ جائے، ان پر سال بھی گزر جائے، تو ان میں سے نو (9) تک ایک بکری زکوٰۃ ہوگی، جب تعداد دس (10) کو پہنچ جائے، تو ان میں چودہ (14) تک دو بکریاں زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔ جب تعداد پندرہ (15) کو پہنچ جائے تو ان میں تین بکریاں زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی انیس (19) تک، جب تعداد بیس (20) کو پہنچ جائے تو ان میں چوبیس (24) تک، چار بکریاں دینا ہوں گی۔ جب تعداد پچیس (25) کو پہنچ جائے، تو ان اونٹوں میں ایک بنت مخاض (اونٹنی کا وہ بچہ جو ایک سال کا ہو چکا ہو اور دوسرے سال میں پڑ چکا ہو) دینا ہوگی پینتیس (35)

تک، جب تعداد چھتیس (36) تک پہنچ جائے، تو ان میں پینتالیس (45) تک ایک بنت لبون (اونٹنی کا وہ بچہ جو دو سال کا ہو چکا ہو، پھر تیسرے سال میں پڑ چکا ہو) ہے، جب اونٹوں کی تعداد چھیالیس (46) کو پہنچ جائے، تو ان میں ساٹھ (60) تک ایک حقہ (اونٹنی کا وہ بچہ جو تین سال کا ہو چکا ہو) ہوگا، جب تعداد اکسٹھ (61) ہو جائے، تو ان میں ایک جزعہ (اونٹنی کا وہ بچہ جو چار سال کا ہو کر پانچویں سال میں داخل ہو چکا ہو) ہے پچھتر (75) تک، جب اونٹوں کی تعداد چھہتر (76) ہو جائے، تو ان میں نوے (90) تک دو بنت لبون ہوں گے، جب اونٹ اکانوے (91) ہو جائیں، تو ان میں ایک سو بیس (120) تک دو حصے ہیں۔ پھر فریضہ زکوٰۃ از سر نو شروع ہو جائے گا بایں طور کہ پانچ (5) اونٹوں میں ایک بکری، دس (10) میں دو بکریاں اور پندرہ (15) میں تین بکریاں، بیس (20) میں چار بکریاں، پچیس (25) میں ایک بنت مخاض، چھبیس (26) میں ایک بنت لبون، جب اونٹوں کی تعداد ایک سو پچانوے (195) کو پہنچ جائے، تو اس میں چار حصے ہیں دو سو (200) اونٹ تک۔ پھر فریضہ زکوٰۃ از سر نو شروع کیا جائے گا جیسا کہ ایک سو پچاس (150) میں پچاس کے اندر شروع کیا گیا تھا۔ یاد رہے بختی نسل اور عربی نسل اونٹ زکوٰۃ میں برابر ہیں۔

گائے اور بھینس کی زکوٰۃ کا نصاب و مسائل:

گائے اور بھینس دونوں زکوٰۃ اور نصاب زکوٰۃ کے حوالے سے برابر ہیں:

(۱) تیس (30) سے کم گائیوں میں کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔

(۲) تعداد تیس (30) ہو جائے، تو ایک سالہ مادہ گائے یا نر بچھڑا زکوٰۃ ہے، یہ زکوٰۃ انتالیس (۳۹) عدد تک رہے گی۔

(۳) تعداد چالیس (40) ہو جائے، تو دو سال عمر کا بیل یا گائے زکوٰۃ ہے۔

(۴) تعداد چالیس (40) سے بڑھ جائے، تو پھر ہر تیس (30) گائیوں پر ایک سال عمر کا ایک نر یا مادہ بچھڑا زکوٰۃ ہوگی۔

(۵) اس کے بعد ہر چالیس گائیوں پر ایک دو سال عمر کا بیل یا گائے زکوٰۃ ہے۔

سوال نمبر 3: (الف) روزہ کی تعریف کریں۔ نیز بتائیں کہ فَالواجِبُ ضَربَان میں "ضربان" سے کون سی دو قسمیں مراد ہیں؟

(ب) حج کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟ نیز ان میں سے افضل حج کون سا ہے؟

جواب: (الف) روزہ کی تعریف:

روزہ کا لغوی معنیٰ الامساک یعنی رکنا ہے، شرعی اصطلاح میں صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب

تک کھانے، پینے اور جماع سے رکے رہنے کا نام روزہ ہے۔

"فالواجب ضربان" میں "ضربان" سے مراد:

نیت کے اعتبار سے روزے کی دو اقسام ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(الف) روزے کی ایک قسم یہ ہے کہ جس میں رات کو نیت کرنا اور روزے کا تعین کرنا شرط نہیں ہے بلکہ طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے بعد بھی زوال سے قبل تک نیت کر لی جائے، تو بھی درست ہو جاتے ہیں، یہ ادائے رمضان کے روزے اور نذر معین کے روزے ہیں۔

(ب) دوسری قسم واجب کی وہ ہے، جو کسی کے ذمہ ثابت ہو مثلاً رمضان المبارک کے قضا روزے یا نذر مطلق اور کفارات کے روزے، ایسے ہی ظہار کے روزے، ان سب کے لیے نیت رات سے ہونا ضروری ہے۔

(ب) حج کی اقسام:

حج کی تین اقسام ہیں:

۱۔ حج افراد: ایسے طریقہ کو کہا جاتا ہے، جس میں صرف حج کا احرام باندھا جاتا ہے، عازم حج اس میں عمرہ نہیں کرتا بلکہ وہ صرف حج ہی کر سکتا ہے۔ احرام باندھنے سے حج کے اختتام تک عازم حج کو مسلسل احرام کی شرائط کی پابندی کرنا پڑتی ہے۔

۲۔ حج قران: حج اور عمرے کا ایک ساتھ احرام باندھ کر دونوں کے ارکان کو ادا کرنے کا نام قران ہے۔ عازم حج مکہ پہنچ کر پہلے عمرہ ادا کرتا ہے، پھر اسی احرام میں اسے حج کرنا ہوتا ہے، اس دوران احرام میلا یا ناپاک ہونے کی صورت میں تبدیل تو ہو سکتا ہے، مگر جملہ پابندیاں برقرار رہیں گی۔

۳۔ حج تمتع: وہ طریقہ حج ہے، جس میں حج اور عمرہ دونوں کو ساتھ ساتھ ادا کیا جاتا ہے اور اس صورت میں مکہ مکرمہ میں عمرہ ادا کرنے کے بعد عازم حج احرام کی حالت سے باہر آ سکتا ہے۔ اس طرح اس پر آٹھ ذی الحجہ یعنی حج کے ارادے سے احرام باندھنے تک احرام کی پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں۔

افضل حج: حج کی مذکورہ تینوں اقسام میں سے حج تمتع قدرے آسان ہے، مگر تینوں میں سے حج قران سب سے افضل ہے۔

سوال نمبر 4: (الف) حیض اور نفاس کی وجہ سے جو باتیں ممنوع ہیں وہ بیان کریں؟

(ب) "فقہ" کی تعریف اور موضوع تحریر کریں؟ نیز "قدوری" کو قدوری کہنے کی وجہ بیان کریں؟

جواب: (الف) حالت حیض ونفاس میں خواتین کے لیے حرام امور:

حالت حیض ونفاس میں خواتین کے لیے آٹھ امورِ ممنوع ہیں:

(۱) نماز ادا کرنا (۲) روزہ رکھنا (۳) تلاوت قرآن کرنا (۴) قرآن کریم کو بلا غلاف چھونا (۵) مسجد میں داخل ہونا (۶) بیت اللہ کا طواف کرنا (۷) جماع کرنا (۸) ناف سے لے کر گھٹنے کے نیچے تک عورت کے جسم سے لطف اندوز ہونا۔

(ب) فقہ کی تعریف:

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فقہ کی تعریف یوں کی ہے: ھو معرفة النفس مالها وما عليها یعنی نفس کا ان چیزوں کو جاننا فقہ ہے، جو نفس کے لیے مفید یا مضر ہوں۔

علم فقہ کا موضوع:

ہر فن کا موضوع وہ چیز ہوتی ہے، جس کے احوال سے بحث کی جائے۔ چنانچہ علم فقہ کا موضوع انسان عاقل و بالغ کے ظاہری احکام و افعال ہیں۔

امام قدوری کو "قدوری" کہنے کی وجہ:

فقہ حنفی کی بنیادی اور فقید المثال کتاب مختصر القدوری کے مصنف کا پورا نام یوں ہے: ابوالحسین احمد بن ابی بکر محمد بن احمد بن جعفر بن حمدان بغدادی قدوری رحمہ اللہ تعالیٰ۔ آپ کی قدوری نسبت کی دو وجوہات ہیں: (۱) لفظ "قدور" قدر سے بنا ہے، جس کے معنی دیگ کے ہیں، آپ کے خاندان کے لوگ دیگیں بناتے تھے، اس لیے آپ نے بھی اپنی ذات کو اسی طرف منسوب کر دیا۔ (۲) یا پھر آپ قدور یا قدورہ نامی قصبہ میں رہتے تھے، اس کی طرف نسبت سے آپ قدوری کہلائے۔

حصہ دوم ...... اصول فقہ

سوال نمبر 5: "حقیقت" کی تعریف کریں۔ نیز اس کی اقسام کی تعریفات اور امثلہ لکھیں؟

جواب: حقیقت کی تعریف اور اس کی اقسام:

حقیقت کی تعریف: کسی واضع لغت نے کسی لفظ کو متعین چیز کے مقابلہ میں وضع کیا ہو، اگر اسے اسی معنیٰ میں استعمال کیا جائے، تو وہ حقیقت ہے مثلاً اسد بول کر شیر مراد لینا حقیقت ہے۔

اقسام حقیقت:

حقیقت کی تین اقسام ہیں، جو حسب ذیل ہیں:

۱۔ حقیقت متعذرہ: وہ لفظ جس کی حقیقت پر عمل کرنا ممکن ہو مگر انتہائی تکلف سے، اس کا حکم یہ ہے کہ حقیقت متعذرہ بول کر مجاز مراد لیا جاتا ہے، الا یہ کہ متکلم نے اس کی حقیقت کا پختہ ارادہ کر لیا ہو مثلاً کوئی شخص

قسم اٹھاتا ہے: لا یأکل من هذه والشجرة یعنی وہ اس درخت کو نہیں کھائے گا۔ یہاں درخت کے ٹکڑے کھانا حقیقت اور اس کا پھل کھانا مجاز ہے۔ یہاں درخت کو کھانا متعذر ہے، لہٰذا مجازی معنی یعنی پھل کھانا مراد لیا جائے گا۔

۲۔حقیقت مہجورہ: وہ لفظ جس کی حقیقت پر عمل کرنا ممکن ہو، لیکن عرف عام میں اس پر عمل کرنا چھوڑ دیا گیا ہو، اس کا حکم یہ ہے کہ حقیقت مہجورہ بول کر مجاز مراد لیا جاتا ہے، الا یہ کہ متکلم نے حقیقت کی پکی نیت کر لی ہو مثلاً کوئی شخص قسم اٹھا کر کہتا: لا یضع قدمه فی دار فلان (یعنی وہ فلاں آدمی کے گھر میں اپنا قدم نہیں رکھے گا) یہاں حقیقی معنیٰ جوتا اتار کر کسی کے گھر میں قدم رکھنا ہے، مگر یہ عرف میں متروک ہے، متکلم خواہ سواری پر، یا جوتا پہن کر اس کے گھر میں داخل ہوا، تو حانث ہو جائے گا۔

۳۔حقیقت مستعملہ: یہ ایسی حقیقت ہے، جس پر عرف عام میں عمل کیا جا سکتا ہو۔ اس کا حکم یہ ہے کہ حقیقت پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے، الا یہ کہ مجاز کی طرف لے جانے کے لیے کوئی قرینہ موجود ہو مثلاً لفظ ''قرآن'' کا اطلاق صرف ''منزل من اللّٰہ'' پر ہوتا ہے، جبکہ مجازی طور پر دوسری کتب پر بھی بولا جا سکتا ہے۔

سوال نمبر 6: قیاس کی تعریف کریں، نیز بتائیں کہ اس کے کتنے اور کون کون سے ارکان ہیں؟

جواب: قیاس کی تعریف:

اصل سے فرع کی طرف حکم کو لے جانا، دونوں کے درمیان علت مشترکہ کے پائے جانے کی وجہ سے مثلاً جمعہ کی اذان کے بعد خرید و فروخت کی ممانعت قرآن کی نص سے ثابت ہے، تو کاشتکاری کو بھی اسی پر بھی ممانعت کا حکم لگانا قیاس ہے۔

ارکانِ قیاس:

ارکانِ قیاس چار ہیں، جو درج ذیل ہیں:

۱۔مقیس علیہ: اصل، جس پر قیاس کیا جائے مثلاً شراب۔

۲۔مقیس: فرع، جس پر قیاس کیا گیا ہو مثلاً بھنگ۔

۳۔علت: جو اصل اور فرع دونوں میں موجود ہو مثلاً نشہ۔

۴۔حکم: فرع کا حرام ہونا، حرمت اور بھنگ۔

سوال نمبر 7: درج ذیل اصطلاحات کی تعریفات مع امثلہ سپر دِ قلم کریں؟

مؤول، مقید، استعارہ، ظاہر، مشکل، عبارۃ النص، بیانِ تقریر۔

جواب: اصطلاحات اصول فقہ کی تعریفات:

۱- مؤول: ایک لفظ کے کئی ایک معانی میں سے ایک کو راجح قرار دینا مثلاً لفظ عین کے معانی میں سے عین جاریة (بہتا ہوا چشمہ) مراد لینا۔

۲- مقید: وہ لفظ جو حقیقی معنیٰ پر کسی قید کے ساتھ دلالت کرے مثلاً ارشاد ربانی ہے: فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ (ایک مومن غلام آزاد کرنا ہے) میں غلام کے مومن ہونے کی پابندی اور قید لگائی گئی ہے۔

۳- استعارہ: اہل اصول کے نزدیک استعارہ اور مجاز دونوں مترادف ہیں، ان کے نزدیک استعارہ سے مراد یہ ہوگا کہ حقیقت اور مجاز کے درمیان اتصال و مناسبت کی وجہ سے لفظ کو حقیقی معنیٰ کی بجائے مجازی معنیٰ میں استعمال کرنا مثلاً شراء بول کر ملک مراد لینا۔

۴- ظاہر: وہ کلام جس کو سنتے ہی سامع کے ذہن میں اس کی مراد آ جائے جیسے: توضئوا من لحوم الابل (اونٹ کا گوشت کھانے پر تم وضو کرو) اس میں وضو سے مراد چار اعضاء کو مسنون طریقہ سے دھونا ہے اور یہ اس کا ظاہری معنیٰ ہے۔ البتہ اس سے صفائی مراد لینے کا بھی احتمال موجود ہے۔

۵- مشکل: وہ لفظ جس میں خفی سے بھی زیادہ خفا (پوشیدگی) ہو مثلاً ارشاد ربانی ہے: وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ (اور مطلقہ عورتیں تین قرء تک انتظار کریں) اس ارشاد خداوندی میں لفظ ''قرء'' مشکل ہے، اس لیے کہ اس کا معنیٰ حیض بھی اور طہر بھی۔

۶- عبارۃ النص: جو معنیٰ نص سے مقصود ہو، نص کی عبارت ہی اس کی واضح الفاظ میں صراحت کر دے مثلاً قرآن کا اعلان ہے: وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ط (البقرہ:۲۷۵) (اور اللہ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام قرار دیا) میں اس کی دلالت ہے کہ بیع حلال ہے اور سود حرام ہے۔

۷- بیان تقریر: ایک لفظ کا معنیٰ ظاہر ہو، مگر اس کے علاوہ بھی احتمال ہو اور متکلم یہ واضح کرے کہ میری مراد وہی معنیٰ ہے، جو ظاہر کلام سے سمجھ میں آ رہا ہے، اس کو بیان تقریر کہا جاتا ہے مثلاً ارشاد ربانی ہے: وَلَا طٰئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ (الانعام:۳۸) اس آیت میں لفظ ''طائر'' کا حقیقی معنیٰ پرندہ ہے، مگر مجازی معنیٰ ''تیز رفتار'' ہونے کا بھی احتمال تھا، ''طائر'' کی صفت ''يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ'' لگا کر واضح کر دیا کہ یہاں ظاہری اور حقیقی معنیٰ ''طائر'' ہی مراد ہے نہ کہ مجازی تیز رفتار والا معنیٰ۔

☆☆☆☆☆

سالانہ امتحان الشہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۴۱ھ/2020ء

چوتھا پرچہ: نحو

وقت: تین گھنٹے　　　　کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: دونوں حصوں سے دو، دو سوال حل کریں۔

حصہ اوّل: هداية النحو

سوال نمبر 1: (الف) هداية النحو کی روشنی میں اسم اور فعل کے خواص بیان کریں؟ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) اعراب کی تعریف کر کے اسم کے اعراب بیان کریں نیز محل اعراب کی وضاحت کریں؟ ۵+۵+۵=۱۵

سوال نمبر 2: (الف) مفرد منصرف صحیح کی تعریف کر کے اس کا اعراب لکھیں نیز اسماء ستہ مکبرہ تحریر کریں؟ ۸+۷+۵=۲۰

(ب) عدل کی اقسام مع تعریفات و امثلہ قلمبند کریں نیز بتائیں کہ وہ کس سبب کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے اور کس کے ساتھ نہیں؟ ۱۰+۵=۱۵

سوال نمبر 3: (الف) فاعل اور مبتدا کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ نکرہ کتنی اور کون کونسی صورتوں میں مبتدا بن سکتا ہے؟ مع امثلہ لکھیں۔ ۱۰+۱۰=۲۰

(ب) درج ذیل اصطلاحات میں سے کوئی سی تین تعریفات لکھیں اور مثال بھی دیں؟ ۳×۵=۱۵

(i) كلام (ii) مؤنث حقيقي (iii) مفعول مالم يسم فاعله (iv) مفعول به (v) حال

حصہ دوم......شرح مائة عامل

سوال نمبر 4: النوع الاول حروف تجر الاسم فقط

مذکورہ عبارت کا ترجمہ و ترکیب لکھیں؟ ۳+۱۲=۱۵

سوال نمبر 5: مِنْ کتنے اور کون کون سے معانی کے لیے آتا ہے؟ ہر معنی کی مثال دیں نیز کسی ایک مثال کی ترکیب کریں۔ ۵+۵+۵=۱۵

سوال نمبر 6: حاشا، خلا اور عدا: کب حروف جارہ ہوتے ہیں اور کب افعال؟ مثالیں دیکر وضاحت کریں۔ نیز کسی ایک مثال کی ترکیب لکھیں۔ ۹+۶=۱۵

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2020ء

چوتھا پرچہ: نحو

حصہ اول: ھدایۃ النحو

سوال نمبر 1: (الف) ھدایۃ النحو کی روشنی میں اسم اور فعل کے خواص بیان کریں؟
(ب) اعراب کی تعریف کر کے اسم کے اعراب بیان کریں نیز محل اعراب کی وضاحت کریں؟

جواب: (الف) اسم اور فعل کے خواص:

اسم کی تعریف: اسم وہ کلمہ ہے، جو مستقل معنیٰ پر دلالت کرے اور اس میں تینوں زمانوں میں سے کوئی زمانہ نہ پایا جائے جیسے: رَجُلٌ۔

علامات اسم: اسم کی گیارہ علامات ہیں جو درج ذیل ہیں:

(۱) شروع میں الف لام ہو جیسے اَلرَّجُلُ (۲) شروع میں حرف جر ہو جیسے بِزَيْدٍ (۳) آخر میں تنوین ہو جیسے زَيْدٌ (۴) مسند الیہ جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ (۵) مضاف ہو جیسے غُلَامُ زَيْدٍ (۶) مصغر ہو جیسے قُرَيْشٌ (۷) منصوب ہو جیسے بَغْدَادِيٌّ (۸) مثنیٰ ہو جیسے رَجُلَانِ (۹) جمع ہو جیسے رِجَالٌ (۱۰) موصوف ہو جیسے جَاءَنِيْ رَجُلٌ عَالِمٌ (۱۱) تائے متحرکہ آخر میں ملی ہوئی ہو جیسے ضَارِبَةٌ۔

فعل کی تعریف: فعل وہ کلمہ ہے، جو مستقل معنیٰ پر دلالت کرے اور اس میں تینوں زمانوں میں سے کوئی زمانہ بھی پایا جائے مثلاً ضَرَبَ۔

علامات فعل: فعل کی آٹھ علامات ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) شروع میں قد ہو جیسے قَدْ ضَرَبَ (۲) شروع میں س ہو جیسے سَيَضْرِبُ (۳) شروع میں سَوْفَ ہو جیسے سَوْفَ يَضْرِبُ (۴) شروع میں حرف جازم ہو جیسے لَمْ يَضْرِبْ (۵) آخر میں ضمیر مرفوع متصل ہو جیسے ضَرَبْتُ (۶) تائے ساکنہ آخر میں ہو جیسے ضَرَبَتْ (۷) امر ہو جیسے اِضْرِبْ (۸) نہی جیسے لَا تَضْرِبْ۔

(ب) اعراب کی تعریف:

اعراب وہ ہے، جس کی وجہ سے معرب کا آخر مختلف ہو جائے جیسے ضمہ، فتحہ، کسرہ، واوٗ، الف اور یاء۔

اسم کے اعراب: اس کے تین اعراب ہیں:

(۱) رفع (۲) نصب (۳) جر۔

محل اعراب: محل اعراب اسم معرب کا آخری حرف ہوتا ہے جیسے قَامَ زَیْدٌ۔ اس مثال میں قَامَ عامل ہے، زَیْدٌ معمول ہے، ضمہ اعراب ہے اور دال محل اعراب ہے۔

سوال نمبر 2: (الف) مفرد منصرف صحیح کی تعریف کر کے اس کا اعراب لکھیں نیز اسماء ستہ مکبرہ تحریر کریں؟

(ب) عدل کی اقسام مع تعریفات و امثلہ قلمبند کریں نیز بتائیں کہ وہ کس سبب کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے اور کس کے ساتھ نہیں؟

جواب: (الف) مفرد منصرف صحیح کی تعریف:

مفرد کے چار مطالب ہیں: (۱) وہ مرکب نہ ہو (۲) وہ تثنیہ اور جمع نہ ہو (۳) وہ مضاف نہ ہو (۴) وہ مشابہ مضاف نہ ہو۔ منصرف سے مراد ہے کہ وہ اسم غیر منصرف نہ ہو۔ صحیح سے مراد ہے: اس کے لام کلمہ کی جگہ میں حرف علت نہ ہو مثال جیسے زَیْدٌ۔

اسماء ستہ مکبرہ: یہ وہ اسماء ہیں جن کی تصغیر نہ نکالی گئی ہو اور یہ تعداد میں چھ ہیں، جو درج ذیل ہیں:

(۱) اَبٌ (۲) اَخٌ (۳) هَمٌ (۴) هَنٌ (۵) فَمٌ (۶) ذُوْمَالٍ

(ب) عدل کی تعریف:

عدل کا لغوی معنیٰ ہے: (۱) اعراض کرنا (۲) مائل ہونا (۳) دور ہونا (۴) مساوات۔ اس کی تعریف یوں ہے: اسم کا اپنے اصلی صیغہ سے دوسرے صیغہ کی طرف یوں خروج کرنا کہ مادہ و معنیٰ برقرار رہے اور دوسرا صیغہ قیاس کے مخالف ہو۔

عدل کی اقسام:

عدل کی دو اقسام ہیں:

۱- عدل تحقیقی: وہ عدل ہے جس کا اصل (معدول عنہ) یقیناً ثابت ہو اور اس (اصل) پر غیر منصرف کے علاوہ دلیل موجود ہو جیسے ثُلٰثُ مَثْلَثُ۔

۲- عدل تقریری: وہ عدل ہے، جس کا اصل (مدول منہ) فرضی ہو اور اس پر غیر منصرف ہونے کے علاوہ کوئی دلیل موجود نہ ہو جیسے زُفَرُ۔

عدل تحقیقی کی مثالیں:

عدل تحقیقی کی مثالیں مع توضیحات درج ذیل:

ثُلٰثُ، مَثْلَثُ: ان دونوں میں سے ہر ایک کا اصل (یعنی معدول عنہ) ثَلٰثَةٌ ثَلٰثَةٌ ہے جس پر ان کے غیر منصرف ہونے کے علاوہ دلیل یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک کے معنی میں تکرار پایا جاتا ہے کیونکہ ثُلٰثُ کا معنی تین تین ہے اور مَثْلَثُ کا معنی بھی تین تین ہے قاعدہ ہے کہ اگر معنی مکرر ہو تو لفظ بھی مکرر ہوتا ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یہ دونوں اپنے اصل پر نہیں بلکہ ان میں سے ہر ایک کا اصل کچھ اور ہے جس سے یہ معدول ہیں اور وہ "ثَلٰثَةٌ ثَلٰثَةٌ" ہے۔

اُخَرُ: اس کا اصل (معدول عنہ) اٰخَرُ مِنْ (بفتح الھمزۃ ممدودۃ) یا اَلْاٰخَرُ (بضم الھمزۃ وفتح العین) ہے جس پر اس کے غیر منصرف ہونے کے علاوہ دلیل یہ ہے کہ اُخَرُ یہ اُخریٰ کی جمع ہے جو اٰخَرُ کی مونث ہے اٰخَرُ اسم تفضیل ہے تو یوں اُخَرُ بھی اسم تفضیل ہوا اسم تفضیل کا استعمال قیاسی طور پر تین طرح ہوتا ہے (۱) الف لام کے ساتھ: جیسے اَلْاٰخَرُ (۲) اضافت کے ساتھ جیسے آخَرُ الْقَوْمِ (۳) من کے ساتھ جیسے آخر من جبکہ "اُخر" ان میں سے کسی طریقے کے ساتھ مستعمل نہیں معلوم ہوا کہ یہ اپنے اصل پر نہیں بلکہ اس کا اصل کچھ اور ہے جس سے یہ معدول ہے اور وہ بعض نحویوں کے نزدیک اٰخَرُ مِنْ اور بعض نحویوں کے نزدیک اَلْاٰخَرُ ہے۔

عدل تقریری کی مثالیں:

عدل تقدیری کی مثالیں مع توضیحات درج ذیل ہیں:

عُمَرُ: اس کا معدول عنہ یقیناً ثابت نہیں بلکہ فرضی ہے اور وہ عَامِرٌ ہے اس لیے کہ کلام عرب میں اسے غیر منصرف پڑھا جاتا ہے حالانکہ غیر منصرف کے لیے دو سببوں کا ہونا ضروری ہے جبکہ اس میں صرف ایک سبب علمیت پایا جاتا تھا' تو نحویوں نے کہا کہ اس میں دوسرا سبب عدل ہے لیکن عدل کے لیے معدول عنہ کا ہونا ضروری تھا جبکہ اس کا معدول عنہ ثابت نہیں تھا' تو انہوں نے فرض کر لیا کہ یہ "عَامِرٌ" سے معدول ہے۔

زُفَرُ: اس میں بھی عدل تقریری ہے' کیونکہ کلام عرب میں اسے غیر منصرف پڑھا جاتا ہے حالانکہ غیر منصرف کے لیے دو سببوں کا ہونا ضروری ہوتا ہے جبکہ اس میں صرف ایک سبب تھا' تو نحویوں نے کہا کہ اس میں دوسرا سبب عدل ہے لیکن عدل کے لیے معدول عنہ کا ہونا ضروری تھا اس کا معدول عنہ ثابت نہ تھا تو انہوں نے فرض کر لیا کہ یہ "زَافِرٌ" سے معدول ہے۔

عدل کس سبب کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے اور کس کے ساتھ نہیں:

عدل فعل کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتا ہے۔ یہ دو اسباب کے ساتھ جمع ہو سکتا ہے: (۱) علمیت کے ساتھ جیسے عُمَرُ اور زُفَرُ۔ (۲) عدل وصف کے ساتھ بھی جمع ہو سکتا ہے جیسے ثَلَاثُ، اُخَرُ اور جُمَعُ۔

سوال نمبر 3: (الف) فاعل اور مبتدا کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ نکرہ کتنی اور کون کونسی صورتوں میں مبتدا بن سکتا ہے؟ مع امثلہ لکھیں۔

(ب) درج ذیل اصطلاحات میں سے کوئی سی تین تعریفات لکھیں اور مثال بھی دیں؟

(i) کلام (ii) مؤنث حقیقی (iii) مفعول مالم یسم فاعلہ (iv) مفعول بہ (v) حال

جواب: (الف) فاعل کی تعریف:

فاعل وہ اسم ہے، جس سے پہلے فعل، یا شبہ فعل اور یا معنی فعل اس کی طرف اس طرح مسند ہو کہ وہ اس کے ساتھ قائم ہو اور اس پر واقع نہ ہو جیسے قَامَ زَيْدٌ، زَيْدٌ ضَارِبٌ اَبُوْهُ عَمْرًوا اور مَا ضَرَبَ زَيْدٌ عَمْرًوا۔

مبتداء کی تعریف:

وہ اسم ہے، جو عامل لفظی سے خالی ہو اور مسند الیہ ہو جیسے زَيْدٌ قَائِمٌ میں زَيْدٌ مبتداء ہے اور مسند الیہ ہے۔

نکرہ کے مبتداء بننے کی صورتیں:

مبتداء معرفہ اور پہلے ہوتا ہے جبکہ خبر بعد میں اور نکرہ ہوتی ہے، مگر چھ صورتوں میں اسم نکرہ مبتداء واقع ہوتا ہے:

(۱) جب نکرہ میں صفت ظاہر کی وجہ سے تخصیص پائی جائے جیسے وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ۔ اس مثال میں لفظ "عبد" نکرہ اور لفظ "مومن" اس کی صفت واقع ہو رہا ہے، جس وجہ سے اس میں تخصیص پائی گئی ہے اور نکرہ کا مبتداء واقع ہونا صحیح ہو گیا۔ (۲) متکلم کے علم یقین کی وجہ سے نکرہ میں تخصیص پائی جائے جیسے اَرَجُلٌ فِي الدَّارِ اَمْ امْرَأَةٌ (۳) نکرہ نفی کے تحت آنے کی وجہ سے اس میں تخصیص پائی جاتی ہے اور اس کا مبتداء واقع ہونا جائز ہے جیسے مَا اَحَدٌ خَيْرٌ مِّنْكَ۔ (۴) صفت مقدر کی وجہ سے نکرہ میں تخصیص پائی جائے جیسے شَرٌّ اَهَرَّ ذَا نَابٍ، اس مثال میں لفظ "شَرٌّ" نکرہ ہے اور اس کی صفت "عَظِيْمٌ" مقدر ہے۔ (۵) خبر مبتداء کے لیے مصحح ہو جیسے فِي الدَّارِ رَجُلٌ (۶) اسم نکرہ میں فاعل کے ساتھ تعلق کی وجہ سے تخصیص پائی جائے جیسے سَلَامٌ عَلَيْكَ۔

(ب) اصطلاحات نحویہ کی تعریفات:

(i) کلام: وہ ہے، جو دو کلمات سے مل کر بنے جن میں اسناد موجود ہو جیسے قَامَ زَيْدٌ، زَيْدٌ قَائِمٌ۔

(ii) مؤنث حقیقی: وہ اسم مؤنث ہے، جس کے مقابلہ میں جاندار مذکر ہو جیسے نَاقَةٌ کے مقابلہ میں

جَمَلٌ اور امْرَأَۃٌ کے مقابلہ میں رَجُلٌ۔

(iii) مفعول مالم یسم فاعله: یہ ایسا مفعول ہے، جس کے فاعل کو حذف کر کے اسے اس کی جگہ رکھ دیا جائے اور یہ فعل مجہول میں ہوتا ہے جیسے ضُرِبَ زَیْدٌ، یُضْرَبُ زَیْدٌ ۔ اس کو نائب فاعل بھی کہا جاتا ہے۔

(iv) مفعول بہ: وہ مفعول ہے، جس پر فاعل کا فعل واقع ہو جیسے ضَرَبَ زَیْدٌ خَالِدًا، میں خَالِدًا مفعول بہ ہے۔

(v) حال: وہ اسم ہے، جو فاعل، یا مفعول اور یا دونوں کی حالت پر دلالت کرے جیسے جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا، ضَرَبْتُ زَیْدًا مَشْدُوْدًا وَلَقِیْتُ زَیْدًا رَاکِبَیْنِ۔

☆☆☆☆☆☆☆

حصہ دوم......شرح مائة عامل

سوال نمبر 4: النوع الاول حروف تجر الاسم فقط

مذکورہ عبارت کا ترجمہ و ترکیب لکھیں؟

جواب: مذکورہ عبارت کی ترکیب نحوی:

اَلنَّوْعُ الف لام برائے تعریف مبنی علی السکون مبنیات اصلیہ سے، نَوْعٌ مفرد منصرف صحیح، رفعہ ضمہ لفظی سے، نصب فتحہ لفظی سے اور جر کسرہ لفظی سے مرفوع لفظاً موصوف، اَلْاَوَّلُ الف لام برائے تعریف مبنی علی السکون مبنیات اصلیہ سے، اول مفرد منصرف بسہ اعراب لفظی مرفوع لفظاً صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر مبتداء، حروف جمع مکسر منصرف بسہ اعراب لفظی مرفوع لفظاً موصوف، تَجُرُّ صیغہ واحد مؤنث غائب فعل مضارع معروف ثلاثی مجرد مضاعف، از باب نَصَرَ یَنْصُرُ در رفع ضمہ لفظی سے، نصب فتحہ لفظی سے اور جزم سکون سے ہے، مرفوع لفظاً ھِیَ ضمیر در آں مستتر فاعل، الاسم الف لام برائے تعریف مبنی علی السکون مبنیات اصلیہ سے، اسم مفرد منصرف صحیح بسہ اعراب لفظی، منصوب لفظاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر مرفوع محلاً صفت ہوئی موصوف کی، موصوف اپنی صفت سے مل کر خبر ہوئی مبتداء کی، مبتداء خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ فَقَط فافصیحہ، قط کی ترکیب کے لیے یہ عبارت ہوگی: اذا جررت بها الاسم فانتهِ عن الغير' اذا حرف شرط، جررت صیغہ واحد مذکر حاضر فعل ماضی معروف ثلاثی مجرد مضاعف از باب نَصَرَ یَنْصُرُ، ت ضمیر مرفوع متصل، مرفوع محلاً فاعل، ب حرف جار، ھا ضمیر برائے واحد مؤنث غائب مجرور محلاً، جار با مجرور متعلق ہوا ظرف لغو جَرَرْتَ کے، الاسم الف لام برائے تعریف مبنی علی السکون، اسم مفرد منصرف صحیح بسہ اعراب لفظی، منصوب

لفظاً مفعول بہ، فعل اپنے فاعل، مفعول بہ اور متعلق سے مل کر شرط، فانتــه فا جزائیہ مبنی بر فتح بنیات اصلیہ سے، انتــه صیغہ واحد مذکر حاضر فعل امر حاضر معروف ثلاثی مزید فیہ ناقص یائی از باب افتعال، انت ضمیر مستتر فاعلش، فعل اپنے فاعل سے مل کر جزاء، شرط اپنی جزاء سے مل کر جملہ شرطیہ انشائیہ ہوا۔

سوال نمبر 5: مِنْ کتنے اور کون کون سے معانی کے لیے آتا ہے؟ ہر معنی کی مثال دیں نیز کسی ایک مثال کی ترکیب کریں؟

جواب: مَنْ کے معانی:

حرف مِنْ چار معانی کے لیے آتا ہے، وہ معانی مع مثال حسب ذیل ہیں:

۱-ابتدائے غایت: مِنْ مقصد کی ابتداء کے معنیٰ کے لیے آتا ہے جیسے سرت من البصرة الى الكوفة (یعنی میں نے بصرہ سے لیکر کوفہ تک سیر کی) سفر کی ابتداء بصرہ سے ہوئی اور مِنْ اسی کے لیے آیا۔

۲-تبعیض: مِنْ بعض کے معنیٰ میں آتا ہے جیسے اخذت من الدراهم یعنی میں نے بعض دراہم لیے۔

۳-تبیین: مِنْ تبیینِ وضاحت کے لیے آتا ہے جیسے ارشاد ربانی ہے: فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ (یعنی تم بتوں کی پلیدی سے بچو) ناپاکی کی وضاحت لفظ مِنْ کے ساتھ کی گئی ہے۔

۴-زیادت: مَنْ کسی معنیٰ کے لیے استعمال نہ ہو جیسے ارشاد خداوندی ہے: يَغْفِرْ لَكُمْ مِنْ ذُنُوبِكُمْ یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف کردے گا۔ یہاں مِنْ زائدہ ہے، اس کا معنیٰ بھی کیا جائے تو مفہوم میں نقص نہیں آتا۔

ترکیب: اَخَذْتُ مِنَ الدَّرَاهِمِ:

اخذت صیغہ واحد مذکر فعل ماضی معروف ثلاثی مجرد مہموز الفاء از باب نَصَرَ يَنْصُرُ، تُ ضمیر برائے واحد متکلم، مرفوع لفظاً مرفوع محلاً فاعل، مِنْ حرف جار مبنی علی السکون مبنیات اصلیہ سے زائدہ، الدَّرَاهِمِ الف لام برائے تعریف مبنی السکون مبنیات اصلیہ سے، دَرَاهِمَ صیغہ جمع منتہی الجموع منصرف بسبب دخول الف لام کے، بہ اعراب لفظی، مجرور لفظاً، جار با مجرور متعلق ہوا اخذت کے، اخذتَ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

سوال نمبر 6: حَاشَا، خَلَا اور عَدَا: کب حروف جارہ ہوتے ہیں اور کب افعال؟ مثالیں دیکر وضاحت کریں۔ نیز کسی ایک مثال کی ترکیب لکھیں۔

جواب: حَاشَا، خَلَا اور عَدَا کے حروف جارہ اور افعال ہونے کی صورتیں:

حروف جارہ میں سے پندرھواں حرف حَاشَا، سولہواں حرف خلا اور سترہواں عدا ہے۔ ان کا بطور

حروف جارہ استعمال ہونا تو واضح ہے اور ان کا عمل بھی واضح ہے۔ یہ تینوں کلمات بطور استثناء بھی استعمال ہوتے ہیں، اس وقت یہ بطور افعال مستعمل ہوں گے۔ مستثنیٰ وہ اسم ہے، جو اِلَّا اور اس کے بھائیوں کے بعد واقع ہو، اس بات کو ظاہر کرے جس چیز کی نسبت ماقبل یعنی مستثنیٰ منہ کی طرف کی گئی ہے، وہ نسبت اس طرف نہیں کی گئی، جب یہ تینوں کلمات بطور استثناء استعمال ہوں پھر بھی ان کا مابعد مکسور ہوتا ہے مثلاً جاء القوم حَاشَا زَیْدٌ وَخَلَا زَیْدٍ وَعَدَا زَیْدٍ۔

بعض نحویوں کا خیال ہے کہ یہ تینوں کلمات بطور افعال استعمال ہوتے ہیں، ان کا مابعد اسم مفعول بہ ہونے کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے اور ان کا فاعل ان میں پوشیدہ ہوتا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر یہ تینوں کلمات اپنے مابعد کو جر دیں گے، تو حروف جارہ ہوں گے اور اگر اپنے مابعد اسم کو نصب دیں گے تو افعال ہوں گے اور ان کا فاعل ان میں پوشیدہ ہوگا۔

ترکیب: جَاءَ الْقَوْمُ حَاشَا زَیْدٍ:

جَاءَ صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معروف اجوف یائی ومہموز اللام مبنی علی الفتح مبنیات اصلیہ سے، القوم الف لام برائے تعریف مبنی علی السکون مبنیات اصلیہ سے، قوم اسم جمع بہ اعراب لفظی مستثنیٰ منہ، حاشا حرف استثنیٰ مبنی علی السکون مبنیات اصلیہ سے، زَیْدٍ مفرد منصرف صحیح بہ اعراب لفظی مجرور لفظاً مستثنیٰ، مستثنیٰ اپنے مستثنیٰ منہ سے ملکر فاعل ہوا جاء کا، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

☆☆☆☆☆

سالانہ امتحان الشہادۃ الثانویۃ الخاصۃ (ایف اے)

سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۴۱ھ/2020ء

پانچواں پرچہ: عربی ادب و منطق

وقت: تین گھنٹے کل نمبر: ۱۰۰

نوٹ: تمام سوالات حل کریں۔

حصہ اول......عربی ادب

سوال نمبر 1: کسی ایک عربی عبارت کا ترجمہ کریں؟ ۱۰

(الف) کان ابوبکر قد بعث المثنى بن حارثة الشيبانى على جيش الى العراق فقدم العراق فقاتل واغار على اهل فارس ونواحي السواد فقاتل حولاً او نحوه ۔

(ب) لا يحل للرجل ان يهجر اخاه فوق ثلاث ليال يلتقيان فيعرض هذا و يعرض هذا، وخيرهما الذى يبدأ بالسلام

سوال نمبر 2: کوئی دو اجزاء کا ترجمہ کریں؟ ۲×۱۰=۲۰

(۱) كن الى الموت على حب الوطن — من يخن اوطانه يوما يخن

وطن المرء حماه المفتدى — يذكر المنة منه واليدا

(۲) وتعظم فى عين الصغير صغارها — وتصغر فى عين العظيم العظائم

تجمعت فى فؤاده همم — ملء فؤاد الزمان احداها

(۳) كم تشتكى وتقول انك معدم — والارض ملكك والسما والانجم

ولك الحقول زهرها واريجها — ونسيمها والبلبل المترنم

سوال نمبر 3: کوئی سے دو سوالات کے عربی میں جوابات لکھیں؟ ۲×۵=۱۰

(۱) ما هى اللغات التى تعلمها الافغانى؟

(۲) ما ذا يحب الشعب الباكستانى؟

(۳) من الذى بعثه المثنى الى ابى بكر؟

سوال نمبر 4: کوئی سے دو جملوں کی عربی بنائیں؟ ۲×۵=۱۰

(۱) میں آپ کو لطائف سناتا ہوں۔

(۲) باقل عرب کے ایک احمق کا نام تھا۔
(۳) انگریزوں نے آپ کے خلاف سازشیں کیں۔

حصہ دوم...... منطق

سوال نمبر 5: دلالت کی تعریف کریں نیز اس کی چھ اقسام میں سے کوئی سی تین کی تعریفات مع امثلہ سپرد قلم کریں؟ ۴×۵=۲۰

سوال نمبر 6: درج ذیل میں سے صرف چار کی تعریفات قلمبند کریں؟ ۴×۵=۲۰
مشکک، متواطی، مرکب تام، مرکب ناقص، انشاء، خبر وقضیہ

سوال نمبر 7: کلیات خمسہ کے نام اور کسی ایک قسم کی تعریف قلمبند کریں؟ ۲×۵=۱۰

☆☆☆☆☆☆

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2020ء

پانچواں پرچہ: عربی ادب و منطق

حصہ اول...... عربی ادب

سوال نمبر 1: عربی عبارات کا ترجمہ کریں؟

(الف) كان ابوبكر قد بعث المثنى بن حارثة الشيبانى على جيش الى العراق فقدم العراق فقاتل واغار على اهل فارس ونواحى السواد فقاتل حولاً او نحوه.

(ب) لا يحل للرجل ان يهجر اخاه فوق ثلاث ليال يلتقيان فيعرض هذا و يعرض هذا، وخيرهما الذى يبدأ بالسلام

جواب: (الف) عربی عبارات کا اردو میں ترجمہ:

(الف) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مثنیٰ بن حارثہ شیبانی کو ایک لشکر دے کر عراق کی طرف روانہ کیا تھا، پس وہ عراق پہنچے۔ انہوں نے جنگ کی اور فارس اور اس کے نواحی علاقہ جات پر غارت گری کی۔ پس وہ تقریباً ایک سال کا عرصہ لڑائی میں مصروف رہے۔

(ب) کسی آدمی کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کو تین رات سے زیادہ چھوڑ دے کہ ان دونوں کی (اچانک) ملاقات ہو یہ اپنا منہ موڑے اور دوسرا بھی منہ موڑے۔ ان دونوں میں سے بہتر وہ ہے، جو

سلام کہنے میں پہل کرے۔

سوال نمبر 2: اجزاء کا ترجمہ کریں؟

(۱) کن الی الموت علی حب الوطن — من یخن اوطانہ یوما یخن
وطن المرء حماہ المفتدی — یذکر المنۃ منہ والیدا
(۲) وتعظم فی عین الصغیر صغارھا — وتصغر فی عین العظیم العظائم
تجمعت فی فوادہ ھمم — ملء فؤاد الزمان احداھا
(۳) کم تشتکی وتقول انک معدم — والارض ملکک والسما والانجم
ولک الحقول زھرھا واریجھا — ونسیمھا والبلبل المترنم

جواب: اجزاء کا اردو میں ترجمہ:

(۱) (اے بہادر انسان!) تم مرتے دم تک وطن کی محبت پر قائم رہنا، جو آدمی (اپنے) وطن سے خیانت کرتا ہے، ایک دن اس سے بھی خیانت کی جاتی ہے۔ انسان کا وطن ایک ایسی چراگاہ ہے، جس کی حفاظت کے لیے قربانی دی جاتی ہے اور وہ اس وطن کے احسان اور مدد کو یاد رکھتا ہے۔

(۲) چھوٹے لوگوں کی نظر میں ان کے چھوٹے کام بھی بڑے دکھائی دیتے ہیں اور بڑے لوگوں کی نظر میں بڑے کام چھوٹے دکھائی دیتے ہیں۔ اس کے دل میں ہمتیں جمع ہوتی ہیں اور اس لیے یہ ہمتیں ایک ہی زمانے کے دل کو پر کر دیتی ہیں۔

(۳) اے انسان! تو کتنی شکایات کرتا ہے اور تو کہتا ہے کہ خود محروم (بدقسمت) حالانکہ زمین، آسمان اور ستارے تیری ملکیت میں ہیں (علاوہ ازیں) کھیت، کھیتوں کے پھول، ان کی خوشبو اور ان کی باد نسیم اور خوش آواز بلبل بھی تیرے لیے ہیں۔

سوال نمبر 3: سوالات کے عربی میں جوابات لکھیں؟

(۱) ما ھی اللغات التی تعلمھا الافغانی؟
(۲) ما ذا یحب الشعب الباکستانی؟
(۴) من الذی بعثہ المثنی الی ابی بکر؟

جواب: سوالات کے عربی میں جوابات:

۱- تعلم العلامۃ الافغانی لغۃ العربیۃ والفارسیۃ والترکیۃ والانجلیزیۃ والروسیۃ۔
۲- یحب الشعب الباکستانی النکت والدعابۃ۔
۳- بعث المثنی اخاہ مسعود ابن حارثہ الی ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

سوال نمبر4: جملوں کی عربی بنائیں؟

(۱) میں آپ کو لطائف سناتا ہوں۔

(۲) باقل عرب کے ایک احمق کا نام تھا۔

(۳) انگریزوں نے آپ کے خلاف سازشیں کیں۔

جواب: اردو جملوں کا عربی میں ترجمہ:

(۱) أَحْكِي لَكَ النُّكَتَ .

(۲) بَاقِلٌ اِسْمٌ مِنْ اَسْمَاءِ حُمْقَى الْعَرَبِ .

(۳) تَآمَرَ الْاَنْجِلِيْزُ ضِدَّهٗ .

حصہ دوم...... منطق

سوال نمبر5: دلالت کی تعریف کریں نیز اس کی چھ اقسام میں سے کوئی سی تین کی تعریفات مع امثلہ سپرد قلم کریں؟

جواب: دلالت کی تعریف:

دلالت کا لغوی معنیٰ ہے: الارشاد یعنی راہ دکھانا اور اس کا اصطلاحی معنیٰ اور تعریف یوں ہے: کسی ایک شئی کا دوسری شئی کے ساتھ اس طرح تعلق ہونا کہ جب پہلی شئی کا علم آئے، تو اس کے ساتھ ہی دوسری شئی کا بھی علم حاصل ہو جائے، پہلی چیز کو دال اور دوسری شئی کو مدلول کہا جاتا ہے جیسے لفظ زید کی دلالت ذات زید پر۔

اقسام دلالت اور ان کی تعریفات:

دلالت کی کل چھ اقسام ہیں، ان کے نام بمع تعریفات وامثلہ درج ذیل ہیں:

۱- دلالت لفظیہ وضعیہ: وہ دلالت لفظیہ ہے، جس میں وضع کو دخل ہو جیسے لفظ زید کی دلالت ذات زید پر۔

۲- دلالت لفظیہ طبعیہ: وہ دلالت لفظیہ ہے، جس میں طبیعت کے تقاضا کا دخل ہو جیسے اُح اُح کی دلالت سینے کے درد پر۔

۳- دلالت عقلیہ: وہ دلالت لفظیہ ہے، جس میں وضع اور طبیعت کے تقاضا کا دخل نہ ہو مثلاً دیوار کے پیچھے سے سنائی دینے والے لفظ "دیز" کی دلالت بولنے والے کے وجود پر۔

۴- دلالت غیر لفظیہ وضعیہ: وہ دلالت غیر لفظیہ ہے، جس میں وضع کو دخل ہو جیسے دوال اربعہ (عقود)، خطوط، نصب اور اشارات کی دلالت اپنے مدلولات پر۔

۵- دلالت غیر لفظیہ طبعیہ: وہ دلالت غیر لفظیہ ہے، جس میں طبیعت کے تقاضا کو دخل ہو مثلاً گھوڑے کا ہنہنانے کی دلالت پانی یا طلب گھاس پر۔

۶- دلالت غیر لفظیہ عقلیہ: وہ دلالت غیر لفظیہ ہے، جس میں وضع اور طبیعت کے تقاضے کا دخل نہ ہو مثلاً دھوئیں کی دلالت آگ پر۔

سوال نمبر 6: درج ذیل کی تعریفات قلمبند کریں؟

مشکک، متواطی، مرکب تام، مرکب ناقص، انشاء، خبر وقضیہ

جواب: منطقی اصطلاحات کی تعریفات:

۱- مشکک: وہ لفظ مفرد واحد المعنیٰ ہے، جس کا معنیٰ معین و مشخص نہ ہو اور تمام افراد پر برابر برابر صادق نہ آتا ہو بلکہ اس کا صدق بعض پر اولیٰ بعض اور بعض پر غیر اولیٰ، بعض پر مقدم اور بعض پر مؤخر، بعض پر اشد اور بعض اضعف، بعض پر ازید اور بعض پر انقص ہو جیسے سواد و بیاض اور لفظ وجود۔

۲- متواطی: وہ لفظ مفرد واحد المعنیٰ ہے جس کا معنیٰ معین و مشخص نہ ہو اور تمام افراد پر برابر برابر صادق آتا ہو جیسے انسان کہ زید، عمر اور بکر وغیرہ پر برابر برابر صادق آتا ہے۔

۳- مرکب تام: وہ مرکب ہے، جس پر سکوت صحیح ہو جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ۔

۴- مرکب ناقص: وہ مرکب ہے جس پر سکوت صحیح نہ ہو جیسے غُلَامُ زَیْدٍ۔

۵- انشاء: وہ مرکب تام ہے، جو صدق و کذب کا احتمال نہ رکھتا ہو جیسے اِضْرِبْ۔

۶- خبر وانشاء: وہ مرکب تام ہے، جو صدق و کذب کا احتمال رکھتا ہو جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ۔

سوال نمبر 7: کلیات خمسہ کے نام اور کسی ایک قسم کی تعریف قلمبند کریں؟

جواب: کلیات خمسہ اور ان کی تعریفات:

کلیات خمسہ کی تعریفات و امثلہ درج ذیل ہیں:

۱- نوع: نوع وہ کلی ہے، جو متفقۃ الحقائق کثیر پر ما ھو کے جواب میں بولی جائے جیسے اِنْسَانٌ اور فَرَسٌ وغیرہ۔

۲- جنس: جنس وہ کلی ہے، جو مختلف الحقائق کثیرین پر ما ھو کے جواب میں بولی جائے جیسے حَیَوَانٌ انسان کے لیے کہ یہ انسان، فرس، غنم، بقر وغیرہ پر ما ھو کے جواب میں بولا جاتا ہے مثلاً جب یوں کہا جائے الانسان والفرس ماھما؟ تو جواب میں حیوان آتا ہے۔

۳-فصل: فصل وہ کلی ہے، جو کسی شئی پر ای شیء ھو فی ذاتہ کے جواب میں بولی جائے جیسے ناطق کے لیے انسان۔

۴-خاصہ: خاصہ وہ کلی ہے، جو اپنے افراد کی حقیقت سے خارج ہو اور فقط ایک ماہیت کے افراد پر بولی جائے جیسے ضَاحِكٌ، انسان کے لیے اور کَاتِبٌ انسان کے لیے۔

۵-عرض عام: عرض عام وہ کلی ہے، جو اپنے افراد کی حقیقت سے خارج ہو اور ایک ماہیت کے افراد کے ساتھ خاص نہ ہو بلکہ ایک سے زائد ماہیتوں کے افراد پر بولی جائے جیسے ماشی، انسان کے لیے۔

☆☆☆☆☆☆

سالانہ امتحان الشهادة الثانوية الخاصة (ایف اے)

سال دوم برائے طالبات سال ۱۴۴۱ھ/2020ء

چھٹا پرچہ: سیرت و تاریخ

کل نمبر: ۱۰۰

وقت: تین گھنٹے

نوٹ: دونوں حصوں سے کوئی دو، دو سوال حل کریں۔

حصہ اول......سیرت

سوال نمبر 1: (الف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے پر کوئی دو دلیلیں سیرت رسول عربی کی روشنی میں تحریر کریں؟ ۱۵

(ب) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرب فجار اور حلف الفضول میں شرکت مفصلاً بیان کریں؟ ۷+۸=۱۵

سوال نمبر 2: (الف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت کس کس طرح کی بت پرستی ہو رہی تھی؟ وضاحت کریں۔ ۱۵

(ب) ابتداءِ وحی اور آغازِ دعوت و تبلیغ کا مختصر جائزہ قلمبند کریں؟ ۸+۷=۱۵

سوال نمبر 3: (الف) حضرت ابو طالب کی وفات کے بعد قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کس طرح کا سلوک کیا؟ وضاحت کریں۔ ۱۵

(ب) اصحاب صفہ کا مختصر تعارف اور مسجد نبوی کی تعمیر کا پس منظر بیان کریں؟ ۸+۷=۱۵

حصہ دوم......تاریخ

سوال نمبر 4: (الف) سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ مختصراً قلمبند کریں؟ ۱۰

(ب) سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے علم کے کوئی دو واقعات بیان کریں؟ ۵+۵=۱۰

سوال نمبر 5: (الف) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قرآن کے ساتھ کوئی دو موافقات بیان کریں؟ ۱۰

(ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کا مختصر جائزہ پیش کریں؟ ۱۰

سوال نمبر 6: (الف) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے لیے کیا سازش رچائی گئی تھی؟ مختصراً بیان کریں؟ ۱۰

(ب) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عدالت کے کوئی دو واقعات تحریر کریں؟ ۵+۵=۱۰

درجہ خاصہ (سال دوم) برائے طالبات بابت 2020ء

چھٹا پرچہ: سیرت وتاریخ

حصہ اول......سیرت

سوال نمبر 1: (الف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے پر کوئی دو دلیلیں سیرت رسول عربی کی روشنی میں تحریر کریں؟

(ب) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حربِ فجار اور حلف الفضول میں شرکت مفصلاً بیان کریں؟

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے پر دو دلیلیں:

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے بلا واسطہ اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پیدا کیا، پھر اسی نور کو خلق عالم کا واسطہ ٹھہرایا اور عالم ارواح ہی میں اس روح سراپا نور کو وصف نبوت سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ ایک روز صحابہ کرام نے حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ آپ کی نبوت کیسے ثابت ہوئی آپ نے فرمایا: وادم بين الروح والجسد یعنی میں اس وقت بھی نبی تھا، جب کہ آدم کی روح نے جسم سے تعلق بھی نہ پکڑا تھا۔ بعد اسی عالم میں اللہ تعالیٰ نے دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی روحوں سے وہ عہد لیا جو "واذ اخذ الله ميثاق النبيين" میں مذکور ہے، جس وقت ان پیغمبروں کی روحوں نے عہد مذکور کے مطابق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت وامداد کا اقرار کر لیا تو نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے ان روحوں میں وہ قابلیتیں پیدا ہو گئیں کہ دنیا میں اپنے اپنے وقت میں ان کو منصب نبوت عطا ہوا اور ان سے معجزات ظہور میں آئے۔ امام بوصیری رحمہ اللہ تعالیٰ نے خوب فرمایا:

معجزے جتنے کہ لائے تھے رسولان کرام — لڑی کے نور سے جا ملتی ہے سب کی بہم
آفتاب فضل ہے وہ سب کو اکب اس کے تھے — ظلمتوں میں نور پھیلایا جنہوں نے بیش و کم

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو پیدا کیا، تو اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو ان کی پشت پاک میں بطور ودیعت رکھا۔ اس نور کے انوار ان کی پیشانی میں یوں نمایاں تھے جیسے آفتاب آسمان میں اور چاند اندھیری رات میں اور ان سے عہد لیا گیا کہ یہ نور انور پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوا کرے۔ اسی واسطے سے جب وہ حضرت حواء علیہا السلام سے مقاربت کا ارادہ کرتے تو انہیں پاک وپاکیزہ ہونے کی تاکید فرماتے، یہاں تک کہ وہ نور حضرت حواء علیہا السلام کے رحم میں منتقل ہو گیا۔ اسی وقت وہ نور جو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں تھا، حضرت حواء کی پیشانی میں نمودار

ہوا۔ ایامِ حمل میں حضرت آدم علیہ السلام نے بپاس ادب و تعظیم حضرت حواء سے مقاربت ترک کر دی۔ یہاں تک حضرت شیث علیہ السلام پیدا ہوئے، تو وہ نور ان کی پشت میں منتقل ہو گیا۔ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ کا معجزہ تھا کہ حضرت شیث علیہ السلام اکیلے پیدا ہوئے۔ آپ کے بعد ایک بطن میں جوڑا (لڑکا لڑکی) پیدا ہوتا رہا۔ اسی طرح یہ نور پاک، پاک پشتوں سے پاک رحموں میں منتقل ہوتا ہوا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ تک پہنچا اور ان سے بناء بر قول اصح ایام تشریق میں جمعہ کی رات کو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے رحم پاک میں منتقل ہوا۔

اسی نور کے پاک و صاف رکھنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت کے تمام آباء و امہات کو شرک و کفر کی نجاست اور زنا کی آلودگی سے پاک رکھا۔ اسی نور کے ذریعے حضرت کے تمام آباؤ اجداد نہایت حسین و مرجع خلائق تھے۔ اسی نور کی برکت سے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ملائک کے مسجود بنے اور اسی نور کے وسیلہ سے ان کی توبہ قبول ہوئی۔ اسی نور کی برکت سے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان میں غرق ہونے سے بچی۔ اسی نور کی برکت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آتش نمرود گلزار ہو گئی اور اسی نور کے طفیل سے حضرات انبیائے سابقین علیٰ نبینا وعلیہم الصلوات والتسلیمات پر اللہ تعالیٰ کی عنایات بے غایت ہوئیں۔

(ب) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حرب فجار میں شرکت:

آغاز اسلام سے پہلے عرب میں جو لڑائیاں ان مہینوں میں پیش آتی تھیں جن میں لڑنا ناجائز تھا، حروب فجار کہلاتی تھیں۔ چوتھی یعنی اخیر حرب فجار میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شرکت فرمائی تھی۔ اس جنگ کا سبب یہ تھا کہ نعمان بن منذر شاہ حیرہ ہر سال اپنا تجارتی مال بازار عکاظ میں فروخت ہونے کے لیے اشراف عرب میں سے کسی کی پناہ میں بھیجا کرتا تھا۔ اس دفعہ اس نے جو اونٹ لدوا کر تیار کیے، اتفاقاً عرب کی ایک جماعت اس کے پاس حاضر تھی جن میں بنی کنانہ میں سے براض اور ہوازن میں سے عروہ رحال موجود تھا۔ نعمان نے کہا: اس قافلہ کو کون پناہ دے گا؟ براض بولا: میں بنی کنانہ سے پناہ دیتا ہوں۔ نعمان نے کہا: میں ایسا شخص چاہتا ہوں جو اہل نجد و تہامہ سے پناہ دے، یہ سن کر عروہ نے کہا: میں اہل نجد و تہامہ سے پناہ دیتا ہوں۔ براض نے کہا: اے عروہ کیا تو بنی کنانہ سے پناہ دیتا ہے؟ عروہ نے کہا: تمام مخلوق سے۔ پس عروہ اس قافلہ کے ساتھ نکلا۔ براض بھی اس کے پیچھے روانہ ہوا اور موقع پا کر عروہ کو ماہِ حرام میں قتل کر ڈالا۔ ہوازن نے قصاص میں براض کو قتل کرنے سے انکار کر دیا، کیونکہ عروہ ہوازن کا سردار تھا، وہ قریش کے کسی سردار کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ مگر قریش نے منظور نہ کیا۔ اسی لیے قریش و کنانہ اور ہوازن میں جنگ چھڑ گئی۔ کنانہ کا سپہ سالار اعظم حرب بن امیہ تھا، جو ابو سفیان کا باپ اور حضرت امیر معاویہ کا دادا تھا اور ہوازن کا سپہ

سالارِ اعظم مسعود بن معتب ثقفی تھا۔ لشکر کنانہ کے ایک پہلو پر عبداللہ بن جدعان اور دوسرے پر کریز بن ربیعہ اور قلب بن امیہ تھا۔ اس جنگ میں کئی لڑائیاں ہوئیں۔ ان میں سے ایک میں حضرت کے چچا آپ کو بھی لے گئے۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک چودہ سال کی تھی۔ مگر آپ نے خود لڑائی نہیں کی' بلکہ تیر اٹھا اٹھا کر اپنے چچاؤں کو دیتے رہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں: وکنت انبل علٰی اعمامی ۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ نے بھی تیر پھینکے تھے۔ بہرحال اخیر میں فریقین میں صلح ہوگئی۔

حلف الفضول میں شرکت:

جب قریش حرب فجار سے واپس آئے تو یہ واقعہ پیش آیا کہ شہر زبید کا ایک شخص اپنا مال تجارت مکہ میں لایا جسے عاص بن وائل سہمی نے خرید لیا' مگر قیمت نہ دی۔ اس پر زبیدی نے اپنے احلاف عبدالدار و مخزوم و جمح و سہم و عدی بن کعب سے مدد مانگی۔ مگر ان سب نے مدد دینے سے انکار کیا۔ پھر اس نے جبل ابوقبیس پر چڑھ کر فریاد کی، جسے قریش کعبہ میں سن رہے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زبیر بن عبدالمطلب کی تحریر پر بنو ہاشم زہرہ اور بنو اسد بن عبدالعزیٰ سب عبداللہ بن جدعان کے گھر جمع ہوئے اور باہم عہد کیا کہ ہم ظالم کے خلاف مظلوم کی مدد کیا کریں گے' اور اموال واپس کرادیا کریں گے۔ اس کے بعد وہ سب عاص بن وائل کے پاس گئے اور ان سے زبیدی کا مال واپس کرادیا۔ اس معاہدہ کو حلف الفضول اس واسطے کہتے ہیں کہ یہ معاہدہ اس معاہدے کے مشابہ تھا جو قدیم زمانہ میں جرہم کے وقت مکہ میں بدیں مضمون ہوا تھا کہ ہم ایک دوسرے کی حق رسانی کیا کریں گے اور قوی سے ضعیف کا اور مقیم سے مسافر کا حق لے کر دیا کریں گے۔ چونکہ جرہم کے وہ لوگ جو اس معاہدہ کے محرک تھے' ان سب کا نام فضل تھا' جن میں سے فضل بن حارث اور فضل بن وداعہ اور فضل بن فضالہ تھے۔ اس لیے اس کو "حلف الفضول" سے موسوم کیا گیا تھا۔

اس معاہدہ قریش میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریک تھے' اور عہد نبوت میں فرمایا کرتے تھے کہ اس معاہدے کے مقابلہ میں اگر مجھ کو سرخ رنگ کے اونٹ بھی دیے جاتے تو میں اسے نہ توڑتا اور ایک روایت میں ہے کہ میں عبداللہ بن جدعان کے گھر میں ایسے معاہدے میں حاضر ہوا کہ اگر اس سے غیر حاضری پر مجھے سرخ رنگ کے اونٹ بھی دیے جاتے تو میں پسند نہ کرتا۔ اور آج اسلام میں بھی اگر کوئی مظلوم یا اٰل حلف الفضول کہہ کر پکارے' تو میں مدد دینے کو حاضر ہوں۔

سوال نمبر 2: (الف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت کس کس طرح کی بت پرستی ہو رہی تھی؟ وضاحت کریں۔

(ب) ابتداءِ وحی اور آغازِ دعوت و تبلیغ کا مختصر جائزہ قلمبند کریں؟

جواب: (الف) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت بت پرستی:

عرب پہلے دین ابراہیم علیہ السلام پر تھے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بعد ان کے صاحبزادے حضرت نابت کعبہ کے متولی ہوئے۔ ان کے بعد قبیلہ جرہم متولی ہوا۔ اس قبیلہ کو عمرو بن لحی نے جو قبیلہ خزاعہ کا مورث اعلیٰ تھا' بیت اللہ شریف سے نکال دیا اور خود متولی بن گیا۔ اس کا اصلی نام عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو بن عامر ازدی تھا۔ عرب میں بت پرستی کا بانی یہی شخص تھا۔ اسی نے سائبہ وصیلہ بحیرہ حامیہ کی رسم ایجاد کی تھی۔ ایک دفعہ یہ سخت بیمار ہوگیا' کسی نے کہا کہ بالقاء میں پہنچ اور اس چشمہ میں غسل کرنے سے اچھا ہوگیا۔ وہاں اس نے لوگوں کو بتوں کی پوجا کرتے دیکھا۔ پوچھا کہ یہ کیا ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہم ان کے وسیلہ سے بارش کی دعا کرتے ہیں اور ان کے وسیلہ سے دشمن پر فتح پاتے ہیں۔ یہ سن کر اس نے درخواست کی ان میں سے کچھ مجھے بھی عنایت کیجئے۔ غرض اس نے وہ بت لا کر کعبہ کے گرد نصب کر دیے اور عرب کو ان کی پوجا کی دعوت دی۔ اس طرح عرب میں بت پرستی شائع ہوگئی، جس کا اجمالی خاکہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:

بت کا نام	مقام جہاں وہ بت تھا	قبیلہ جو اس بت کو پوجتا تھا	کیفیت
ود	دومۃ	کلب	یہ بت بشکل انسان بزرگ جثہ تھا، جس پر دو حلہ منقوش تھے
سواع	رہاط	ہذیل	بنو لحیان اس بت کے خادم یا پجاری تھے
یعوق	خیوان	ہمدان اور اس کے نواح کے لوگ یمن میں	خیوان صنعاء یمن سے مکہ کی طرف دو دن کا راستہ
سعد	ساحل جدہ	مالک وملکان پسران کنانہ	طویل پتھر تھا جس پر خون بہایا جاتا تھا
سعیر		عنزہ	اس پر قربانیاں چڑھاتے تھے

(ب) ابتداء وحی:

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک چالیس سال ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو منصب نبوت سے سرفراز فرمایا۔ وحی کی ابتداء رویائے صادقہ سے ہوئی۔ جو کچھ آپ رات کو خواب میں دیکھتے، بعینہ وہی ظہور میں آتا۔ چھ ماہ اسی حالت میں گزر گئے کہ ایک روز آپ حسب معمول غار حراء میں مراقب تھے کہ فرشتہ (جبرائیل) آپ کے پاس آیا۔ اس نے آپ سے کہا: اقرء (پڑھو) آپ نے فرمایا: ما انا بقارئ (میں پڑھا ہوا نہیں) آپ کا بیان ہے کہ اس پر فرشتہ نے پکڑ کر بھینچا۔ یہاں تک کہ وہ مجھ سے غایت وسع اور طاقت کو پہنچا۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا: اقرء میں نے کہا: ما انا بقارئ پس اس نے پکڑ کر مجھے

دوسری بار بھینچا یہاں تک کہ وہ مجھ سے غایت وسع اور طاقت کو پہنچا۔ پھر اس نے مجھے پکڑ کر تیسری بار بھینچا یہاں تک کہ وہ مجھ سے غایت وسع اور طاقت کو پہنچا۔ پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا:

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ○ اِقْرَاْ وَ رَبُّكَ الْاَكْرَمُ○ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ○ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ○

پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔ پیدا کیا آدمی کو لہو کی پھٹکی سے۔ پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے جس نے علم سکھایا قلم سے۔ سکھایا آدمی کو جو کچھ نہ جانتا تھا۔

یہ سبق پڑھ کر آپ گھر تشریف لائے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے سارا قصہ بیان کیا' وہ آپ کو اپنے چچیرے بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ وہ عیسائی اور تورات وانجیل کا ماہر تھا۔ اس نے یہ ماجرا سن کر کہا کہ یہ وہی ناموس وفرشتہ ہے جو حضرت موسیٰ پر اترا تھا۔ اس کے بعد کچھ مدت تک وحی بند رہی تا کہ آپ کا شوق وانتظار زیادہ ہو جائے۔ پھر یہ آیتیں نازل ہوئیں:

یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ○ قُمْ فَاَنْذِرْ○ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ○ وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ○ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ○

اے لحاف میں لپٹنے اٹھ کھڑا ہو۔ پس ڈر سنا اور اپنے رب کی بڑائی کر اور اپنے کپڑے پاک رکھ اور پلیدی کو چھوڑ دے۔

آغازِ دعوت:

قُمْ فَاَنْذِرْ ○ سے آپ پر انذار اور دعوت الی اللہ فرض ہو چکی تھی۔ مگر اعلان دعوت کا حکم نہ آیا تھا۔ اس لیے آپ نے پہلے خفیہ طور سے ان لوگوں کو دعوت اسلام دی جن پر آپ کو اعتماد تھا اور جو آپ کے حالات سے بخوبی واقف تھے۔ اس دعوت پر کئی مرد وزن ایمان لائے۔ چنانچہ مردوں میں سب سے پہلے جو آپ پر ایمان لائے' وہ حضرت ابو بکر صدیق ہیں۔ لڑکوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں اور عورتوں میں حضرت خدیجہ الکبریٰ۔ آزاد کیے ہوئے غلاموں میں حضرت زید بن حارثہ اور غلاموں میں حضرت بلال ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایمان لاتے ہی دعوت اسلام شروع کر دی۔ عشرہ مبشرہ میں سے پانچ' یعنی حضرات عثمان غنی، سعد بن ابی وقاص، طلحہ بن عبید اللہ، عبد الرحمٰن بن عوف اور زبیر بن العوام آپ ہی کی ترغیب سے مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ان کے بعد حضرات سعید بن زید، ابوذر غفاری، ارقم بن ابی ارقم، عبد اللہ بن مسعود، عثمان بن مظعون، ابو عبیدہ بن الجراح، عبیدہ بن حارث، حصین والد عمران بن حصین، عمار بن یاسر، خباب بن الارت، خالد بن سعید بن العاص اور صہیب رومی وغیرہم سابقین اولین کے زمرہ میں شامل ہوئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور عورتوں میں فاطمہ بنت خطاب ہمشیرہ عمر فاروق، اسماء بنت ابی بکر، اسماء بنت سلامہ تمیمیہ، اسماء بنت عمیس خثعمیہ، فاطمہ

بنت المجلل قرشیہ عامریہ، فکیہہ بنت یسار، رملہ بنت ابی عوف اوزامینہ بنت خلف خزاعیہ سابقات الی الاسلام میں سے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔ لیکن یہ سب کچھ جو ہوا پوشیدہ طور پر ہوا۔ نماز بھی شعاب مکہ میں چھپ کر پڑھا کرتے تھے۔ ایک روز حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور کچھ اصحاب مکہ کے کسی شعب میں نماز پڑھ رہے تھے کہ مشرکین نے دیکھ کر اس فعل کو برا کہا۔ پس باہم لڑائی ہوگئی۔ حضرت سعد نے اونٹ کے تالو کی ہڈی ان نابکاروں میں سے ایک پر ماری اور سر توڑ ڈالا۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب دار ارقم میں، جو کوہ صفا کے نشیب میں تھا رہتے اور وہیں نماز پڑھتے۔

سوال نمبر 3: (الف) حضرت ابو طالب کی وفات کے بعد قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کس طرح کا سلوک کیا؟ وضاحت کریں۔

(ب) اصحاب صفہ کا مختصر تعارف اور مسجد نبوی کی تعمیر کا پس منظر بیان کریں؟

جواب: (الف) حضرت ابو طالب کی وفات کے بعد قریش کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سلوک:

اس سال ماہ رمضان میں ابو طالب نے وفات پائی اور اس کے تین روز بعد خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بھی انتقال فرما گئیں۔ اب کفار قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذاء رسانی پر اور دلیر ہو گئے۔ ایک روز ایک نابکار نے راہ میں آپ کے سر مبارک پر خاک ڈال دی۔ آپ اسی حالت میں گھر تشریف لے گئے۔ آپ کی صاحبزادی نے دیکھا۔ تو پانی لے کر سر مبارک کو دھونے لگیں اور روتی جاتی تھیں۔ آپ نے فرمایا:

''جان پدر! اللہ تعالیٰ تیرے باپ کو بچالے گا۔''

آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تنگ آکر اس خیال سے کہ اگر ثقیف ایمان لے آئے تو قریش کے برخلاف میری مدد کریں گے، طائف کا قصد کیا۔ زید بن حارثہ آپ کے ساتھ تھے۔ آپ نے وہاں پہنچ کر اشراف ثقیف یعنی عبدیالیل اور اس کے بھائی مسعود حبیب کو دعوت اسلام دی۔ مگر انہوں نے آپ کی دعوت کا بری طرح جواب دیا۔ ایک بولا: ''اگر تجھے خدا نے پیغمبر بنایا ہے تو وہ کعبہ کا پردہ چاک کر رہا ہے۔'' دوسرے نے کہا: ''کیا خدا کو پیغمبری کے لیے تیرے سوا کوئی اور نہ ملا؟'' تیسرے نے کہا: ''میں ہرگز تجھ سے کلام نہیں کر سکتا۔ اگر تو پیغمبری کے دعویٰ میں سچا ہے تو تجھ سے گفتگو کرنا خلاف ادب ہے اور اگر جھوٹا ہے تو قابل خطاب نہیں۔'' جب آپ مایوس ہو کر واپس ہوئے، تو انہوں نے کمینے لوگوں اور غلاموں کو آپ پر ابھارا۔ جو آپ کو گالیاں دیتے اور تالیاں بجاتے تھے۔ اتنے میں لوگ جمع ہو گئے۔ وہ آپ کے راستہ میں دو رویہ صف باندھ کر کھڑے ہو گئے، جب آپ درمیان سے گزرے، تو قدم اٹھاتے وقت آپ کے پاؤں پر پتھر برسانے لگے۔ یہاں تک کہ نعلین مبارک خون سے بھر گئے، جب آپ کو پتھروں کا صدمہ پہنچتا تو بیٹھ جاتے۔ مگر وہ بازو تھام کر کھڑا کر دیتے جب پھر چلنے لگتے تو پتھر برساتے اور ساتھ ساتھ ہنستے جاتے۔ اس

طرح انہوں نے عتبہ اور شیبہ پسران ربیعہ کے باغ تک آپ کا تعاقب کیا۔ آپ نے باغ میں ایک انگور کی شاخ کے سایہ میں پناہ لی۔ عتبہ اور شیبہ اگرچہ آپ کے سخت دشمن تھے۔ مگر آپ کی اس حالت پر ان کو بھی رحم آ گیا۔ انہوں نے اپنے نصرانی غلام عداس سے کہا کہ انگور کا ایک خوشہ تھال میں رکھ کر ان کے پاس لے جا اور کہہ دے کہ کھالیں۔ آپ نے بسم اللہ کہہ کر کھایا۔ عداس متعجب ہو کر کہنے لگا کہ ان شہروں کے لوگ ایسا نہیں کہتے۔ آپ نے پوچھا: تو کہاں سے ہے؟ اس نے کہا: نینویٰ سے۔ آپ نے فرمایا: وہ نیک بندے یونس بن متیٰ کا شہر ہے۔ پھر اس نے آپ سے یونس کا حال پوچھا۔ آپ نے فرمایا: وہ بھی میری طرح پیغمبر تھے۔ یہ سن کر وہ آپ کے ہاتھ پاؤں چومنے لگا اور اسلام لایا۔

اسی سفر میں مقام نخلہ میں جو مکہ مشرفہ سے ایک رات کا راستہ ہے شہر نصیبین کے جن حاضر ہوئے۔ آپ رات کو نماز میں قرآن مجید پڑھ رہے تھے۔ وہ سن کر ایمان لائے۔ وَاِذْ صَرَفْنَآ اِلَيْكَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ الآیہ میں اسی طرف اشارہ ہے۔ نخلہ میں چند روز قیام رہا۔ وہاں سے آپ حرام میں تشریف لائے اور مطعم بن عدی کو پیغام بھیجا کہ کیا تم مجھے اپنی پناہ وامان میں لے سکتے ہو؟ مطعم نے قبول کیا۔ آپ رات کو مطعم کے ہاں رہے، جب صبح ہوئی تو مطعم اور اس کے بیٹوں نے ہتھیار لگائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ طواف کیجیے اور خود تلواریں لگائے ہوئے مطاف میں موجود رہے، جب حضرت طواف سے فارغ ہوئے تو اسی ہیئت میں آپ کے دولت خانہ تک آپ کے ساتھ آئے۔

(ب) اصحاب صفہ:

پایان مسجد میں ایک سائبان تھا جو صفہ کہلاتا تھا اور ان فقراء و مساکین صحابہ کے لیے تھا۔ جو مال و منال اور اہل وعیال نہ رکھتے تھے۔ ان ہی کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ (کہف، ع:۴)

اور روک رکھ جان اپنی ساتھ اُن لوگوں کے کہ پکارتے ہیں پروردگار اپنے کو صبح کو اور شام کو چاہتے ہیں وہ رضامندی اس کی۔

ان کی تعداد میں موت یا سفر یا تزوج کے سبب سے کمی بیشی ہوتی رہتی تھی۔ بعض وقت ان کی تعداد ستر تک پہنچ جاتی تھی۔ باہر سے مدینہ میں اگر کوئی آتا اور شہر میں اس کا کوئی شریف جان پہچان نہ ہوتا تو وہ بھی صفہ میں اترا کرتا تھا۔ حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں سو سے کچھ اوپر اہل صفہ کے نام گنائے ہیں۔ جن میں حضرات ابوذر غفاری، عمار بن یاسر، سلمان فارسی، صہیب رومی، بلال حبشی، ابوہریرہ، خباب بن الارت، حذیفہ بن الیمان، ابوسعید خدری، بشیر بن الخصاصیہ، ابومویہبہ (مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) وغیرہم مشاہیر میں سے تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اہل صفہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بڑی نظر عنایت تھی۔ ایک دفعہ غنیمت میں کنیزیں آئی ہوئی تھیں۔ اس موقع کو غنیمت سمجھ کر آپ کی صاحبزادی حضرت بی بی فاطمہ اور حضرت علی المرتضیٰ دونوں خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ایک خادمہ کے لیے درخواست کی۔ آپ نے یوں جواب دیا: ''اللہ کی قسم! یہ نہیں ہونے کا کہ میں تم کو خادمہ دوں اور اہل صفہ بھوکے مریں ان کے خرچ کے لیے میرے پاس کچھ نہیں۔ میں ان اسیران جنگ کو بیچ کر ان کی قیمت اہل صفہ پر خرچ کروں گا۔''

تعمیر مسجد نبوی:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ناقہ جہاں بیٹھا تھا۔ وہ جگہ دو نجاری یتیموں (سہیل وسہل) کی تھی۔ جن کے ولی حضرت اسعد بن زرارہ نجاری خزرجی تھے۔ وہ اس زمین میں کھجوریں خشک کرنے کے لیے پھیلا دیا کرتے تھے۔ اس کے ایک حصہ میں حضرت اسعد نے نماز کے لیے ایک مختصر جگہ بنائی ہوئی تھی، جس پر چھت نہ تھی۔ یہاں وہ نماز جمعہ پڑھا کرتے تھے۔ باقی زمین میں کھجور کے درخت اور مشرکوں کی قبریں اور گڑھے تھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہاں مسجد جامع بنانے کا ارادہ کیا۔ آپ نے ان یتیم بچوں کو بلا بھیجا اور ان سے قیمت پر زمین طلب کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم بلا قیمت آپ کی نذر کرتے ہیں۔ آپ نے قبول نہ فرمایا اور قیمت دے کر خرید لی۔ تعمیر کا کام شروع ہو گیا۔ قبریں اکھڑوا کر ہڈیاں کسی دوسری جگہ دبا دی گئیں۔ درخت کاٹ دیے گئے اور گڑھے ہموار کر دیے گئے۔ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی کام کر رہے تھے۔ آپ اپنی چادر میں اینٹیں اٹھا کر لا رہے تھے اور یوں فرما رہے تھے:

هذا الحمال واحمال خيبر هذا ابر ربنا واطهر

اے ہمارے پروردگار! یہ اینٹیں خیبر کے تمر وزبیب سے زیادہ ثواب والی اور پاکیزہ ہیں۔

اور نیز فرما رہے تھے:

اللّٰهم ان الاجر اجر الاخره فارحم الانصار والمهاجره

خدایا! بیشک اجر صرف آخرت کا اجر ہے پس تو انصار ومہاجرین پر رحم فرما۔

یہ مسجد نہایت سادہ تھی۔ بنیادیں تین ہاتھ تک پتھر کی تھیں۔ دیواریں کچی اینٹوں کی۔ چھت برگ خرما کی قد آدم سے کچھ اونچی اور ستون کھجور کے تھے۔ قبلہ بیت المقدس کی طرف رکھا گیا۔ تین دروازے تھے۔ ایک جانب کعبہ اور دو دائیں بائیں، جب قبلہ بدل کر کعبہ کی طرف ہو گیا تو جانب کعبہ کا دروازہ بند کر دیا گیا اور اس کے مقابل شمالی جانب میں نیا دروازہ بنا دیا گیا۔ چونکہ چھت پر مٹی کم تھی اور فرش خام تھا۔ اس لیے بارش میں کیچڑ ہو جایا کرتی تھی۔ ایک دفعہ رات کو بارش بہت ہوئی۔ جو نماز آتا کپڑے میں کنکریاں ساتھ لاتا اور اپنی جگہ پر بچھا لیتا، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: ''یہ خوب ہے'' اور

کنکروں کا فرش بنوا دیا۔

حصہ دوم......تاریخ

سوال نمبر 4: (الف) سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ مختصراً قلمبند کریں؟
(ب) سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے علم کے کوئی دو واقعات بیان کریں؟

جواب: (الف) سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ:

بہت سے صحابہ کرام و تابعین عظام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ امام شعبی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ سب سے پہلے اسلام لانے والا کون ہے؟ تو اُنہوں نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ثبوت میں حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے وہ اشعار پڑھے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعریف و توصیف میں ہیں اور ان میں سب سے پہلے آپ کے اسلام لانے کا ذکر ہے اور ابن عسا کر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اُنہوں نے فرمایا: اول من اسلم من الرجال ابوبکر ۔ یعنی سب سے پہلے مردوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام لائے اور ابن سعد نے صحابی رسول حضرت ابواَروی دوسی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اُنہوں نے فرمایا: اول من اسلم ابوبکر ۔ یعنی سب سے پہلے جو اسلام لائے وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت میمون بن مہران رضی اللہ عنہ سے جب دریافت کیا گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق پہلے مسلمان ہوئے یا حضرت علی (رضی اللہ عنہ)؟ تو اُنہوں نے جواب میں فرمایا: واللہ لقد اٰمن ابوبکر بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم ومن بحیری الراھب ۔ یعنی قسم ہے خدائے عزوجل کی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بحیرٰی راہب ہی کے زمانہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا چکے تھے جب کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔

اور محمد بن اسحٰق فرماتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا: جب میں نے کسی کو بھی اسلام کی دعوت دی تو اس کو تردد ہوا علاوہ ابوبکر کہ جب میں نے ان پر اسلام پیش کیا تو اُنہوں نے بغیر تردد کے اسلام قبول کر لیا...... امام بیہقی فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سابق الاسلام ہونے کا سبب یہ ہے کہ آپ نبوت و رسالت کی نشانیاں قبل از اسلام ہی معلوم کر چکے تھے اس لیے جب ان کو اسلام کی دعوت دی گئی تو اُنہوں نے فوراً اسلام قبول کر لیا اور بعض محدثین یوں فرماتے ہیں کہ اعلان نبوت کے قبل ہی سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کے دوست تھے اور آپ کے اخلاق کی عمدگی، عادات کی پاکیزگی اور آپ کی سچائی و دیانت داری پر یقین کامل رکھتے تھے۔ تو جب سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر اسلام پیش کیا تو اُنہوں نے فوراً قبول کر لیا۔ اس لیے کہ جو شخص زندگی کے عام حالات میں جھوٹ نہیں بولتا اور نہ غلط بات کہتا ہے تو بھلا وہ خدائے ذوالجلال کے بارے میں کیسے جھوٹ بول سکتا ہے کہ اس نے مجھے رسول بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ اسی بُنیاد پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فوراً بلا تامل مسلمان ہو گئے۔

ان تمام شواہد سے معلوم ہوا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام صحابہ میں سب سے پہلے اسلام قبول کیے ہیں۔ اسی لیے بعض حضرات نے یہاں تک دعویٰ کیا ہے کہ آپ کے سب سے پہلے مسلمان ہونے پر اجماع ہے۔ لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ ایمان لائے اور بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اُم المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ تو ان تمام اقوال میں ہمارے امام اعظم حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس طرح تطبیق فرمائی ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور لڑکوں میں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ ایمان لائے۔

(ب) سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے علم کے دو واقعات:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کئی کرامتیں ظاہر ہوئیں جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ انہوں نے فرمایا: ایک بار میرے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اصحاب صفہ میں سے تین آدمیوں کو اپنے گھر لائے اور ان کو کھانا کھلانے کا حکم فرما کر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے یہاں کھا لیا اور بہت زیادہ رات گزر جانے کے بعد اپنے مکان پر تشریف لائے۔ ان کی بیوی نے کہا کہ مہمانوں کے پاس آنے سے آپ کو کس چیز نے روک رکھا؟ آپ نے فرمایا: تم نے ابھی تک مہمانوں کو کھانا نہیں کھلایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے کھانا پیش کیا تھا مگر مہمانوں نے آپ کے بغیر کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔ یہ سن کر آپ اپنے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ پر سخت ناراض ہوئے اور ان کو بہت برا بھلا کہا کہ اس نے مجھ کو مطلع کیوں نہیں کیا۔ پھر کھانا منگوا کر مہمانوں کے ساتھ کھانے کے لیے بیٹھ گئے۔

راوی کا بیان ہے کہ خدا کی قسم ہم جو لقمہ اٹھاتے تھے اس کے نیچے کھانا اس سے زیادہ ہو جاتا۔ یہاں تک کہ ہم سب شکم سیر ہو گئے اور جتنا کھانا پہلے تھا اس سے بھی زیادہ بچ رہا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے متعجب ہو کر اپنی بیوی سے فرمایا: کیا معاملہ ہے کہ برتن میں کھانا پہلے سے کچھ زیادہ نظر آتا ہے؟ آپ کی بیوی نے قسم کھائی بلاشبہ یہ کھانا پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔ پھر وہ کھانا اٹھا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں لے گئے۔ صبح تک کھانا بارگاہِ رسالت میں رہا۔ مسلمانوں اور کافروں کے درمیان ایک معاہدہ ہوا تھا جس کی مدت ختم ہوگئی تھی تو اس روز صبح کے وقت ایک لشکر تیار کیا گیا جس میں بہت کافی آدمی تھے، پوری فوج نے اس کھانے کو شکم سیر ہوکر کھایا پھر بھی اس برتن میں کھانا کم نہیں ہوا۔

مہمانوں کے کھانے کے بعد پہلے سے کھانے کا تین گنا زیادہ ہوجانا اور صبح کے وقت پوری فوج کا اس کھانے کو شکم سیر ہوکر کھانا پھر بھی برتن میں کھانے کا کم نہ ہونا۔ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عظیم کرامت ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے انہوں نے فرمایا: میرے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے مرضِ موت میں مجھے وصیت کرتے ہوئے فرمایا: میری پیاری بیٹی! میرے پاس جو کچھ مال تھا آج وہ مال موجود ہے۔ میری اولاد میں تمہارے دو بھائی عبدالرحمٰن ومحمد ہیں اور تمہاری دو بہنیں ہیں۔ لہٰذا میرے مال کو تم لوگ قرآن مجید کے فرمان کے مطابق تقسیم کرکے اپنا اپنا حصہ لے لینا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ ابا جان میری تو ایک ہی بہن بی بی اسماء ہیں یہ میری دوسری بہن کون ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: تمہاری سوتیلی ماں حبیبہ بنت خارجہ جو حاملہ ہے اس کے پیٹ میں جو لڑکی ہے وہی تمہاری دوسری بہن ہے۔ چنانچہ آپ کے وصال فرمانے کے بعد آپ کے فرمان کے مطابق حبیبہ بنت خارجہ کے پیٹ سے لڑکی (ام کلثوم) ہی پیدا ہوئیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پہلے سے معلوم ہوگیا تھا وہ اس مرض میں وفات پا جائیں گے اور پیدا ہونے والی لڑکی ہوگی، اس لیے اس کے لیے بھی وصیت فرمائی۔

سوال نمبر 5: (الف) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قرآن کے ساتھ کوئی دو موافقات بیان کریں؟
(ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کا مختصر جائزہ پیش کریں۔

جواب: (الف) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قرآن کے ساتھ دو موافقات:

مجاہد سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی معاملہ میں جو کچھ مشورہ دیتے تھے قرآن شریف کی آیتیں اس کے مطابق نازل ہوتی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان کے رب نے ان سے اکیس باتوں میں موافقت فرمائی۔ ان میں سے دو درج ذیل ہیں:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کی خدمت میں ہر طرح کے لوگ آتے جاتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ازواج مطہرات بھی ہوتی ہیں۔ بہتر ہے کہ آپ انہیں پردہ کرنے کا حکم فرمائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری اس عرض کے بعد امہات المومنین کے پردہ کے بارے میں آیت کریمہ

نازل ہوئی: وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ یعنی ''اور جب تم امہات المومنین سے استعمال کرنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔''

پہلی شریعتوں میں روزہ افطار کرنے کے بعد کھانا پینا اور ہم بستری کرنا عشاء کی نماز تک جائز تھا۔ بعد نماز عشاء یہ ساری چیزیں رات میں بھی حرام ہو جاتی تھیں۔ یہ حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک تک باقی رہا۔ یہاں تک کہ رمضان شریف کی رات میں نماز عشاء کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہم بستری ہو گئی جس پر وہ بہت نادم اور شرمندہ ہوئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کیا تو اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی: اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَآئِكُمْ ؕ اس آیت کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ روزوں کی راتوں میں اپنی عورتوں کے پاس جانا (یعنی ان سے ہم بستری کرنا) تمہارے لیے حلال ہو گیا ہے۔

(ب) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت:

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خلافت کا واقعہ علامہ واقدی کی روایت کے مطابق یوں ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طبیعت علالت کے سبب بہت زیادہ ناساز ہو گئی تو آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بلایا جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور ان سے فرمایا: عمر کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اُنہوں نے کہا کہ میرے خیال میں تو وہ اس سے بھی بڑھ کر ہیں جتنا کہ آپ ان کے بارے میں خیال فرماتے ہیں۔ پھر آپ نے عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلا کر ان سے بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت کیا۔ اُنہوں نے بھی یہی کہا کہ مجھ سے زیادہ آپ اُن کے بارے میں جانتے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: کچھ تو بتلاؤ۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کا باطن ان کے ظاہر سے اچھا ہے اور ہم لوگوں میں ان کا مثل کوئی نہیں۔ پھر آپ نے سعید بن زید، اُسید بن حضیر اور دیگر انصار و مہاجرین حضرات سے بھی مشورہ لیا اور ان کی رائیں معلوم کیں۔ حضرت اُسید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ خدائے تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ آپ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سب سے افضل ہیں۔ وہ اللہ کی رضا پر راضی رہتے ہیں اور اللہ جس سے ناخوش ہوتا ہے اس سے وہ بھی ناخوش رہتے ہیں اور ان کا باطن ان کے ظاہر سے بھی اچھا ہے اور کارِ خلافت کے لیے ان سے زیادہ مستعد اور قوی شخص کوئی نظر نہیں آتا۔ پھر کچھ اور صحابہ کرام آئے۔ ان میں سے ایک شخص نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سخت مزاجی سے آپ واقف ہیں۔ اس کے باوجود اگر آپ ان کو خلیفہ مقرر کریں گے تو خدائے تعالیٰ کے یہاں کیا جواب دیں گے؟ آپ نے فرمایا: خدا کی قسم تم نے مجھ کو خوف زدہ کر دیا مگر میں بارگاہ خداوندی میں عرض کروں گا کہ یا اللہ العالمین! میں نے تیرے بندوں میں سے بہترین شخص کو

خلیفہ بنایا ہے اور اے اعتراض کرنے والے یہ جو کچھ میں نے کہا ہے تم دوسرے لوگوں کو بھی پہنچا دینا۔
اس کے بعد آپ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ یہ وصیت نامہ ہے جو ابو بکر بن ابو قحافہ نے اپنے آخری زمانہ میں دُنیا سے رُخصت ہوتے وقت اور عہد آخرت کے شروع میں عالم بالا میں داخل ہوتے وقت لکھایا ہے۔ یہ وہ وقت ہے جبکہ ایک کافر بھی ایمان لے آتا ہے۔ ایک فاسق و فاجر بھی یقین کی روشنی حاصل کر لیتا ہے اور ایک جھوٹا بھی سچ بولتا ہے۔ مسلمانو! اپنے بعد میں نے تمہارے اُوپر عمر بن خطاب کو خلیفہ منتخب کیا ہے۔ ان کے احکام کو سننا اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا۔ میں نے حتی الامکان خدا اور رسول، دین اور اپنے نفس کے بارے میں کوئی تقصیر و غلطی نہیں کی ہے اور جہاں تک ہو سکا تمہارے ساتھ بھلائی کی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ) عدل و انصاف سے کام لیں گے۔ اگر اُنہوں نے ایسا کیا تو میرے خیال کے مطابق ہوگا اور اگر اُنہوں نے عدل و انصاف کو چھوڑ دیا اور بدل گئے تو ہر شخص اپنے کیے کا جواب دہ ہوگا اور اے مسلمانو! میں نے تمہارے لیے نیکی اور بھلائی ہی کا قصد کیا ہے۔ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ ؁ (پ:۱۹، ع:۱۵) یعنی اور ظالم عنقریب جانیں گے کہ وہ کس کروٹ پر پلٹا کھائیں گے۔ والسلام علیکم و رحمة الله و برکاتهٗ ۔

پھر آپ نے اس وصیت نامہ کو سر بمہر کرنے کا حکم فرمایا۔ جب وہ مہر بند ہو گیا تو آپ نے اسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے حوالے کر دیا جسے لے کر وہ گئے لوگوں نے راضی خوشی سے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ اس کے بعد آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تنہائی میں بلا کر کچھ وصیتیں فرمائیں اور جب وہ چلے گئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ الٰہی میں دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھایا اور عرض کیا: یا الٰہ العالمین! یہ جو کچھ میں نے کیا ہے اس سے میری نیت مسلمانوں کی فلاح و بہبود ہے۔ تو اس بات سے خوب واقف ہے کہ میں نے فتنہ و فساد کو روکنے کے لیے ایسا کام کیا ہے۔ میں نے اس کے بارے میں اپنی رائے کے اجتہاد سے کام لیا ہے۔ مسلمانوں میں جو سب سے بہتر ہے میں نے اس کو ان کا والی بنایا ہے اور وہ ان میں سب سے قوی اور نیکی پر حریص ہے۔

اور یا الٰہ العالمین! میں تیرے حکم سے تیری بارگاہ میں حاضر ہو رہا ہوں۔ خداوند! تو ہی اپنے بندوں کا مالک و مختار ہے اور ان کی باگ ڈور تیرے ہی دست قدرت میں ہے۔ یا الٰہ العالمین! ان لوگوں میں درستگی اور صلاحیت پیدا کرنا اور عمر رضی اللہ عنہ کو خلفاء راشدین میں سے کرنا اور ان کے ساتھ ان کی رعیت کو اچھی زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرما۔

سوال نمبر 6: (الف) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے لیے کیا سازش رچائی گئی تھی؟ مختصراً بیان کریں؟

(ب) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عدالت کے کوئی دو واقعات تحریر کریں؟

جواب: (الف) حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے لیے سازش:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا دور خلافت کل بارہ سال رہا۔ شروع کے چھ برسوں میں لوگوں کو آپ سے کوئی شکایت نہیں ہوئی، بلکہ ان برسوں میں وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی زیادہ لوگوں میں مقبول و محبوب رہے اس لیے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مزاج میں کچھ سختی تھی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں سختی کا وجود نہ تھا۔ آپ بہت بامروت تھے' لیکن آخری چھ برسوں میں بعض گورنروں کے سبب لوگوں کو آپ سے شکایت ہوگئی۔ آپ نے عبداللہ بن ابی سرح کو مصر کا گورنر مقرر کیا۔ ابھی عبداللہ کے تقرر کو صرف دو سال گزرے تھے کہ مصر کے لوگوں کو ان سے شکایتیں پیدا ہوگئیں۔ اُنہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے دادرسی چاہی آپ نے بذریعہ تحریر عبداللہ کو سخت تنبیہ فرمائی اور تاکید کی کہ خبردار! آئندہ تمہاری شکایت میرے پاس نہ پہنچے۔ مگر عبداللہ نے آپ کے خط کی کچھ پرواہ نہ کی بلکہ مصر کے جو لوگ دارالخلافہ مدینہ شریف میں شکایت لے کر آئے تھے ان کو قتل کر دیا۔ اس سے مصر کی حالت اور زیادہ خراب ہوگئی یہاں تک کہ وہاں سے سات سو افراد مدینہ شریف آئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے عبداللہ کی زیادتیاں بیان کیں اور دوسرے صحابہ کرام سے بھی شکایتیں کیں تو بعض صحابہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے سخت کلامی کی اور اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کے پاس کہلا بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ آپ کے پاس آئے ہیں اور عبداللہ بن ابی سرح جس پر قتل کا الزام ہے اس کی معزولی اور برطرفی کا آپ سے مطالبہ کرتے ہیں۔ آپ کو چاہیے کہ ایسے شخص کو مناسب سزا دیں۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اُنہوں نے بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ لوگ قتل ناحق کے سبب مصر کے گورنر کی معزولی چاہتے ہیں۔ آپ اس معاملہ میں انصاف کیجیے اور عبداللہ بن ابی سرح کی جگہ پر کسی دوسرے کو گورنر مقرر کر دیجئے۔ آپ نے مصر کے لوگوں سے فرمایا: اختاروا رجلاً اولیه علیکم مکانہ یعنی آپ لوگ خود ہی کسی کو گورنر چن لیجیے میں عبداللہ بن ابی سرح کو معزول کر کے آپ لوگوں کے چنے ہوئے گورنر کو مقرر کر دوں گا۔ ان لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق کے فرزند یعنی محمد بن ابوبکر کو منتخب کیا رضی اللہ عنہما۔ امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے انتخاب کو منظور فرما لیا اور حضرت محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کے لیے پروانہ تقرری اور عبداللہ بن ابی سرح کے بارے میں معزولی کی تحریر لکھ دی۔ محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہما آئے ہوئے سات سو افراد اور کچھ انصار و مہاجرین کے ساتھ مصر کے لیے روانہ ہوئے۔

مدینہ منورہ سے ابھی یہ قافلہ تیسری منزل پر تھا کہ ان کو ایک حبشی غلام سانڈنی پر بیٹھا ہوا نہایت تیزی

کے ساتھ مصر کی طرف جاتا ہوا نظر آیا' اس کے رنگ ڈھنگ اور اس کی تیز رفتاری سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ غلام یا تو اپنے مالک سے بھاگا ہوا ہے اور یا تو کسی کا قاصد ہے۔ قافلہ والوں نے اسے بڑھ کر پکڑ لیا اور پوچھا کہ تو کون ہے؟ تو کہیں سے بھاگا ہے یا تجھے کسی کی تلاش ہے۔ اس نے کہا: میں امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا غلام ہوں۔ پھر کہا کہ میں مروان کا غلام ہوں۔ ایک شخص نے اسے پہچان لیا اور بتایا کہ یہ امیر المؤمنین ہی کا غلام ہے۔ حضرت محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہما نے اس سے دریافت فرمایا: تمہیں کہاں بھیجا گیا ہے؟ اس نے کہا: مجھے مصر کے گورنر عبداللہ بن ابی سرح کے پاس بھیجا گیا ہے۔ اس کی تلاشی لی گئی تو اس کے خشک مشکیزہ سے ایک خط نکلا جو امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف سے عامل مصر عبداللہ بن ابی سرح کے نام تھا۔ محمد بن ابوبکر نے سب لوگوں کو جمع کیا اور ان کے سامنے خط کھولا جس میں لکھا ہوا تھا: اذا اتاك محمد وفلان وفلان فاحتل فی قتلهم وابطل كتابه وقر علی عملك حتی یاتیك واتی ۔ یعنی جب محمد بن ابوبکر اور فلاں وفلاں تمہارے پاس پہنچیں تو ان کو کسی حیلے سے قتل کردو۔ خط کو کالعدم قرار دو اور جب تک میرا دوسرا حکم نامہ پہنچے اپنے عہدے پر برقرار رہو۔

اس خط کو پڑھ کر قافلہ والے سب لوگ دنگ رہ گئے۔ محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہما نے اس خط پر ساتھ کے چند ذمہ دار لوگوں کی مہریں لگوادیں اور اسے ایک شخص کی تحویل میں دے دیا اور سب لوگ وہیں سے مدینہ منورہ کو واپس ہو گئے۔ جب وہاں پہنچے تو حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اکٹھا کر کے ان کے سامنے خط کھول کر سب کو پڑھوایا اور اس حبشی غلام کا سارا واقعہ سنایا۔ اس پر سب لوگ بہت سخت برہم ہوئے اور تمام صحابہ کرام غیظ وغضب میں بھرے ہوئے اپنے اپنے گھروں کو واپس ہو گئے۔ مگر محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہما نے اپنے قبیلہ بنوتیم اور مصریوں کے ساتھ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے گھر کو گھیر لیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو ۱۔حضرت طلحہ، ۲۔حضرت زبیر، ۳۔حضرت سعد، ۴۔حضرت عمار اور دیگر اکابر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مکان پر تشریف لے گئے۔ ان کے ساتھ وہ خط، غلام اور اونٹنی بھی تھی جو راستے میں پکڑی گئی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا: یہ غلام آپ کا ہے؟ اُنہوں نے جواب میں فرمایا: ہاں یہ غلام میرا ہے۔ پھر اُنہوں نے پوچھا: یہ اونٹنی بھی آپ ہی کی ہے؟ اُنہوں نے جواب میں فرمایا: ہاں اونٹنی بھی ہماری ہے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ خط پیش فرمایا اور پوچھا: کیا یہ خط آپ نے لکھا ہے؟ اُنہوں نے فرمایا: نہیں اور خدائے تعالیٰ کی قسم کھا کے کہا کہ نہ میں نے اس خط کو لکھا ہے، نہ کسی کو لکھنے کا حکم دیا ہے اور نہ مجھے اس کے بارے میں کوئی علم ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بڑے تعجب کی بات ہے کہ اونٹنی آپ کی اور خط پر مہر بھی آپ کی جسے آپ ہی کا غلام یہاں سے

لے کر جارہا تھا۔ مگر آپ کو کوئی علم نہیں۔ تو پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر فرمایا: نہ میں نے اس خط کو لکھا ہے، نہ کسی سے لکھوایا ہے اور نہ میں نے غلام کو یہ خط دے کر مصر کی طرف روانہ کیا ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر اپنی برأت ظاہر فرمائی تو ہر شخص کو یقین ہو گیا کہ ان کا دامن اس جرم سے پاک ہے۔ لوگوں نے تحریر کو بغور دیکھا تو یہ خیال قائم کیا کہ تحریر مروان کی ہے اور ساری شرارت اسی کی ذات سے ہے۔ مروان اس وقت امیر المومنین کے مکان میں موجود تھا۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ اسے ہمارے حوالے کر دیجئے۔ آپ نے انکار کر دیا۔ اس لیے کہ وہ لوگ غیظ و غضب میں بھرے ہوئے تھے مروان کو سزا دیتے اور اسے قتل کر دیتے۔ حالانکہ تحریر سے یقین کامل نہیں ہوتا اس لیے کہ **الخط یشبہ الخط**۔ یعنی ایک تحریر دوسری تحریر کے مشابہ ہوتی ہے۔ تو انہیں مروان کی تحریر ہونے کا صرف شبہ تھا اور شبہ کا فائدہ ہمیشہ ملزم کو پہنچتا ہے۔ اس لیے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مروان کو ان کے سپرد نہیں کیا۔ علاوہ اس کے سپرد کرنے میں بہت بڑے فتنہ کا اندیشہ بھی تھا۔

بہر حال حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے مروان کو لوگوں کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا تو صحابہ کرام ان کے یہاں سے اُٹھ کر چلے گئے اور آپس میں یہ کہہ رہے تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کبھی جھوٹی قسم نہیں کھا سکتے مگر کچھ لوگ یہ بھی کہہ رہے تھے کہ وہ شک سے بری نہیں ہو سکتے جب تک کہ مروان کو ہمارے سپرد نہ کر دیں اور ہم اس سے تحقیق نہ کر لیں اور یہ معلوم نہ ہو جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابیوں کو قتل کرنے کا حکم کیوں دیا گیا۔ اگر یہ بات ثابت ہو گئی کہ خط انہوں نے ہی لکھا ہے تو ہم انہیں خلافت سے الگ کر دیں گے اور اگر یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف سے مروان نے خط لکھا ہے تو ہم اسے سزا دیں گے۔

(ب) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی عدالت کے دو واقعات:

آپ کی عدالت کے دو واقعات درج ذیل ہیں:

(۱) آقا اور غلام: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یمن کے ایک شخص نے اپنے غلام کو اپنے لڑکے کے ساتھ کوفہ بھیجا۔ اتفاق سے دونوں نے آپس میں جھگڑا کیا۔ لڑکے نے غلام کو مارا اور غلام نے اسے گالیاں دیں۔ کوفہ پہنچ کر غلام نے دعویٰ کیا کہ یہ لڑکا میرا غلام ہے اور اسے بیچنا چاہا۔

یہ مقدمہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی عدالت میں پہنچا۔ آپ نے خادم قنبر سے فرمایا: اس کمرہ کی دیوار میں دو بڑے بڑے سوراخ بناؤ اور ان دونوں سے کہو کہ اپنے اپنے سر ان سوراخوں سے باہر نکالیں۔ جب یہ سب ہو گیا تو آپ نے فرمایا: اے قنبر! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار لاؤ۔ جب حضرت قنبر تلوار

لے آئے تو آپ نے فرمایا: فوراً غلام کا سر کاٹ لو۔ اتنا سنتے ہی غلام نے فوراً اپنا سر اندر کھینچ لیا اور دوسرا نوجوان اپنی حالت پر قائم رہا۔ اس طرح آپ کے اجلاس میں بغیر کسی گواہ وشہادت کے فیصلہ ہو گیا کہ آقا کون ہے اور غلام کون ہے؟ آپ نے غلام کو سزا دی اور اسے یمن بھیج دیا۔

(۲) ایک شخص کی وصیت: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص نے مرتے وقت اپنے ایک دوست کو دس ہزار درہم دیے اور وصیت کی کہ جب تم سے میرے لڑکے کی ملاقات ہو تو اس میں سے جو تم چاہو وہ اس کو دے دینا۔ اتفاق سے کچھ روز بعد اس کا لڑکا وطن میں آ گیا۔ اس موقع پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس شخص سے پوچھا کہ بتاؤ تم مرحوم کے لڑکے کو کتنا دو گے؟ اس نے کہا: ایک ہزار درہم۔ آپ نے فرمایا: اب تم اس کو نو ہزار دو۔ اس لیے کہ جو تم نے چاہا وہ نو ہزار ہیں اور مرحوم نے یہ وصیت کی کہ جو تم چاہو وہ اس کو دے دینا۔

☆☆☆☆☆☆